ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ　　مارچ 2011ء

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے۔۔۔؟

خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یمن کے مسلمانوں کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفۃ الرسول کی طرف سے ان یمنی مومنین کے نام جن کو میرا یہ خط سنایا جائے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اس معبُود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جہاد لازم کیا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ جہاد کے لیے جائیں پیادہ ہوں تو، سوار ہوں تو......اس نے فرمایا ہے: ''جہاد کرو اللہ کی خاطر اپنے مال اور جان سے''......اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد ایک ضروری فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا ثواب بہت ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کو ہم نے شام جا کر رومیوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی، انہوں نے اس دعوت کو گرم جوشی سے مانا اور جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاد کے لیے ان کے دل میں سچّی لگن تھی، حصولِ ثواب کی آرزوئیں ان کے سینوں کو گرما رہی تھیں۔

اللہ کے بندو! جس جہاد کے لیے انہوں نے پیش قدمی کی ہے آپ بھی کیجیے۔ ضروری ہے کہ آپ کے دل میں اس کی سچّی لگن ہو، کیونکہ دو نعمتوں میں ایک سے آپ ضرور بہرہ مند ہوں گے: شہادت یا مالِ غنیمت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں سے اس پر راضی نہیں کہ اطاعت کا زبانی اقرار کریں، وہ عملی اطاعت چاہتا ہے۔ وہ اپنے اہلِ عداوت کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک کہ وہ ''دینِ حق'' کو اختیار نہ کرلیں یا مسلمانوں کے ماتحت بن کر جزیہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دین کی حفاظت کرے، آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین صابرین کا آپ کو اجر عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ''

(فتوح الشام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۴، شمارہ نمبر۳

ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مارچ 2011ء

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ایک تیر کی بدلے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ اول اس کا بہ نیت ثواب و جہاد بنانے والا، دوسرا اس کو جہاد میں استعمال کرنے والا، تیسرا اس کی نوک اور بھال کو درست کرنے والا۔ اس لیے تیراندازی کیا کرو اور گھوڑے کی سواری کی مشق کرو، اور میرے نزدیک تیر اندازی کی مشق گھوڑے کی سواری کی مشق سے زیادہ بہتر ہے"۔ (ترمذی)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب کفر کی دیں سے ٹکر تھی تو تم نے کس کا ساتھ دیا

ایمان جیسی نعمت کبریٰ کی قدر اُنہی قلوب کے حامل افراد کو ہوتی ہے، جو اپنے خالق کے سامنے کھڑے ہونے کے احساس کو روح کی گہرائیوں میں اتارے زندگی کی آزمائش بھری راہوں پر پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ یہ ایمان ہی ہے کہ جب دلوں میں پیوست ہو جائے تو آخرت کی فکر، روزِ حشر میں دربارِالٰہی میں حاضری اور حساب کتاب کی گھڑیوں ہی کے لیے ساری دوڑ دھوپ ہوتی ہے۔ یہی ایمان ہے جس کی شمعیں روشن ہوں تو حق و باطل کو پہچاننا اور حق کے راستوں پر استقامت سے چلنا ممکن ہوتا ہے۔ یہی ایمان ہے جو 'عبدالرحمٰن' کو یہ جرأت وطاقت عطا کرتا ہے کہ وہ شیاطینِ جن وانس کے مقابل سینہ سپر ہو جاتا ہے۔ یہی ایمان ہے کہ جو سینوں میں جاگزیں ہو تو اللہ کی کبریائی کے اظہار واعلان کے لیے بندۂ مومن دنیا بھر کے طواغیت سے بھڑنے اور جان سے گزر جانے سے ذرہ برابر تامل نہیں کرتا اور پھر اسی کشمکش کو سَر کرتا ہوا اس حال میں اپنے رب کے پاس پہنچتا ہے کہ اُس دربارِعالی سے بھی یہ پروانہ اُس کے نام جاری ہوتا ہے کہ

یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لیے ہے

ایمان کی اسی نعمتِ بے بہا سے افرادِ امت کو محروم کرنے اور اُنہیں دنیا وآخرت کی تہی دامنی کا عنوان بنانے کے لیے ابلیس اور اُس کی ذریت اپنا پورا زور صرف کر رہی ہے۔ کبھی 'ویلنٹائن ڈے' کے نام پر اُن سے بے حیائی کے مظاہرے کروانے کی تگ ودو کی جاتی ہے اور کبھی 'بسنت پالا اڑنت' جیسے بے ہودہ ''موسمی تہوار'' کی صورت میں اُنہیں رب سے دور کرنے اور شیاطین کی قربت مہیا کرنے کا وافر سامان کیا جاتا ہے۔ اس سب کے باوجود بھی سفلی جذبات کی مکمل تسکین نہیں ہوئی تو کرکٹ ورلڈ کپ کی طرز پر دام ہمرنگ زمین بچھایا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مطلع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن پانچ سوالوں کے جواب دینے تک کسی کے قدم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے'' اُن میں دو یہ کہ 'عمر کہاں بتائی اور جوانی کہاں کھپائی'۔ ایک طرف تو مجاہدین اور اُن کے انصار ڈرون حملوں اور مسلسل بمباریوں میں شہید ہونے والے شہدا کی لاشوں کا شمار کرتے نظر آتے ہیں جبکہ دوسری جانب آرام کدوں میں بیٹھ کر سکور بورڈ پر نظریں ٹکائے رنز کی گنتی کرنے والے نظر آتے ہیں۔ یہ ہے ایمان...... جس کی قیمت شہدا اپنے جسموں کو وار کر ادا کر رہے ہیں اور یہاں یہی ایمان 'لہوولعب کے تہواروں اور ٹی وی سکرینوں کے سامنے ورلڈ کپ مقابلوں کے نظاروں میں سسکتا دکھائی دیتا ہے۔

آج تمام دنیائے کفر سے برسرِ پیکار مجاہدین' اسی ایمان کی آبیاری کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ مجاہدین ہر روز کئی ایک 'ریمنڈ ڈیوس' سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ یہاں یہ حال ہے کہ ایک ریمنڈ ڈیوس ہاتھ آیا ہے اور اُسے بھی 'کچھ لو اور کچھ دو' کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے امریکہ کے حوالے کر دیا جائے گا اور وہاں یہ کیفیت کہ ایمان کی بہاروں کا مزا لوٹنے والے ایک دن میں درجنوں 'ریمنڈ ڈیوسوں' کا شکار کرتے ہیں۔

تیونس، مصر، لیبیا، یمن، بحرین اور الجزائر کے مسلمان ظلم و جبر کے نظام کے محافظ حکمرانوں کے خلاف اٹھ رہے ہیں۔ لیکن بصیرت وبصارت رکھنے والی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ہر جگہ نظامِ باطل پر حرف اور آنچ نہیں آنے دی گئی۔ جب عامۃ المسلمین کا پیمانہ صبر لبریز ہو رہا ہے تو محض چند شخصیتوں یا خاندانوں کی طرف اس غم وغصہ کی لہر کو موڑ کر طاغوتی نظام کو نئے اور تازہ دم ہاتھوں میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں یہ حقیقت مزید نکھر کر سامنے آ رہی ہے کہ صرف اور صرف جہاد وقتال کا راستہ ہی ظلمتوں کی رات کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ کرنے کا اصل راستہ ہے۔ چہروں کی تبدیلی کے نتیجے میں زین العابدین کی جگہ محمد غنوشی اور حسنی مبارک کی جگہ عمر سلیمان اور حسین طنطاوی آموجود ہوں گے۔ ان حالات میں یہ بات سب کو سمجھ آ رہی ہے کہ امت پر مسلط ان جابر حکمرانوں سے نجات حاصل کی جائے لیکن امت کے زخموں کی تریاق کے لیے محض اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ اب باطل نظام سے کلّی برأت اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں ہی عافیت ہے۔

اے نوجوانانِ اسلام! یہی نوجوانی کے دن اور یہ طاقت وتوانائی، بھرپور صلاحیتیں اور زندگی کے قیمتی لمحات کہ جن کو ''جیسے چاہو جیو'' کی نظر کرنے بسنت، میلے، کرکٹ میچ جیسے لہوولعب کی نظر کرنے کے بجائے اللہ کے دین کی نصرت کی خاطر، مظلوم سسکتے مسلمان بچوں، عورتوں اور قیدیوں کو جابروں کے ہاتھوں سے چھڑانے کے لیے، کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لیے مجاہدین اپنی جوانیاں لٹا رہے ہیں، اپنی جانوں کو جنت کے سکھ وآرام کے لیے کھپا رہے ہیں۔ ان کے دل اللہ کے دین کی محبتوں سے بھرے ہوئے ہیں، ان کی جانیں جنت کے بدلے خریدی جا چکی ہیں۔ کفر کے تمام تر طاقت، جدیدیت اور ٹیکنالوجی مجاہدین کے ایمان کے سامنے لرزہ براندم ہے۔ ایمان اور ٹیکنالوجی کی اس جنگ نے تمام امت سے ایک بار پھر وہی سوال پوچھا ہے کہ 'جب کفر کی دیں سے ٹکر تھی تو تم نے کس کا ساتھ دیا'۔ اللہ الصمد کی شان ہے کہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے ناتجربہ کار، نوآموز نوجوانوں سے لے کر عمر رسیدہ، کمزور افراد کو بھی وقت کی دجالی قوت کے آگے چٹان کی طرح ڈٹ جانے کی استقامت عطا فرماتا ہے۔ اے امت مسلمہ کے نوجوانو! کسی ایک میدان کا انتخاب کرلو! مصعب بن عمیرؓ، معاذؓ ومعوذؓ بن جاو یا پھر کسی کھیل تماشے اور دیگر لہوولعب کے اسیر ہو جاؤ...... فیصلہ کرلو! کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو پوری طرح واضح کر دیا ہے اور اس میں کوئی کجی نہیں چھوڑی اور باطل اپنی تمام آلائشوں سمیت بے نقاب ہو چکا ہے۔ پس جس کا دل چاہے وہ حرص وہوس کی غلامی اختیار کر لے اور دنیا کی خوشنما رنگینیوں کے لیے آخرت کو بھلا بیٹھے اور جس کا دل چاہے وہ دنیا کو لُٹا کر جنتوں کا سودا کھرا کرلے۔

عرشِ الٰہی کے سائے میں کون ہوں گے؟

مولانا سعید احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دیں گے، جس دن کہ عرشِ الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت کے دن اور وہ سات آدمی یہ ہیں) ۱۔حاکم عادل، ۲۔وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پھلا پھولا، ۳۔وہ شخص جو مسجد سے نکلے تو اس کا دل مسجد میں اٹکا رہے، یہاں تک کہ دوبارہ مسجد میں چلا جائے، ۴۔وہ دو آدمی جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں دوستی کی، اس کے لیے جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، ۵۔وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں، ۶۔وہ شخص جس کو کسی صاحبِ حسب ونسب اور صاحبِ حسن و جمال خاتون نے غلط دعوت دی، مگر اس نے یہ کہہ کر اس کی دعوت رد کردی کہ: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، ۷۔اور وہ شخص جس نے صدقہ کیا تو اس کو ایسا چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا؟''۔

قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور تمام مخلوق سائے کی محتاج ہوگی، پس ان حضرات کی خوش بختی اور خوش نصیبی کا کیا کہنا! جنہیں اس دن عرشِ الٰہی کا یہ سایہ نصیب ہوجائے۔ یہ سات قسم کے حضرات جن کا اس حدیث میں تذکرہ ہے، ان کا عمل حق تعالیٰ شانہ سے کمالِ تعلّق اور کمالِ اخلاق کا آئینہ دار ہے، اس لیے کریم آقا کی جانب سے ان کے ساتھ اعزاز واکرام کا معاملہ کیا جائے گا۔ ان سات حضرات کے علاوہ دیگر احادیث وروایات میں کچھ حضرات کے نام بھی آتے ہیں، لیکن فضائل اعمال میں ضعیف احادیث بھی قبول کی جاتی ہیں۔ حضرت مولانا سعید احمد دہلوی قدس سرہ نے اپنے رسالے ''جنت کی کنجی'' میں ان حضرات کی فہرست درج کی ہے، ذیل میں وہ فہرست، نمبر ۸ سے حضرت موصوفؒ کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں، حق تعالیٰ تمام امت محمدیہ کو یہ دولت نصیب فرمائے، ۸۔جو شخص اپنے مقروض کو مہلت دے، ۹۔جو مجاہد فی سبیل اللہ کی امداد واعانت کرتا ہے، ۱۰۔جو شخص مکاتب کو آزاد کرنے میں مکاتب کا ہاتھ بٹاتا ہے (مکاتب وہ غلام ہے جس کی آزادی کو اس کا آقا روپے کے ساتھ مشروط کردے)، ۱۱۔جو شخص کسی نیک آدمی کو محض اللہ کے واسطے دوست رکھتا ہے، ۱۲۔مجاہدین کے لشکر کی امداد واعانت میں جو شخص خود بھی شہید ہوجائے، ۱۳۔تجارت میں سچ بولنے والا، ۱۴۔وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں اور حسنِ خُلق سے متصف ہو، ۱۵۔جو شخص موسمی دقتوں اور دشواریوں کے باوجود وضو کی تکلیف برداشت کرتا ہے، ۱۶۔رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والا، ۱۷۔جس شخص نے کسی انسان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا، ۱۸۔وہ شخص جو یتیم کی پرورش اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے، ۱۹۔بیوہ عورت کی خدمت کرنے والا۔ ۲۰۔وہ شخص جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اپنا حق قبول کرتا ہے، ۲۱۔سلطانِ عادل کی نیک نیتی سے خدمت کرنے والا، ۲۲۔جو شخص دوسروں کے حق میں وہ فیصلہ کرتا ہے اور وہی حکم لگاتا ہے جو اپنے لیے پسند کرے، ۲۳۔جو شخص اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کرتا رہتا ہے اور ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہے، ۲۴۔جو شخص اہل ایمان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتا ہے اور نرمی سے پیش آتا ہے، ۲۵۔جس عورت کا بچہ مرجائے تو جو شخص ایسی غم زدہ کے ساتھ تعزیت کرے گا وہ بھی عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا، ۲۶۔جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اور قرابت داروں کے حق کو پہچانتا ہے، ۲۷۔وہ بیوہ عورت جو چھوٹے بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کرے، ۲۸۔جو شخص عمدہ کھانا پکائے اور اچھی غذا تیار کرے، پھر اس کھانے میں یتیم کو بلا کر شریک کرے، ۲۹۔وہ شخص جو ہر موقع پر اللہ رب العزت کی معیت کا یقین رکھتا ہو۔ ۳۰۔غریبوں کا وہ شکستہ طبقہ جن کی غربت اور فقیری کے باعث کوئی شخص ان کی جانب متوجہ نہ ہو، اگر وہ کسی مجلس میں آجائیں تو ان کو کوئی پہچانے بھی نہیں، خاموش اور غیر معروف زندگی بسر کرنے والے فاقوں کی مصیبت سے مرگئے لیکن کسی کو خبر نہ ہوئی، دنیا میں مجہول لیکن آسمانوں میں مشہور، لوگ ان کو بیمار سمجھتے ہیں، لیکن ان کو سوائے خوفِ خدا کے دوسرا مرض نہیں ہے، ۳۱۔قرآن کی خدمت کرنے والے، عام اس سے کہ حافظ ہوں یا ناظرہ خواں، خود بھی قرآن پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی قرآن کا مطلب بتاتے ہیں، ۳۲۔وہ شخص جس نے بچپنے میں قرآن سیکھا اور جوان ہوکر بھی اس کو پڑھتا رہا، ۳۳۔وہ شخص جس کی آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے باز رہی، ۳۴۔وہ شخص جس کی آنکھ نے خدا کی راہ میں جاگنے کی تکلیف برداشت کی ہو، ۳۵۔وہ شخص جس کی آنکھ خدا کے خوف سے روتی رہتی ہے۔، ۳۶۔وہ شخص جو اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، ۳۷۔جس شخص نے کبھی اپنا ہاتھ حرام مال کی طرف نہیں بڑھایا، ۳۸۔جس شخص نے حرام کی طرف نگاہ پھیر کر بھی نہیں دیکھا، ۳۹۔جو لوگ سود نہیں لیتے اور بیاج سے پرہیز کرتے ہیں، ۴۰۔جو لوگ رشوت نہیں لیتے، ۴۱۔وہ شخص جو ذکرِ الٰہی کی غرض سے وقت کا شمار کرتا رہتا ہے، مثلاً: کب وقت ہو اور میں نماز پڑھوں، ۴۲۔جس نے غمگین کا غم دور کردیا اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کردی، ۴۳۔جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا، ۴۴۔کثرت سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا، ۴۵۔مسلمانوں کے وہ بچے جو صغر سنی کی حالت میں مرگئے ہوں، ۴۶۔بیماروں کی عیادت کرنے والا، ۴۷۔جنازے کے ساتھ جانے والا، ۴۸۔نفل اور فرض روزہ رکھنے والا، ۴۹۔تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرتا ہو، ۵۰۔جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورۂ انعام کی پہلی تین آیتیں پڑھا کرتا ہے (سورۂ انعام ساتویں پارے میں ہے، اس کی ابتدا سے تین آیتیں شمار کرلینی چاہئیں)، ۵۱۔دل اور زبان دونوں سے خدا کا ذکر کرنے والا۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

(قسط دوم)

نوجوانوں کے نام پیغام

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے بعد لاشوں کے درمیان تلاش کرتے ہوئے ابوجہل کو اپنی آخری سانسیں لیتے ہوئے پایا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھا کہ ابن مسعودؓ اس کے سینے پر بیٹھے ہیں اور حقارت آمیز لہجے میں کہا: ''کیا تم مکہ میں ہمارے چرواہوں میں سے ایک نہیں تھے؟'' ابن مسعود نے جواب دیا: ''بے شک تھا اے اللہ کے دشمن!'' ابوجہل نے پھر کہا: ''تم نے اپنے آپ کو بڑی اونچی جگہ پر بٹھایا ہے، اے اونٹوں کے چرواہے! تم میرے سینے پہ بیٹھے ہو؟ کبھی کوئی اتنی باعزت جگہ پر نہیں بیٹھا ہوگا۔'' ابن مسعود نے پھر کہا: ''آج کس کا دن ہے؟ کون فاتح ہے؟ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم!'' بہت ساری اور بھی روایات ہیں جن کی صحت کی تصدیق نہیں کی جاسکتی، اور اس نے کہا: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بتادو کہ میں آخری سانس تک اس کا دشمن رہوں گا۔'' ایک روایت میں ایسا بھی ہے کہ ایک دفعہ جب عبداللہ بن مسعود مکہ میں تھے تو ابوجہل نے انہیں مارا تھا جس سے ان کا کان زخمی ہوگیا۔ تو جب عبداللہ بن مسعودؓ ابوجہل کے سینے پر بیٹھے انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا۔ روایت میں ہے کہ انہوں نے پھر ابوجہل کے کان میں سوراخ کیا، اس میں رسی ڈالی اور اس رسی سے پھر اس کے سر کو گھسیٹا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوجہل کا سر کافی بڑا تھا اور عبداللہ بن مسعود ایک کمزور سے نازک سے آدمی تھے، تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے کٹے ہوئے سر کو دیکھا تو اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور یہ اس امت کا فرعون ہے۔'' یہ صحیحین کی روایت ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے کان میں رسی بندھی ہوئی دیکھی تو انہیں وہ دن یاد آ گیا جب مکہ میں ابوجہل نے ابن مسعود کا کان زخمی کیا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ سے فرمایا: ''کان کے بدلے کان، اور سر اضافی ہے۔''

میں کہتا ہوں، یہ ابوجہل ہے جس کے وجود سے لوگوں کی جان چھڑانے والے اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں قدم رکھنے والے دو نوجوان تھے۔ وہ تقریباً سترہ سال کے تھے، یعنی کالج جانے کی عمر میں۔ ان دونوں نے قریش کے اعلیٰ ترین شہسوار ابوجہل کو قتل کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر کار اس کی خوشخبری سنائی۔ اور اگر آپ بدر، خندق، موتہ وغیرہ کی لڑائیوں کو دیکھیں تو آپ کو نوجوانوں کے علاوہ کوئی نظر نہیں آئے گا۔

دونوں عالمی جنگوں میں، برطانیہ اور دوسری طاقتور اقوام سب سے زیادہ خطرناک کاروائیوں کے لیے سترہ، اٹھارہ اور انیس سالہ نوجوانوں پر انحصار کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ کچھ بھی کر گزرنے کے لیے تیار ہوتے تھے اور وہ زیادہ دیر سوچنے میں نہیں لگاتے۔ چینی اپنے خودکش جنگجو تیار کرتے تھے اور ان کو انہی عمروں کے لوگوں پر اپنی کاروائیاں منحصر کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے: ''وہ کاروائیاں جن میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ہو، بڑی عمر کے لوگوں کو نہیں کرنی چاہئیں، کیونکہ وہ کارروائی میں تاخیر بھی کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ رک کر اپنے آپ سے پوچھیں گے: اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا کیا فائدہ ہے؟'' تو اس طرح کی منطق اور فلسفہ انہیں اپنی جان لگا دینے اور قربانی دینے میں مانع ہوگا اور تحریکوں اور دعوتوں کو اپنے اوائل میں وہ لوگ نصرت نہیں دے سکتے جو کھڑے ہو کر بہت زیادہ سوچتے رہیں۔ بلکہ انہیں نصرت صرف دل اور جذبات والے لوگ دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ دل کا ابھارنا اور جذبات کی گرمی ہی ہیں جو قربانی کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس کے برعکس نام نہاد منطقیانہ سوچ، یہی تو انسان کو کہتی ہے کہ: ''اپنی جان کو نہ کھپاؤ، قربانی نہ دو۔'' دماغ عموماً ٹھنڈا اور جامد ہوتا ہے، اور قربانی دینے کی طرف مائل نہیں ہوتا، یہ سوچ بچار کی طرف مائل ہوتا ہے۔ تو جب جذبات انسان سے کہہ رہے ہوں کہ ''اپنا مال خرچ کرو، اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔'' اس وقت دماغ کہتا ہے: ''اپنا مال کم نہ کرو۔'' اگر جذبات کہہ رہے ہوں کہ: ''اپنے آپ کو قربان کردو۔'' تو دماغ کہے گا: نہیں، اگر تم بچے رہو تو اسلام کے لیے زیادہ نفع بخش ہوگے۔'' اور اسی طرح کے خیالات آتے ہیں۔

اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ مفکرین اور فلسفی، ان کے الفاظ آسمانوں کی بلندی کو چھو رہے ہوتے ہیں، جبکہ ان کی اصل زندگیاں پہاڑ کے دامن میں ہوتی ہیں، بالکل جامد۔ جس چیز کی طرف وہ دعوت دے رہے ہوتے ہیں اور جس حقیقت میں رہ رہے ہوتے ہیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اسی لیے ہم سب کو اپنی جوانی کے سالوں پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ آئے اور ایک بھی آدمی ایسا نہیں تھا جس کے سر میں کوئی سفید بال ہو سوائے ابوبکر کے جنہوں نے اپنی داڑھی کو مہندی اور زعفران سے رنگ کیا ہوا تھا۔'' (بخاری) ابوبکرؓ کے علاوہ ایک بھی صحابی ایسا نہیں تھا جس کے سر میں سفید بال ہو! اور ابوبکرؓ اس وقت ۵۱ سال کے تھے، عمرؓ ۴۱ کے تھے، اور یہ نبوت ملنے کے تیرہ سال بعد کی بات ہے۔ جبکہ اس وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے مبعوث کیا گیا اور لوگ ان پر ایمان لائے ابوبکر ۳۸ کے تھے، اور باقی تمام لوگ جنہوں نے اسلام قبول کیا پندرہ سے پچیس سال کے درمیان تھے، بچے اس کے علاوہ تھے۔

اللہ عزوجل قیامت کے دن نوجوانوں سے خصوصی سوال کرے گا: ''بندے کے قدم قیامت کے دن اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا سوال نہ ہو جائے: اس کی زندگی کے بارے میں اور یہ کہ اس کو کس کام میں لگایا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس کو کیسے گزارا، اپنے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا، اور کمائی کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔'' (ترمذی)

اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کے بارے میں سوال کریں گے۔ اور پھر دوسرا سوال کریں گے جو جوانی کے بارے میں ہوگا، باوجود اس کے کہ جوانی بھی اسی زندگی کا ایک دور

ہے جس کا سوال ہو چکا ہوگا! اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے سوال کے لیے جوانی کو الگ سے چن رکھا ہے۔

اللَّهُ الَّذِيْ خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفاً وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ (الروم:۵۴)

''اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد طاقت دی، پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے، وہی سب کچھ جاننے والا اور ہر شے پر قادر ہے۔''

ظاہر ہے کہ آپ عمر کے اس دور میں ہیں جب شیطان آپ پر آپ کی پڑھائی کے راستے سے آئے گا، اور لمبی امیدوں کے ذریعے آئے گا۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ اللہ کی طرف دعوت دیں، یا اپنا کچھ وقت اللہ عزوجل کے لیے وقف کریں، شیطان آپ کے پاس یہ کہتا ہوا آئے گا کہ ابھی تک تو تم صرف اسکول میں ہو، کل جب تمہیں ڈگری مل جائے گی، تمہارے پاس معاشرے میں ایک ہتھیار آجائے گا، پھر تم اللہ کے لیے کام کر سکو گے۔'' سب سے پہلی بات تو یہ کہ آپ کو نہیں معلوم کب آپ گریجوایٹ کریں گے، آپ کو نہیں پتہ کب آپ کی موت آجائے، آپ کو نہیں پتہ کہ آپ کیسے اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔ اسی لیے ان لمبی امیدوں سے ہوشیار رہیے! دوسری بات یہ کہ اگر آپ اللہ کے ساتھ بخل کر رہے ہیں کہ اتنے ابتدائی دور میں اللہ کو اپنا وقت دیں، آگے آنے والا وقت آپ کو اور زیادہ بخیل ثابت کرے گا! کتنا فرق ہوتا ہے ان لوگوں کے درمیان جو ابتدائی دور میں اسلام سے آشنا ہوتے ہیں، اور وہ جو بڑے ہو جاتے ہیں اور بڑی عمر میں اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ کتنا زیادہ فرق ہوتا ہے! کیونکہ چھوٹی عمر سے اسلام پر نشوونما پانا نسبتاً بہت آسان ہے۔ جب آپ چھوٹے ہوں تو اسلام آپ کی زندگی کا حصّہ بن جاتا ہے، اور آپ کے اعضا، روح اور زندگی اسلام ہی کے ایک حصّے میں بدل جاتے ہیں۔ درحقیقت آپ اسلام کے جسم کے حصّے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال بالکل ایک چھوٹے درخت اور بڑے درخت کی طرح ہے۔ بڑے درخت کا تنا مضبوط اور چھال سوکھ چکی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی شاخوں کی سمت کا بدلنا مشکل ہوتا ہے، جبکہ ایک چھوٹا درخت آپ جس رخ پر پھیرنا چاہیں پھیر سکتے ہیں، کیونکہ وہ ابھی بھی آپ کے ہاتھوں سے ادھر ادھر ہو سکتا ہے۔ اسی لیے اللہ رب العالمین اس دن ایسے نوجوان کو جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا ہوگا اپنے سائے میں رکھیں گے جس دن کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔'' سات لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ان میں ایک) وہ نوجوان ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پلا بڑھا ہوگا۔'' (بحوالہ حدیث بخاری و مسلم)

یہ عمومی مشاہدہ ہے کہ جو لوگ چھوٹی عمر میں دعوتی کام میں لگ جائیں وہ ان لوگوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں جو بڑی عمر میں دین میں داخل ہوں۔ اسلامی دعوت، جب ایک طالب علم اپنی عمر کے ابتدائی حصّے سے اس میں داخل ہو جائے اور زندگی کے آخر تک اس پر کاربند رہے، تو ایسے شخص کے اندر وہ سرایت کر جاتی ہے اور وہ اس کا ایک جزو لاینفک بن جاتا ہے۔ جبکہ ادھیڑ عمر کا انسان، اپنے معاشرتی مناصب، اثر و رسوخ، اولاد وغیرہ ہونے کے سبب، اور خصوصاً اگر دنیا اس کے سر پر سوار ہو، اگر وہ توبہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو چاہتا ہے کچھ شرائط کے ساتھ اسلام میں داخل ہو۔ اگر وہ کوئی وزیر ہے تو اسکا مطالبہ یہ ہے کہ اس کی عزت کی جائے، اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ معاشرے میں اسی درجے پر رہے جس پر وہ پہلے تھا۔ چنانچہ اس کے لیے اسلام میں پورے کا پورا داخل ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔ وہ اسلام میں بہت سی جاہلیّت کی رسمیں لے کر، دنیا کی محبت ساتھ لیے اور تعریف کیے جانے کی محبت کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تکریم کریں۔ اس کے لیے یہ بات آسان نہیں کہ وہ صحیح طریقے سے بیٹھے اور دین کا علم اس طرح حاصل کرے جس طرح یہ اتارا گیا تھا۔ نیز اس کے اردگرد کی زندگی میں بہت سی جڑیں جاہلیّت کے طور طریقوں میں گڑ چکی ہوں گی۔ مثلاً یہ اس کی بیوی ہے جو ناچ گانے کی محفلوں کی عادی ہوگئی ہے، اور یہ اس کی بیٹی ہے جو اب لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی عادی ہے، اور یہ اس کا رشتہ دار ہے جو اس کے سامنے شراب پینے کا عادی ہے، اور یہ اس کی دوسری بیٹی ہے جو آنے والے مرد مہمانوں سے مصافحہ کر رہی ہے، اور یہ اس کی بہن ہے جو اب ان مہمانوں کا استقبال کرنے، اور ان کے سامنے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر، ان کے ساتھ چائے اور کافی پینے کی عادی ہو چکی ہے۔ یہ ساری چیزیں تبدیل کرنی ہوں گی۔ اگر وہ ایک صحیح اسلامی طرز زندگی اپنانا چاہے گا تو اسے بیان کردہ طرز زندگی کو دین کے مطابق ڈھالنے میں بہت سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔

یہ اس سے بہت مختلف ہوتا اگر وہ چھوٹی عمر سے ہی دینی ماحول سے منسلک ہو جاتا، اسے اسلام کا علم ہوتا، اپنے گھر میں بہت پہلے ہی اس جنگ سے نمٹ چکا ہوتا، ایک سچّی مومنہ سے ہی شادی کرتا، کیونکہ وہ مسلمان ہے، اور اسلام ہی اس کی شادی کی سب سے بنیادی شرط ہے۔ جبکہ وہ شخص جو اپنی زندگی کا بڑا حصّہ اسلامی طرزِ زندگی کے بغیر گزار چکا ہو، وہ ایسا ہوگا کہ مالدار لڑکی کی تلاش کرے، اُس شہزادے کی بیٹی، فلاں وزیر کی بیٹی، اس امیر کبیر شخص کی بیٹی، یہ اس لیے کیونکہ وہ صرف اس غرض سے شادی کر رہا ہے کہ اپنی بیوی کے بل بوتے پر معاشرے کی سیڑھیوں پر اونچا چڑھتا جائے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ جب اس لڑکی کا یا اس کے خاندان کا تذکرہ ہو تو اس کا بھی ہو، یا وہ کسی تقریب میں شامل ہو تو یہ کہہ سکے کہ 'میں اب اس وزیر کا رشتہ دار ہوں، میں اب اس خاندان سے منسلک ہوں'۔ اس وجہ سے اگر وہ بعد میں ان سب چیزوں سے چھٹکارا حاصل کر کے اسلام کے دائرے میں واپس آنا چاہے تو اسے سخت مشکل کا سامنا ہوگا۔ وہ اپنی اس کمپنی کا کیا کرے گا جو سود کے پیسوں سے قائم کی گئی تھی؟ وہ اس زمین کا کیا کرے گا جو بنک کے قرضوں سے خریدی گئی تھی؟ وہ اپنے ان دنیادار دوستوں کا کیا کرے گا جو اس زمین کو کنٹرول کرتے ہیں؟ وہ ان سب کا کیا کرے گا؟ وہ اپنے آپ کو ان سب چیزوں سے علیحدہ کر لے گا، اپنے دوستوں سے علیحدگی اختیار کر لے گا، اپنے اصحاب سے علیحدگی اختیار کر لے گا، ناچ گانے کی محفلیں اور رات کی پارٹیاں ترک کر دے گا، یہ سب ختم ہو جائے گا۔ اتنا آسان نہیں ہوتا کہ انسان ہر چیز کو ٹھوکر مار کر اللہ کی طرف رجوع کر لے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کن باتوں پر بیعت ہوا کرتے تھے

مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

حضرت بشیر بن خصاصیہؓ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کن چیزوں پر بیعت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر فرمایا ''تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور پانچوں نمازیں وقت پر پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، رمضان میں روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! باقی تو تمام کام کروں گا لیکن دو کام نہیں کرسکتا۔ ایک تو زکوٰۃ کیونکہ میرے پاس دس اونٹ ہیں ان کے دودھ پر ہی میرے گھر والوں کا گزارہ ہوتا ہے اور وہی ان کے بار برداری کے کام آتے ہیں اور دوسرے جہاد کیونکہ میں بزدل آدمی ہوں اور لوگ یوں کہتے ہیں کہ جو (میدان جنگ سے) پشت پھیرے گا وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر دشمن سے لڑنا پڑ گیا اور میں گھبرا کر (میدان جنگ سے) بھاگ گیا تو میں اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور ہاتھ ہلاتے ہوئے فرمایا ''اے بشیر جب تم زکوٰۃ نہ دو گے اور نہ جہاد کرو گے تو کس عمل کے ذریعہ جنت میں داخل ہو گے؟'' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوتا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور میں ان تمام اعمال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوگیا۔ (احمد)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ ہم سات، آٹھ یا نو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں ہوتے؟ اور اس جملہ کو تین مرتبہ دہرایا تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے لیے آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو آپ سے بیعت ہو چکے۔ اب ہم آپ سے کس چیز پر بیعت ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس پر بیعت ہوجاؤ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے۔ پانچ وقت نماز پڑھو گے'' اور ایک جملہ آہستہ سے فرمایا کہ ''لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو گے''۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان میں سے کسی کا کوڑا اگر جاتا تو وہ کسی سے نہ کہتا کہ کوڑا اسے پکڑا دے۔ (ترمذی)

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ بیعت عقبہ اولیٰ میں ہم گیارہ آدمی تھے۔ اس وقت تک ہم پر جنگ کرنا فرض نہیں ہوا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان باتوں پر بیعت کیا جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کو بیعت کیا کرتے تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گے اور چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، نہ اولاد کا بہتان باندھیں گے جسے اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گھڑا ہو، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے اور نیکی کے کسی کام میں نافرمانی نہیں کریں گے۔ جو اس عہد کو پورا کرے گا اسے جنت ملے گی اور جو ان میں سے کوئی کام کر بیٹھے تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔ اگلے سال یہ لوگ دوبارہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے (صحیح مسلم)۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دس سال اس طرح گزارے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس حج کے موقع پر ان کی قیام گاہوں میں عکاظ اور مجنہ کے بازاروں میں جایا کرتے تھے اور ان سے فرماتے کون مجھے ٹھکانہ دے گا اور کون میری مدد کرے گا؟ تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں اور اسے (اس کے بدلہ میں) جنت ملے گی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی آدمی ایسا نہ ملتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانہ دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے (بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اس حد تک پھیل گئی تھی) کہ کوئی آدمی یمن یا مصر سے (مکہ کے لیے) روانہ ہونے لگتا تو اس کی قوم کے لوگ اور اس کے رشتہ دار اس کے پاس آ کر اسے کہتے کہ قریش کے نوجوان سے بچ کر رہنا کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی قیام گاہوں کے درمیان سے گزرتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یثرب سے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانہ دینے کے لیے تیار ہو گئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ پھر ہمارے آدمی ایک ایک کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سکھاتے رہے۔ وہاں سے وہ آدمی مسلمان ہو کر اپنے گھر واپس آتا تو اس کے اسلام کی وجہ سے اس کے گھر والے مسلمان ہو جاتے حتیٰ کہ انصار کے ہر محلّہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت ایسی تیار ہو گئی جو اپنے اسلام کا اظہار کرتے تھے پھر ہم سب نے مل کر مشورہ کیا اور ہم نے کہا کہ کب تک ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی چھوڑے رکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یونہی لوگوں میں پھرتے رہیں اور مکہ کے پہاڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھتکارا جاتا رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا جاتا رہے۔ چنانچہ ہم ستر آدمی گئے اور موسم حج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے اس

بات پر بیعت کرو کہ تمہارا دل چاہے یا نہ چاہے ہر حال میں تم سنو گے بھی اور مانو گے بھی، اور تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں خرچ کرو گے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے، تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات کرو گے، اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرو گے، تم میری مدد کرو گے اور جب میں تمہارے ہاں آ جاؤں اس وقت تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو اور تمہیں (اس کے بدلہ میں) جنت ملے گی۔ ہم لوگ کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے تو حضرت اسعد بن زرارہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حضرت اسعد ان ستر آدمیوں میں عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ انہوں نے کہا اے اہل یثرب! ٹھہرو، ہم ان کے پاس سفر کر کے صرف اس وجہ سے آئے ہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور آج تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے ہاں) لے جاؤ گے تو اس سے سارا عرب تمہارا دشمن بن جائے گا۔ تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کر دیا جائے گا اور تلواریں تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اگر تم ان چیزوں پر صبر کر سکتے ہو تو پھر ان کو ضرور لے جاؤ اور تمہیں اللہ تعالیٰ اس کا (بڑا) اجر عطا فرمائیں گے۔ اور اگر تمہیں اپنے بارے میں کچھ خطرہ ہو تو انہیں یہیں چھوڑ دو اور انہیں صاف صاف بتا دو تو اس طرح تمہارا عذر اللہ کے ہاں زیادہ قابل قبول ہوگا۔ ان لوگوں نے کہا اے اسعد! تم ہم سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی اس سے ہم کو کوئی روک سکتا ہے۔ چنانچہ ہم کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا اور جو کام ہمارے ذمہ تھے وہ ہمیں بتائے اور ان کاموں کے کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ (احمد)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں مہاجرین اور انصار سخت سردی میں صبح صبح خندق کھود رہے تھے۔ ان حضرات کے پاس غلام نہیں تھے جو ان کا یہ کام کر دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس تھکاوٹ اور بھوک کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا

اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ

فاغفر للمھاجرین و الانصار

ترجمہ: ''اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی ہے ان انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما''۔

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا ابدا

ترجمہ: ''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے''۔ (صحیح بخاری)

حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو کر ایک درخت کے سائے میں ایک طرف جا بیٹھا۔ جب لوگ کم ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن الاکوع! کیا تم بیعت نہیں ہوتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بیعت ہو چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بھی۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ بیعت ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہؓ سے کہا کہ اے ابو مسلم! آپ لوگ اس دن کس چیز پر بیعت ہو رہے تھے؟ انہوں نے کہا ''موت پر''۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عرشِ الٰہی کے سائے میں کون ہوں گے؟

۵۲۔ جن لوگوں کے دل پاک صاف اور بدن ستھرے ہیں، خدا کے لیے محبت کرتے ہوں، اللہ کے ذکر کے ساتھ ان کا بھی تذکرہ ہوتا ہو، جہاں ان کا چرچا ہوتا ہو تو ان کے ساتھ اللہ کا بھی تذکرہ ہوتا ہو، سردی کے موسم وضو کی پابندی کرنے والے، ذکر اللہ کی طرف مائل ہونے، اللہ کے محارم کی توہین پر غضبناک ہونے والے، مسجدوں کو آباد اور ان کی تعمیر میں سعی کرنے والے اور صبح کے وقت کثرت سے استغفار میں مشغول رہنے والے، ۵۳۔ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والے، اللہ کی اطاعت کے لیے اس کے بندوں کو بلانے والے، ۵۴۔ وہ شخص جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا ہے، چغل خوری سے اجتناب کا عادی ہے، ۵۵۔ جس شخص نے اپنا مال، اپنی جان جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کر دی اور شہادت کا مرتبہ حاصل کر لیا، اس کے لیے عرشِ الٰہی کے نیچے ایک خیمہ بھی نصب کیا جائے گا، ۵۶۔ وہ لوگ جو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں، ۵۷۔ وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں، ۵۸۔ وہ مؤذن جو اللہ کے لیے پانچوں وقت کی اذان دیتا ہے، ۵۹۔ وہ غلام جس نے آقائے مجازی کے ساتھ ساتھ مولائے حقیقی کا بھی حق ادا کیا ہو، ۶۰۔ وہ شخص جو لوگوں کے کام آتا ہو اور مشکل میں اُن کی مدد کرتا ہو، ۶۱۔ اللہ کے لیے ہجرت کرنے والا، ۶۲۔ وہ شخص جو لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے سعی کرتا ہے، ۶۳۔ وہ انسان جس کے دل نے کبھی زنا کا ارادہ نہیں کیا، ۶۴۔ اہلِ تقویٰ (یہ سب سے زیادہ عالی مرتبہ ہوں گے)، ۶۵۔ وہ شخص جو بات بھی کرتا ہے تو علم ہی کی کرتا ہے اور سکوت بھی کرتا ہے تو علم کی بات پر سکوت کرتا ہے، ۶۶۔ بے کار اور بے ہنر اور صنعت نہ جاننے والے انسان کی اعانت کرنے والا، ۶۷۔ وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اللہ کی راہ میں اس نے جہاد کیا، سچ بولتا اور امانت کو صحیح طریقے پر ادا کرتا ہے، غلے کی گرانی کے لیے آرزو نہیں کرتا، ۶۸۔ وہ شخص جو مغرب کے بعد دو رکعات پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ گیارہ گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ پڑھتا ہے (اس روایت کی سند منکر ہے)، ۶۹۔ جو ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا، ۷۰۔ ''لا الٰہ الا اللہ'' کثرت سے کہنے والا، ۷۱۔ شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے حواصل میں رہتی ہیں اور یہ پرندے شام کو عرشِ الٰہی کے نیچے قنادیل میں رہتے ہیں، ۷۲۔ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن سایۂ رحمٰن میں ہوں گے، ۷۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لوائے حمد لیے ہوئے، حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ہمراہ عرش کے سائے میں ہوں گے، ان کی جگہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل ہوگی۔

☆☆☆☆☆

مسلمان کی پردہ پوشی کرنا

ام صہیب

حضرت سالمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔

جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، الفاظ خود کہہ رہے ہیں کہ تمہارے مسلمان بہن بھائیوں میں کچھ عیوب ہو سکتے ہیں مسلمان فرشتے تو نہیں ہیں نا۔ انسان سے ہی بشری کمزوریوں کا صدور ہوتا ہے۔ انسان نقائص سے خالی تو نہیں ہیں نا۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ پوشی کا مطالبہ آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔'جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' کے الفاظ بین السطور یہ پیغام ہمارے لیے رکھتے ہیں کہ مسلمان بہن بھائی کو انسان سمجھو فرشتہ نہ سمجھو کہ اس کی غلطی سامنے آنے پر اس کی خرابی، کمزوری اور نقص نظر آنے پر شور مچادو۔ مسلمان ہے مگر نقص وعیب سے بالکل پاک تو نہیں ہو گیا۔ معصوم تو انبیائے کرام علیہم السلام ہی ہوتے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اپنی رضا کا انعام دیا ہے۔ حدیث میں وارد یہ الفاظ اپنے اندر آئیڈیلز سے بچنے کا پیغام رکھتے ہیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بول کتنی خوبصورتی سے فراخی پیدا کرتے ہیں۔ نظر میں وسعت پیدا کرتے ہیں۔ نظر میں وسعت ہوگی تو دل میں کشادگی پیدا ہوگی۔ مسلمانوں میں سب سے زیادہ متقی اور نیک کون تھے؟ آپ کہیں گے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، خیر القرون۔ اُن کی زندگیاں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور فیض سے بنیں وہ ہمارے لیے راہ نما ہیں کہ اُن میں سے ایک ایک نے کس طرح اس بات کا خیال رکھا کہ مسلمان بھائیوں کے عیوب کبھی بھی کسی کے سامنے بیاں نہ ہوں۔

یہ حدیث ہمارے حوصلوں کو بڑھاتی ہے کہ تمہارے درمیان جو بھی مسلمان بہن بھائی رہتے ہیں، ان سے خطا اور لغزش سرزد ہو سکتی ہے تم پر جہاں ان کے لیے''**امر بالمعروف ونھی عن المنکر**'' کا فریضہ عائد ہوتا ہے اور تم پر جہاں''**المومن مراۃ المومن**''مومن مومن کا آئینہ ہے جیسے پاکیزہ رشتہ نبھانے کی ذمہ داری ہے وہاں یہ حکم بھی دیا جا رہا ہے کہ تم مسلمان کی پردہ پوشی کرو۔ تم نے جس رب سے وفا اور دوستی کا اعلان عام کیا ہوا ہے، نظر اٹھا کر تو اُسے دیکھو، وہ تو ساتر العیوب ہے تو پھر تم ناشر العیوب کیوں بنو؟ اس کے ستار العیوب ہونے کی شان تو یہ ہے کہ اس نے ہمارے گناہوں میں بدبو نہیں رکھی۔ فرد فرد سوچے کہ اگر گناہ میں بدبو ہوتی تو کوئی شخص بھی میرے قریب بیٹھنا گوارا نہ کرتا۔ وہ کیسا پردہ پوش ہے سبحان اللہ! میں بھی اس کا بندہ ہوں، میں کیوں نہ پردہ پوش بنوں؟

صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً(البقرۃ:۱۳۸)

''اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ کے رنگ سے زیادہ اچھا کوئی رنگ ہو سکتا ہے؟''

اللہ کا رنگ اگر اللہ والے پر نہیں تو پھر اسے کس پر تلاش کریں؟ یہ جو آج کل گھر نہیں بن رہے، یہ لڑائی فساد یہ سب کیا ہے؟ دو دن شادی کو ہوئے نہیں، ایک دن کی بھی برداشت نہیں، ایک بات بھی چھپانے کا حوصلہ نہیں، شوہر اور اس کے گھر والوں کی برائیوں کا نشر عام شروع ہو جاتا ہے۔ دلہن اور اس کے گھر والوں کے سارے عیوب اٹھتے بیٹھتے بیان ہونے لگتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکنے کے لیے کتنی سخت بات کہی مگر دکھ یہ ہے کہ سینوں میں وہ دل نہیں جن میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کما حقہٗ جاگزیں ہو۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سخت بات سننے کی تاب نہیں کجا یہ کہ رحمت للعالمین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اتنی بڑی وعید'' جو دوسروں کے عیوب کے درپے ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے درپے ہو جاتا ہے اور جس کے درپے اللہ تعالیٰ ہو جائے اسے تو ذلیل وخوار کر کے رہتا ہے''۔

من ستر مسلما میں یہ بات بھی شامل ہے کہ زبان سے تو عیوب بیان نہ کیے مگر بڑی ہوشیاری سے چہرے سے تاثر دے دیا، اشارے کنایہ سے سب کچھ کہہ گئے۔ کچھ بھی نہ کہا اور کہہ بھی گئے۔ اس میں کون سی عیاری اور چالاکی ایسی ہے جو اللہ علیم وخبیر، لطیف ورقیب''**نعلم ماتوسوس به نفسه**'' سے پوشیدہ رہ سکتی ہے؟

پھر آیئے! غور کریں وہ کون لوگ ہیں جن کی ہم زیادہ تر پردہ پوشی نہیں کرتے یعنی جن کے عیب ہر وقت زبان پر آتے رہتے ہیں۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں جن کے ساتھ ہم رات دن رہتے ہیں؟ جو اقرب ہیں، جو ہمارے حسنِ عمل کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، ہمارے اپنے عزیز واقارب۔

ہم زیادہ تر انہی کے عیبوں کی تشہیر کرتے ہیں، آخر کیوں؟ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے ہم ان سے جلے بھنے رہتے ہیں۔ ہماری دانست میں یہ ہم پر ظلم کر رہے ہیں، ظلم کا مداوا انشر العیوب کیسے ہو سکتا ہے؟ میں پھر کہوں گی ؎

ہر زخم کا مرہم میرے محبوبؐ کی سنت
ہر دکھ کا مداوا میرے آقاؐ کا قرینہ

المومن مرآۃ المومن مثل آئینہ بنیں۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو یہی ہے۔ **الدین النصیحۃ** (دین خیر خواہی کا نام ہے)۔ خیر خواہانہ نصیحت یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرینہ۔ عیبوں کا نشرِ عام تو دوسرے کو اور بھی عیب دار بنائے گا، اس سے تو آپ کا مسئلہ پیچیدہ تر ہو جائے گا۔ یا پھر ہم ان کے عیوب نشر کرنے کی پوری جرأت رکھتے ہیں جنہیں ہم کسی بھی پہلو سے اپنے سے کم تر سمجھتے ہیں۔ علم کے لحاظ سے، سٹیٹس کی بنیاد پر، جاہ ومرتبہ ومقام کے اعتبار سے، سلیقہ، ہنرمندی کے حساب سے، حالانکہ یہاں بھی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ہاتھ پکڑتے ہیں، یہ کہہ کر کہ'' تیرے شر پر ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کو حقیر سمجھے''۔

یا پھر ان کے عیوب ہم بے دھڑک بیان کر دیتے ہیں جن کو معاشرہ ہم سے زیادہ اہمیت دے رہا ہوتا ہے۔ جب کہ اپنے تئیں ہم اپنے آپ کو اس بات کا زیادہ مستحق سمجھتے ہیں کہ وہ مقامِ بلند ہمیں ملے۔ لہٰذا جب کبھی ہمارے سامنے کسی اور کی تعریف ہو رہی ہوتی ہے تو ہم ایسے

میں ضرور کوئی ایسا حرفِ تنکیر زبان سے نکالتے ہیں جو دوسرے کی عزت میں کچھ کمی کردے۔اس وقت اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہمارے نفس کے کبر نے حسد کی شکل میں جو گندے انڈے اب دے دیے ہیں وہ اس سے مخفی رہ سکتے ہیں جو اقرب الیہ من حبل الورید(ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں)اور جس کے ذاتی علم کا یہ حال ہے کہ:نعلم ماتوسوس بہ نفسہ ''ہم اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو جانتے ہیں''۔

یا پھر ان وجوہات سے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہوا ہے الحمدللہ۔بس ویسے ہی جو اٹھتے بیٹھتے کبھی اس کی کبھی اس کی بات کی تو محض دل لگی کو،صرف مذاق کے لیے،صرف زبان کا چسکا،شوقِ فضول ہر وقت گپ شپ چاہیے۔مقصد بلند ہو تو نگاہ بلند ہو،قلب و نگاہ بلند ہو تو بات بھی بلند ہو۔کیا ہم تک رسول اللہﷺ کی وہ بات نہیں پہنچی۔من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ [ابو دائود]''انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی کو چھوڑ دے''۔لیکن یہاں بھی تو مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اسلام خوبصورت چاہیے ہی کب؟ گھر بھی حسین ہو،صوفہ بھی حسین ہو،پردے بھی حسین ہو،لباس بھی حسین ہو،جوتا بھی حسین ہو۔اسلام کے حسین ہونے کی فکر اور شوق آخرت کی کمی ہے؟

ابھی ہم نے خود محسوس کروایا تھا کہ وہ کون سے رشتے ہیں جن کی ہم سے پردہ پوشی نہیں ہوتی۔یہ اس وجہ سے ضروری تھا کہ ہم آئندہ بالخصوص ان رشتوں میں جو اقرب ہیں اور زیادہ محتاط رہیں۔پھسلنے کی جگہ،خطرے کی جگہ،نشان زدہ ہو تو بچنے کا اہتمام آسانی سے ہو جاتا ہے۔

حدیث کے اگلے الفاظ سترہ اللہ یوم القیامۃ''اللہ روزِ قیامت اس کی ستر پوشی کرے گا''،ہم سے کیا کہہ رہے ہیں؟ حدیث کا یہ ٹکڑا ہمیں بتا رہا ہے کہ ستر پوشی کون کرسکتا ہے؟ کس کے لیے یہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ستر پوشی پر اللہ تعالیٰ سے آپ کو انعام میں کیا ملنے والا ہے؟ ستر پوشی کا انعام کس دن ملنے والا ہے؟اب یہ سوال ہے کہ ستر پوشی کون کرسکتا ہے؟ اس کا جواب حدیثِ پاک کی روشنی میں یہ ہے کہ وہ جسے یوم القیامہ پر اعتبار ہو،جو روزِ قیامت پر یقین کامل رکھتا ہو،جو روزِ قیامت کے اس منظر پر یقین رکھتا ہو۔

''وہ دن جب کہ سب لوگ بے پردہ ہوں گے اللہ سے ان کی کوئی بات چھپی نہیں ہوگی''۔ہاں وہ جسے روزِ قیامت کی اس حقیقت پر یقین ہوگا کہ ہر شخص کے معاملات بھی جو ایک راز بن کر رہ گئے ہیں یا وہ جو اپنی ظاہری صورت میں تو دنیا کے سامنے آئے ہوں مگر ان کے پیچھے جو نیتیں اور اغراض وخواہشات کام کر رہی تھیں اور ان کے جو افعال لوگوں سے چھپے رہ گئے وہ بھی سامنے آجائیں گے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ Oفَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ O(الطارق:۹۔۱۰)

پردہ پوشی وہی کرسکتا ہے جسے دل سے یہ اعتراف ہو کہ اس کے بھی بہت سے گناہ ایسے ہیں،صغیرہ،کبیرہ،اگلے پچھلے،انفرادی اور اجتماعی زندگی کے گناہ جن پر اگر اللہ تعالیٰ یوم القیامہ پردہ نہ ڈالیں اور نشر کردیں تو بہت سارے کھلے معاملات میں بالخصوص بہت سی ہیرا پھیریاں،بہت سی ڈنڈیاں،بداخلاقیاں میرے اپنے دفترِ عمل میں بھی ہیں۔دوسروں کی حق تلفیوں کی فہرست'میری اپنی بھی بہت طویل ہے۔اب میں اپنے لیے کیا چاہوں گی؟اللہ پردہ پوشی فرما۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کہ تم اوروں کی پردہ پوشی کرو اور یوم القیامہ کا انعام پردہ پوشی کی صورت میں وصول کرو مگر آج یہ سودا ہم پر کیوں بھاری ہو گیا؟روزِ قیامت ستر پوشی سے بڑھ کر اور کیا انعام ہوگا؟

ہم میں سے کون وہ رسوائی گوارا کرے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے عمر بھر کی میری گفتگوؤں کی ٹیپ آن کردیا،میری ویڈیو دکھا دی،میری زندگی بھر کی سی ڈی چلا دی،کس کے سامنے،حضرت آدم سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے سامنے'جب سب اگلے پچھلے جمع ہوں گے۔

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ Oلَمَجْمُوعُونَ إِلَى مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ O
(الواقعة:۴۹۔۵۰)

''اے نبی ان لوگوں سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں،جس کا وقت مقرر ہو چکا ہے''۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ''اس روز جب وہ تم سب کو ایک جمع ہونے والے دن جمع کرے گا''۔ہائے اس روز میں کہاں جاؤں گی؟جب میری ان ساری گفتگوؤں کا ریکارڈ جو میں نے اپنے گھروں میں اپنے شوہر اور بچوں،اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں اور اپنی دوستوں کے ہمراہ کیں۔اللہ تعالیٰ یہ سب انبیائے کرام،صدیقین،شہدا اور صالحین امت کے سامنے چلا دے گا۔تو مجھے روزِ قیامت اپنی پردہ پوشی کے لیے آج مسلمان بھائی بہنوں کی پردہ پوشی کرنی ہے۔جو واقعی چاہتا ہے کہ اس روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کے تمام عیوب کو ڈھانپ دے تو وہ زندگی اس طرز پر گزار کر اللہ کے حضور پہنچے کہ وہ تاحیات دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالتا رہا ہو۔

عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جس شخص نے کسی کا کوئی عیب دیکھا اور اس کی پردہ پوشی کی تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو زندہ کردیا''۔اب یہ بات سمجھنا ہمارے لیے کچھ بھی دشوار نہیں کہ کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پر اعتبار،یقین،اعتماد ہی کے شجرِ طیبہ پر حسنِ عمل کے یہ پھول لگتے ہیں۔

ستر پوشی کے حوالے سے ایک اور پہلو بھی بہت اہمیّت کا حامل ہے۔یوں تو ہر مسلمان کی ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے مگر خاص طور پر دین کی خدمت کرنے والے علما،مجاہدین اور داعیوں کے عیب بیان کرنے سے دین پر سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے۔دین کی خدمت کرنے والوں کی موثر تعلیمات سے اگر کسی نے اس وجہ سے ہاتھ کھینچ لیا کہ آپ نے اس کے روبرو اس کے عیوب کو ایسا نشر کیا کہ اس کا دل اس کی طرف سے میلا ہو گیا تو کیا آپ نے خدمتِ دین کی؟ان کمزوریوں کو اچھال کر ان کی ذات سے اسلام کو جو فائدہ پہنچ سکتا ہے آپ اس فائدے سے محروم کرنے کا عنداللہ باعث بنے۔

البتہ اس سے مستثنیٰ وہ صورت ہے جس میں کسی کا بنیادی عقیدہ،بنیادی تصوراتِ دین ہی ناقص ہیں،وہ بدعات اور گمراہیوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔دین میں تحریفات کر رہے ہیں،حق و باطل کو گڈمڈ کر رہے ہیں۔شکوک وشبہات پھیلا رہے ہیں تو ایسے فسق وفجور پھیلانے والوں کے خلاف تو علی الاعلان آواز بلند کرنا ضروری ہے اور ان کی برائیوں پر تنقید کی جائے گی تاکہ خلقِ خدا کو گمراہ ہونے سے بچایا جاسکے۔

☆☆☆☆☆

مہمانی کے آداب

مولانا اشرف علی تھانویؒ

اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانے کی رغبت نہ ہو، چاہے کھا چکے ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو فوراً جاتے ہی ان کو اطلاع کر دو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو مشکل بھی ہو، پھر کھانے کے وقت اس سے یہ کہو تو اس کا یہ سب اہتمام وطعام ضائع ہی گیا۔

اسی طرح مہمان کو چاہیے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کیے قبول نہ کرے۔

اسی طرح مہمان کو چاہیے کہ جہاں جائے میزبان سے اطلاع کر دے تا کہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

کوئی حاجت لے کر کہیں جائے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہہ دے۔ انتظار نہ کرائے۔ بعضے آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہی کہ صرف ملنے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہو گیا اور موقع بھی نہ رہا تو اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

اسی طرح جب بات کرنا ہو، سامنے بیٹھ کر بات کرے۔ پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

بعض چیزیں اجتماعی استعمال کی ہوتی ہیں، ان میں ضروری ہے کہ جو چیز جہاں سے لی ہو استعمال کے بعد وہیں رکھ دیں۔

بعض دفعہ کسی ایسی جگہ پر جہاں ہر وقت چارپائی نہیں بچھی رہتی' سونے یا بیٹھنے کے لیے چارپائی بچھائی جاتی ہے۔ سو جب فارغ ہو جائیں تو اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اٹھا کر مت دیکھو۔ شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہو۔ گو وہ چھپا ہوا کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، کسی خط لکھنے والے کے خط کو دوران تحریر اور نہ ہی تحریر کے بعد پڑھو۔

جو شخص کھانے کے لیے جا رہا ہو یا بلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ۔ کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تواضع کرتا ہے اور دل اندر سے نہیں چاہتا اور بعض لوگ جلدی دعوت قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحب خانہ کی سبکی ہے۔

جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو جو جس کو پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہیے۔ قرائن پر یا پہلی بات کے بھروسے پر ناتمام بات نہ کہے۔ ممکن ہے مخاطب کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

بعضے آدمی پیچھے بیٹھ کر کھنکارتے ہیں تا کہ کھنکارنے کی آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے۔ سو اس حرکت سے سخت اذیت ہوتی ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آ بیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہہ دے۔ اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جائے کہ اس کو اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو ورنہ اس سے بھی پریشان ہو جاتا ہے۔

بعض آدمی مجلس میں پہنچ کر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں۔ اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو۔ اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور فراغ تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصد کر کے آئے ہو، اس کے مصافحہ پر کفایت کرو۔ البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مضائقہ نہیں۔

جو آدمی تیزی کے ساتھ جا رہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ کے لیے مت روکو کہ شاید اس کا کوئی حرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں کھڑا کر کے بات مت کرو۔

بعض آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل آہستہ کہ بالکل سنائی نہ دے۔ یا ناتمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و الجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے۔ بات کے ہر جز کو بہت صاف کہنا چاہیے۔

کہیں مہمان جائے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے۔ البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہیے۔

کھانے پر بہت زیادہ اصرار میں مہمان کی طبیعت کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو مثلاً دینی بیان ہو رہا ہو تو نئے آنے والے کو چاہیے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلۂ گفتگو میں مزاحم نہ ہو، بلکہ چاہیے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے پھر موقعہ سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

مہمان کو چاہیے کہ اگر مرچ کم کھانے کا عادی ہو یا پرہیزی کھانا کھاتا ہو تو پہنچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے۔ بعض لوگ جب کھانا دسترخوان پر آ جاتا ہے اس وقت نخرے کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

کفار سے مشابہت

مولانا مقصود الحسن فیضی

وَلاء و براء کے مظاہر میں سے ایک اہم مظہر مشابہت ہوتا ہے، کیونکہ عام طور پر ایک شخص دوسرے شخص کی ظاہر میں مشابہت اسی وقت کرتا ہے جب اس کے عمل کو قابلِ تقلید حد تک بہتر سمجھتا ہے اور قلبی طور پر اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اسلام مسلمانوں کا الگ تشخص چاہتا ہے اور ساری دنیا پر اسے غالب دیکھنا چاہتا ہے، اس لیے وہ انہیں دوسری قوموں کی مشابہت سے سختی سے منع کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ جَعَلْنَاکَ عَلَی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاء الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُونَ Oإِنَّهُمْ لَن یُغْنُوا عَنکَ مِنَ اللَّهِ شَیْئاً وإِنَّ الظَّالِمِیْنَ بَعْضُهُمْ أَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ O (الجاثیة:۱۸،۱۹)

''پھر ہم نے آپ کو دین کی صحیح راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اس پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔ یاد رکھیں کہ یہ لوگ ہرگز اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آ سکتے۔ سمجھ لیں کہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں، اور پرہیزگاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے''۔

بنی اسرائیل پر معنوی اور مادّی نعمتوں کے ذکر اور بغیر کسی معقول وجہ کے ان کے آپس کے اختلافات کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کی طرف جو شریعت نازل کی گئی ہے آپ اس پر جمے رہیں اور جن لوگوں نے اصل شریعت کی مخالفت کی ہے آپ ان کی مشابہت سے دُور رہیں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ امام ابن تیمیہؒ غیر قوم سے مشابہت کی تردید میں اس آیت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اس آیت میں ''أَهْوَآء هُمْ'' یعنی خواہشات کا لفظ بول کر بنی اسرائیل کی ظاہری روش اور باطل مذہب کی وہ باتیں مراد لے رہے ہیں جن کی بنی اسرائیل دوسروں سے پیروی کرانا چاہتے ہیں''۔ (راہِ حق کے تقاضے، ص ۳۹)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

وَلاَ تَکُونُوا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاء هُمُ الْبَیِّنَاتُ وَأُوْلَـئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (آل عمران:۱۰۵)

''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انہی لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے جن کے فرقوں کی تعداد ستّر (۷۰) سے زیادہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرقہ بندی واختلاف سے روکا گیا ہے......اس طرح کے احکام سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کی مخالفت کا ایک واضح حکم ہے، جو کام ہمارے لیے شریعت کا حصّہ نہیں ہے اس میں اگر ہم اہلِ کتاب کی مشابہت سے بچیں تو جس مشابہت سے روکا گیا ہے اس سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ (راہِ حق کے تقاضے، ص ۴۰)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُواْ انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلکَافِرِیْنَ عَذَابٌ أَلِیْمٌ (البقرة:۱۰۴)

''اے ایمان والو! تم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) ''رَاعِنَا'' نہ کہا کرو، بلکہ ''اُنْظُرْنَا'' کہو (یعنی ہماری طرف دیکھیے) اور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

''رَاعِنَا'' کے معنی ہیں ہمارا لحاظ اور خیال کیجیے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سامع اس لفظ کا استعمال کر کے متکلّم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا، لیکن یہودی اپنے بغض وعناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ کر استعمال کرتے تھے جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور یہودیوں کے جذبۂ عناد کی تسلی ہو جاتی تھی۔ اسی طرح احادیث شریفہ میں کثرت سے غیر قوموں کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَیْرِنَا (سنن الترمذی)

'وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ کی مشابہت اختیار کرے''۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَیْرِنَا (الطبرانی الکبیر)

''جو غیروں کے طریقے پر عمل کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے''۔

ایک اور حدیث میں ہے:

هَدْیُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْیِهِمْ (السنن الکبری للبیهقی)

''ہمارا طریقہ مشرکین کے طریقے سے الگ ہے''۔

ان احادیث اور اس قسم کی دوسری متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سختی سے غیر قوم کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ ممانعت کسی ایک میدان میں خاص نہیں ہے، بلکہ تمام امور میں مشابہت کی ممانعت اس کثرت سے تھی کہ اس کا احساس غیر قوموں کو بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ یہود کے ہاں جب عورت حائضہ ہو جاتی تو نہ وہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور نہ ہی اس کے ساتھ ایک جگہ رہتے تھے۔ جب صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَيَسْـأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُواْ النِّسَاءَ فِيْ الْمَحِيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىَ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرة:۲۲۲)

''اور آپ سے لوگ حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے' حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں جانے کی اجازت دی ہے' اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے''۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں بعثتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کے سارے باطل ادیان پر اسلام کو غلبہ حاصل رہے۔

هُوَ الَّـذِيْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيْداً (الفتح:۲۸)

''وہ (اللہ) ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے' اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے''۔

اور اس غلبے کے جو اسباب ہیں ان میں سے ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ مسلمان غیر قوم کی مشابہت سے بچتے رہیں۔

کافر قوموں کی مشابہت سے کیوں روکا گیا ہے؟

۱۔ کفار کے طور طریقے عام طور پر ضلالت و گمراہی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے کسی عمل کے اندر بظاہر خوبی نظر آ رہی ہو تو وہ بھی گمراہی اور ضلالت ہی ہے' کیونکہ اگر اس کے اندر کچھ بھی حقانیت ہوتی یا خیر کا پہلو ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کا حکم دیتا' اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَيُّهَـا الـنَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا قَـدْ أَمَـرْتُـكُمْ بِـهِ ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَتُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ نَهِيْتُكُمْ عَنْهُ

''اے لوگو! ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو تمہیں جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دُور کرے مگر یہ کہ میں نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے' اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ وہ تمہیں جہنم کے نزدیک کرے اور جنت سے دُور کرے الاّ یہ کہ میں نے اس سے تمہیں روک دیا ہے''

اب اس صریح ارشاد کے بعد بھی اگر عقیدے' عبادت یا عادت میں کافر قوم کی مشابہت کی گئی تو گویا اپنے عمل سے اس کے اچھے ہونے کا اقرار کیا' اور یہ چیز یقیناً گمراہی ہے۔

۲۔ کسی قوم کی مشابہت کا ایک معنی یہ بھی ہوتا ہے کہ مشابہت کرنے والا خود کو اُس کی پیروی میں دے رہا ہے' کیونکہ کسی قوم کی مشابہت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس چیز میں اس کی مشابہت کی جا رہی ہے اس چیز میں اسے اپنا پیشوا مانا جا رہا ہے' حالانکہ ایک مسلمان کو اللہ' اس کے رسول اور مؤمنین کے طریقے کی اتباع کا حکم ہے اور اہل ایمان کے طریقے کی مخالفت کرنے والے کو جہنم اور دردناک عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَـن يُشَـاقِـقِ الـرَّسُـولَ مِـن بَـعْـدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءتْ مَصِيْراً (النساء:۱۱۵)

''جو شخص راہِ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرے اور تمام مؤمنین کی راہ کو چھوڑ کر چلے' ہم اسے اُدھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے' جو بہت ہی بری جگہ ہے''

۳۔ کسی قوم سے ظاہری مشابہت اس کی طرف قلبی میلان کا سبب بنتی ہے' جس طرح کہ باطنی محبت کا اثر ظاہری طور پر مشابہت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ امر ہر شخص کے مشاہدے میں ہے کہ اگر اجنبی جگہ پر ایک زبان بولنے والے دو آدمی ہوں تو اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے نزدیک بیٹھتا ہے اور اس سے اپنے دل کی بات کہتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ سب کچھ اسی ظاہری مشابہت کا اثر ہے جو دونوں میں زبان کی صورت میں پائی جا رہی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص کافروں کی مشابہت کرتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ کہ کافروں کے ساتھ اس کی موالات بھی ہو گی اور ان کے ساتھ مودّت واُلفت کا رشتہ بھی استوار ہو گا' جس کے نتیجے میں وہ آہستہ آہستہ مسلمانوں سے دُور ہوتا چلا جائے گا۔ یہ بات اسلام کے منافی امور میں داخل ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کا مشاہدہ ہر صاحبِ ضمیر کرتا ہے۔

۴۔ مخلوقات کی فطرت ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اثر پذیری کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ اور جب دو چیزوں میں ظاہراً مشابہت پائی جاتی ہے تو اُس وقت اثر پذیری اور بڑھ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی بدعتیں مسلمانوں میں غیر قوموں کے ساتھ میل جول اور اُن کے ساتھ ظاہری امور میں مشابہت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ امر مشاہدے میں ہے کہ جو لوگ غیر قوموں کے علاقے میں رہتے ہیں پہلے وہ اُن کے ساتھ ظاہری اعمال میں مشابہت کرتے ہیں' پھر آہستہ آہستہ عبادات میں بھی مشابہت شروع ہو جاتی ہے۔ برخلاف اس کے اگر کوئی بدعقیدہ اور گناہ گار آدمی نیک لوگوں کے ساتھ رہنا شروع کرتا ہے تو پہلے پہل اپنے مظہر میں ان کی مشابہت شروع کرتا ہے' پھر آہستہ آہستہ وہ بہت سے گناہوں اور غلط عقائد سے بھی رُک جاتا ہے۔

۵۔ مشابہت میں پڑنے والا بالعموم کافروں کے اخلاق و عادات سے متاثر ہوتا ہے' اس کے اُن کے اعمال کو اچھی نظر سے دیکھنا شروع کر دیتا ہے' نتیجتاً وہ مسلمانوں اور شرعی احکام وآداب کو غیر مستحسن بلکہ ناپسندیدہ کہنا شروع کر دیتا ہے' اور یہی چیز آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر سنتوں سے کراہت کا سبب بن جاتی ہے۔ اور بالآخر وہ حدودِ اسلام سے نکل کر حدودِ کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ!

۶۔ غیر قوم سے مشابہت کرنے والا ذہنی پسماندگی کا شکار ہوتا ہے۔ چنانچہ جس کی مشابہت کر رہا ہے اسے اپنے سے بہتر اور باعزت سمجھتا ہے اور خود کو اس سے حقیر اور کم تر درجہ کا سمجھتا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کا احساس عام طور پر لوگ نہیں کر پاتے' لیکن حقیقت یہی ہے کہ عام طور پر مشابہت کا بنیادی سبب یہی ذہنی پسماندگی بنتا ہے' حالانکہ یہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے کہ کوئی مسلمان خود کو اللہ کے دشمن سے حقیر اور اللہ کے باغی کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے۔

☆☆☆☆☆

جمہوریت ایک دین جدید

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

مفسرین نے لکھا ہے کہ بعض کفار نے مسلمانوں سے بحث کرتے ہوئے یہ شبہ پیش کیا کہ تمہارا زعم ہے کہ تم اللہ کی رضا جوئی چاہتے ہو حالانکہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ ذبح کردے(یعنی خود مر جائے) اسے نہیں کھاتے اور جسے تم خود ذبح کرتے ہو اسے کھاتے ہو؟ تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ

''اگر تم نے ان کی اطاعت کی (یعنی مردار کھایا) تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے''۔

یہ تو ایک مشتبہ قسم کی بات تھی جو شیاطین نے اپنے دوستوں کو سمجھائی اور ان مشرکین نے پیش کی، اور اس بات کا تعلق بھی فقط ایک مسئلے یعنی مردار کی حِلّت سے تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی اس معاملے کو معمولی خیال کرے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر تم نے ان کا کہا مانا اور مردار کو حلال سمجھنے میں ان کی پیروی کی تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔ تو پھر آخر ان اسمبلیوں کی پیروی کرنے والے کو کیا کہا جائے گا جن کا قیام ہی حلال و حرام کا فیصلہ کرنے اور خود ساختہ قانون سازی کرنے کے لیے عمل میں آیا ہے۔ یہ اسمبلیاں اپنے ہی بنائے ہوئے دستور کے سوا کسی بات کی پابند نہیں ہیں۔ یہ لوگ تو جاہل و سادہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ہی سہی...... اپنے بنائے ہوئے قوانین اور حلال و حرام کے فیصلوں کا شریعت سے ناتا جوڑنے کی زحمت تک نہیں کرتے۔ ان کی نظر میں شریعت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اپنی خواہشات کو قوم کی مصلحت کے نام دیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق قانون سازی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اقتصادی مصلحت کے نام پر سود کو حلال کرتے ہیں، شخصی آزادی کے نام پر زنا و فواحش کے اجازت نامے جاری کرتے ہیں اور سیاحت و ترقی کے نام پر شراب و کباب کو مباح گردانتے ہیں۔

مثال کے طور پر یہ ایک معلوم شدہ امر ہے کے دینِ اسلام میں شراب قطعاً حرام ہے، لیکن اگر کوئی احمق رکنِ پارلیمان یہ قرارداد پیش کرتا ہے کہ ایک دو سال یا پھر ہمیشہ کے لیے شراب کی خرید و فروخت سے پابندی اٹھائی جائے تاکہ ملک میں اقتصادی ترقی ہو اور سیاحوں کے لیے کشش و سہولت پیدا ہو تو اس احمق پر کوئی مواخذہ نہیں بلکہ اس ''عظیم اقتصادی بل'' کو اپنے نفاذ کے لیے صرف اکثریت درکار ہوگی۔ اور اگر پارلیمنٹ کی اکثریت اس کی توثیق کر دے تو پھر شراب کی خرید و فروخت مباح ہوگی اور کسی کو یہ حق نہ ہوگا کہ اس کا انکار کرے بلکہ جو اس کی مخالفت کرے گا اس پر فردِ جرم عائد ہوگی اور سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔

ارکان پارلیمنٹ میں سے اگر کوئی ہم جنس پرستی کا دلدادہ ہے اور اسے قانونی جواز مہیا کرکے اپنے اور اپنے جیسے دوسرے بدمعاشوں کو سہولت دینا چاہتا ہے تو اسے بھی بل پیش کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح سودی لین دین کرنے والی بڑی کاروباری مچھلیاں اپنی پسند کی سودی اصلاحات کے نفاذ کے لیے قانون سازی کرواسکتی ہیں، شراب و کباب کے رسیا بھی اسمبلی سے ریلیف حاصل کرنے کے لیے بل پیش کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہیجڑے بھی اپنی تنظیمیں بنا کر ہیجڑا سازی کے کاروبار کو قانونی جواز عطا کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ صرف ایک ہی شرط ہے کہ وہ دستور کے مخالف نہ ہو، جبکہ اسلام کے مخالف ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے بعد اگر پارلیمنٹ کی اکثریت چاہے تو ان تمام قراردادوں اور مطالبات کو منظور کرکے انہیں جواز مہیا کر سکتی ہے اور اس کے بعد تمام لوگوں پر انہیں تسلیم کرنا اور ان کا احترام کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح وہ قانون جو پارلیمنٹ سے منظور ہو جائے...... اگرچہ کہ وہ شریعت سے کلی طور پر متصادم ہی کیوں نہ ہو...... دینِ جمہوریت میں اسے ہر طرح کا تحفظ اور تقدّس حاصل ہوگا کیونکہ پارلیمنٹ کی بالادستی اس کے نزدیک ہر قسم کی حاکمیت سے بالاتر ہے۔

ثالثاً: دینِ اسلام میں کسی چیز پر یہ حکم لگانا کہ یہ حق ہے یا باطل، جائز ہے یا ناجائز، حرام ہے یا حلال...... اُس دلیلِ شرعی کی بنیاد پر ہوتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے، جبکہ اجماع و قیاس بھی اسی کے تابع اور اسی سے مستنبط ہوتے ہیں۔ ایسے احکام کا ثبوت محض عقل، ذوق، رغبت، صلاحیت یا تجربہ پر مبنی نہیں ہوتا۔ حق تو وہ ہے جو خالص اور پاکیزہ آسمانی احکام پر مبنی ہو۔ یہ کسی گروہ یا جماعت کی ملکیت نہیں خواہ وہ کیسے ہی اوصاف کے حامل کیوں نہ ہوں، چاہے وہ سیاست سے متعلّق ہوں، چاہے اکثریت کے حامل ہوں، چاہے عربی ہوں اور چاہے عجمی۔ وہ صرف اس وجہ سے حق ہے کہ شریعت نے اسے حق کہا ہے۔ اور جو باطل ہے وہ اس لیے باطل ہے کہ شریعت اسے باطل قرار دیتی ہے۔ اگر آسمانوں اور زمینوں کے تمام لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ شریعت سے ثابت شدہ حق کو باطل اور باطل کو حق قرار دیں تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ حق، حق ہی رہے گا اور باطل، باطل ہی کہلائے گا۔ ہدایت کو ہدایت ہی کہا جائے گا اور گمراہی، گمراہی ہی قرار پائے گی۔ جبکہ لوگوں کی قیاس آرائیوں اور اٹکل کی کوئی حیثیت نہیں۔

یہ بات اسلام سے ثابت ہے اور یہ عقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس کے برعکس دینِ جمہوریت میں کسی چیز کے صحیح یا باطل ہونے پر اور اس کے حسن و قبح پر حکم لگانا پارلیمنٹ کی غالب اکثریت کا حق ہے۔ (یہ عین وہی مسئلہ نہیں جس کا ذکر سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ پارلیمان کو تشریع و قانون سازی کا حق حاصل ہے۔ یہاں ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ ارکانِ پارلیمنٹ کو اپنی مرضی و منشا کے مطابق رائے دینے کا حق بھی حاصل ہے۔ یہ سابقہ مسئلے سے مختلف ہے اگرچہ اس کے مشابہ ضرور ہے۔)

عظیم ترین مصیبت تو یہ ہے کہ جب کوئی تجویز اکثریت کی حمایت سے منظور ہو جائے تو اسے تمام ارکانِ پارلیمنٹ کی جانب سے سمجھا جاتا ہے اور ہر رکنِ پارلیمنٹ کو اس کا

معترف اور موافق سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح مجلسِ ارباب (پارلیمنٹ) میں قانون سازی کا عمل تین مرحلوں میں طے ہوتا ہے۔

پہلا مرحلہ: اس میں کوئی بھی رکنِ پارلیمنٹ اپنی مرضی اور منشا سے دستور کی حدود میں رہتے ہوئے ایک تجویز (بل) پیش کرتا ہے۔

دوسرا مرحلہ: یہاں ہماری بحث اسی مرحلہ سے متعلّق ہے، اس مرحلے میں اس تجویز پر رائے زنی اور مناقشہ و مباحثہ ہوتا ہے۔ ہر شخص اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ اس کی مرضی ہے کہ اس پر اعتراض کرے یا اس کی حمایت کرے۔ اس میں ترمیم کا مطالبہ کرے یا چاہے تو خاموش رہے۔ البتہ جب اکثریتی رائے سے وہ قانون منظور ہو جائے تو اسے قانونی و شرعی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

تیسرا مرحلہ: یہ ہے کہ جب کوئی قانون بواسطہ پارلیمان منظور ہو جائے تو پھر یہ نہیں کہا جاتا کہ اکثریت کی حمایت سے منظور ہوا ہے۔ بلکہ ہر رکن پارلیمنٹ کو اس میں شریک سمجھا جاتا ہے کیونکہ کسی نہ کسی طور پر وہ قانون سازی کے اس عمل میں شریک ضرور ہوا ہے اور وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اکثریت کی حمایت سے منظور شدہ قانون تمام لوگوں پر واجب الاطاعت ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ دینِ جمہوریت کے خدوخال کی داد وتحسین میں مگن ہیں مگر میں یہاں ایک مثال بیان کرتا ہوں جس کے ذریعہ اس کا مکروہ چہرہ نمایاں ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی گھٹیا ترین رکن پارلیمان دستور کی حدود میں رہتے ہوئے یہ تجویز پیش کرے کہ دو مردوں کو اعلانیہ طور پر شادی رچانے کی اجازت دی جائے اور اس سلسلے میں قانون منظور کیا جائے تو تمام ارکان پارلیمنٹ اس تجویز پر مناقشہ کرتے ہوئے اپنی اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ اپنی اپنی رائے دہی اور بحث کا اختیار استعمال کریں گے۔ پھر اس پر ووٹنگ ہوگی تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ اکثریت اس تجویز کی حمایت کرتی ہے یا مخالفت۔ اور اگر اکثریت اس کی حمایت میں ووٹ ڈال دے تو یہ تجویز ملکی قانون کا درجہ حاصل کرلے گی جسے ہر طرح کا احترام اور تقدس حاصل ہوگا اور اس قانون کو پورے پارلیمان سے منظور شدہ قرار دیا جائے گا، صرف اکثریت کی طرف سے نہیں۔

رسمی اعتراض تو صرف اس وقت تک ہوتا ہے جب تک وہ تجویز منظور نہ ہوئی ہو، مگر جب اکثریت کی حمایت سے کوئی قانون پاس ہو جائے تو پھر کسی کو اس پر اعتراض کا حق باقی نہیں رہتا۔ ایک دفعہ قانون منظور ہونے کے بعد تو اقلیت و اکثریت تمام ارکانِ پارلیمان پر واجب ہوتا ہے کہ اس پر ''آمنّا و صدقنا'' کہیں۔

یہ انتہائی خطرناک اور مہلک حقیقت ہے جس کی زد میں نام نہاد اسلامی ارکانِ پارلیمنٹ بھی آتے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت کا ادراک نہیں رکھتے اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اسلام پسند لوگوں کے پارلیمنٹ میں جانے سے مفاسد کی روک تھام ہوگی اور اسلام کے بعض مفادات کی نگہبانی ہو سکے گی۔ مگر حقائق اس کے برعکس ہیں۔ اسی وجہ سے میں کہا کرتا ہوں کہ بالفرض اگر کسی پارلیمنٹ میں شرعی احکام کو محض جائزے ہی کے لیے پیش کیا جائے اور پھر ارکانِ پارلیمنٹ ان کے قبول و عدم قبول پر بحث کریں اور پھر ارکانِ پارلیمان کے اتفاق سے شرعی احکامات ہی نافذ بھی کر دیے جائیں تب بھی تمام ارکان پارلیمنٹ کی شرکیہ کفریہ اور طاغوتی حیثیت ختم نہیں ہوگی۔ وہ شرعی احکام بھی خود ساختہ قوانین کہلائیں گے جو چند انسانوں کے اتفاق سے منظور ہوئے ہیں۔ عین ممکن ہے یہی ارکان پارلیمنٹ آئندہ اجلاس میں ان قوانین کو کالعدم قرار دیں یا ان کے بعد آنے والے لوگ مختلف آرا و خواہشات رکھنے کی وجہ سے انہیں ختم کر دیں۔

آخر میں ایک اہم بات کی تنبیہ کرنا چاہوں گا۔ ہم نے جمہوریت میں پائے جانے والے واضح نواقض بیان کیے تاکہ ایک مسلمان کے ذہن میں اس کی صحیح تصویر بن سکے، اور وہ اس میں داخل ہوکر اپنے دین کو خسارے میں ڈالنے سے بچائے۔ کیونکہ یہی دین تو ایک مسلمان کی عزیز ترین متاع ہے اور اس میں نقصان عظیم ترین خسارہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مقصود نہیں کہ ہم اشخاص پر حکم لگائیں۔ یہاں جو حکم جمہوریت پر لگایا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو شخص جہالت یا تأویل کی بنا پر اس جمہوری عمل میں شامل ہوتا ہے اس پر بھی یہی حکم لگایا جائے۔ علمی و شرعی حقائق کا بیان ایک الگ چیز ہے اور اشخاص پر ان کا حکم لگانا ایک مختلف چیز۔

علاوہ ازیں ہماری شریعت نے عوام کی اکثریت کو معصوم یا درست قرار نہیں دیا بلکہ کتابِ عزیز میں عموماً اکثریت کی مذمت ہی کی گئی ہے جیسے کے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْن (یوسف:۱۰۳)

''اور اکثر لوگ اگر چہ تم کتنی ہی خواہش کرو ایمان لانے والے نہیں ہیں''۔

نیز فرمایا:

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْن (یوسف:۱۰۶)

''اور اکثر لوگ اللہ پر ایمان کا دعویٰ رکھنے کے ساتھ اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں''۔

وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْن (الانعام:۱۱۶)

''اور اگر تم زمین میں بسنے والے اکثر لوگوں کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں گے، یہ محض خیال کے پیچھے چلتے ہیں اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں''۔

اور فرمایا:

وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ

(الاعراف: ۱۰۱-۱۰۲)

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

(قسط سوم)

میدان جہاد کے عملی تجربات

(شیخ ابومصعب مجاہدین کے درمیان ممتاز عالم اور حکمت عملی کے ماہر کے طور پر معروف ہیں، ان کو پاکستانی خفیہ اداروں نے ۲۰۰۵ء کے ماہ رمضان میں کراچی سے گرفتار کر کے امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا)

شیخ ابومصعب السوري فک اللہ اسرہٗ

عالمی تحریک جہاد کی عسکری فکر

عالمی تحریک جہاد کی عسکری فکر جہاد کی دو اقسام کو بروئے کار لانے پر مبنی ہے:

۱۔انفرادی 'ارھابی' جہاد ﴿جهاد الارهاب الفردي﴾ اور ایسے مختصر مجموعات کی خفیہ سرگرمیاں جو ایک دوسرے سے مکمل طور پر جدا ہوں۔

۲۔جس علاقے میں ضروری شرائط موجود ہوں، محاذوں پر جہاد میں شرکت۔

اس حوالے سے توجہ طلب امور درج ذیل ہیں:

☆چھاپہ مار جنگ کے طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے انفرادی یا مختصر مجموعات کی کارروائیاں، دشمن کو تھکانے اور اسے باذن اللہ تباہی کے دہانے پر پہنچانے میں بنیادی کردار کی حامل ہیں۔

☆محاذوں پر کیا جانے والا جہاد مسلم سرزمینوں کو آزاد کرانے اور وہاں اللہ کی مدد سے اسلامی شریعت نافذ کرنے میں اساسی کردار کا حامل ہے۔

مختصر مجموعات کی انفرادی 'ارھابی'، چھاپہ مار کارروائیاں، جہاد کی دوسری قسم یعنی کھلے محاذوں پر جہاد کے لیے راہ ہموار کرتی ہیں اور کھلے محاذوں پر جہاد کو سہارا فراہم کرتی ہیں۔کیونکہ میدان میں مقابلے اور اراضی پر قبضہ کیے بغیر دارالاسلام قائم نہیں ہوگا جو کہ ہماری جہادی تحریک کا اہم ترین ہدف ہے۔

یہ اس عسکری فکر کا خلاصہ ہے جسے میں ۲۰۰۰ء کی گرمیوں تک حتمی شکل دے چکا تھا۔

لیکن اس کے بعد دسمبر ۲۰۰۱ میں پورے افغانستان میں امارت اسلامیہ کے سقوط کے وقت لڑی جانے والی جنگوں، خصوصاً شمالی افغانستان، مزارشریف میں قلعہ جنگی، تورا بورا اور قندھار وغیرہ کی جنگوں میں ہمارا اور امریکیوں کا آمنا سامنا ہوا۔اسی طرح اس کے بعد ہونے والے کچھ معرکے جیسے شاہی کوٹ کا معرکہ (جس کا امریکی نام 'آپریشن ایناکونڈا' تھا) جس میں امریکی افواج اور ان کے اتحادیوں کا خاصا نقصان ہوا لیکن ان معرکوں میں ہم نے حکمت عملی کی بہت بھاری قیمت ادا کی۔

عسکری مقابلے کے اسلوب کی بہتری کے لیے میں واقعات کا مسلسل تجزیہ اور مطالعہ کرتا رہا۔مثلاً مارچ اور اپریل ۲۰۰۳ میں عراق پر حملے کے دوران امریکی کارکردگی، نیز امریکہ کے زیر قیادت لڑنے والی بعض ایجنٹ طاغوتی افواج کی کارروائیاں جو اپنے علاقوں میں مجاہدین کے خلاف لڑ رہی ہیں۔مثال کے طور پر جب یمنی فوج نے حطاط کے پہاڑوں اور وہاں کی دوسری جگہوں پر مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا......اسی طرح پاکستان کے شمال مغربی صوبہ سرحد میں پاکستانی فوج نے عرب مجاہدین اور ان کے قبائلی انصار کے علاقوں کا محاصرہ کیا اور ان کے خلاف آپریشن کیے۔

اسی طرح عراقی کردستان میں جب امریکیوں نے کچھ مجاہدین کے ٹھکانوں کو شدید بمباری کر کے تباہ کیا، اس کے بعد ایجنٹ فوجیوں نے امریکی سپیشل فورسز کے ہمراہ مجاہدین کے ٹھکانوں کی جانب پیش قدمی کی۔اس کے علاوہ جو کچھ فلوجہ کی جنگوں میں ہوا۔ (اللہ فلوجہ کے مجاہد بیٹوں کے چہرے نور سے بھر دے)

ان سب باتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابھی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مہم کا آمنے سامنے کھلے محاذوں پر مقابلہ کرنے اور مستقل ٹھکانوں کا دفاع کرنے کا مناسب وقت نہیں ہے......ان شاءاللہ اس کا بھی وقت آئے گا۔لیکن موجودہ صورتحال میں، قابض افواج کی تکنیکی فوقیت، خصوصاً فضا اور خلا پر ان کے کنٹرول اور سیٹلائیٹ کی مدد سے تصاویر لینے اور پھر میزائل حملے کرنے کی وسیع قابلیت کی وجہ سے ابھی دوبدو جنگ مناسب نہیں۔

اگر ہم ان حالیہ اور اہم اسباق کو ان اسباق سے ملائیں جو ہم متعدد دیگر جہادی تجربات سے اخذ کر چکے ہیں، جہاں ہم نے چھاپہ مار جنگ کے طریقوں میں سے ایک کو اختیار کیا یعنی 'مستقل ٹھکانوں سے دفاع کا طریقہ'، مثلاً جو کچھ شام میں ہمارے ساتھ فروری ۱۹۸۲ء میں 'حماۃ' کے معرکے میں ہوا، شام کی حکومتی فوج کے خلاف طرابلس کے معرکوں میں اور 'تل زعتر' (بیروت) میں دفاع کے دوران، جبکہ زمین پر شام اور لبنان کی ایجنٹ فوج تھی اور سمندر اور فضا میں اسرائیلی!۱۹۹۸ء میں یمن میں 'المحضار' کے تجربے میں اور لبنان میں سال ۲۰۰۰ء میں نبطیہ کے تجربے وغیرہ۔ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام تجربات ان باتوں کی تصدیق کرتے ہیں جو ہم نے 'چھاپہ مار جنگ کے اصولوں' کے بارے میں پڑھی اور پڑھائی ہیں۔یہ کہ غلط وقت پر مستقل ٹھکانوں سے دفاع کرنا چھاپہ مار جنگ کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

اب ہم جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ:

امریکہ اور اس کے حلیفوں کے خلاف جہاد کی عسکری سرگرمیوں کا اساسی محور اب صرف 'ہلکی چھاپہ مار جنگ'، 'شہری کارروائیاں (الارهاب المدني)' اور خفیہ اسالیب کے دائرے میں رہنا چاہئے۔عسکری سرگرمیوں سے متعلّق جہادی مجموعات کو ایک دوسرے سے یکسر الگ ہونا چاہیے۔

البتہ اگر کھلے محاذوں کی شرائط پر پورا اترنے والے علاقوں میں (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) کوئی ایسی تبدیلی آتی ہے جو اُن علاقوں میں امریکی اثر کو کم کر دے اور طاقت کے توازن کو جہاد کے حق میں کر دے تو ان علاقوں کو آزاد کروانے اور وہاں شریعت کے نفاذ کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

اب ہم عالمی تحریک جہاد کی چھاپہ مار جنگ کی عسکری فکر (کھلے محاذ اور انفرادی و مختصر مجموعہ جات کی کارروائیوں) کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ ہم کھلے محاذوں کی بات سے ابتدا کریں گے، کیونکہ اس کی تفصیل کم ہے اور اس وقت ہمیں اس کی اتنی ضرورت نہیں ہے۔ میں موجودہ حالات میں صرف بنیادی طریقہ کار کا جائزہ لوں گا، یہ حالات میرے خیال میں ایک لمبے عرصے تک جاری رہیں گے، الا یہ کہ ہم پر اللہ کی رحمت ہو اور طاقت کا توازن الٹ جائے۔

اول: کھلے محاذوں کا جہاد

اس وقت عرب اور اسلامی دنیا میں، بلکہ پوری دنیا میں کہیں بھی انفرادی جہاد کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ ایسی کسی شرط کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ کھلے محاذوں کا جہاد ﴿الجھاد الجبھات المفتوحۃ﴾ کچھ تزویراتی (سٹریٹیجک) حقائق پر منحصر ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

کھلے محاذوں پر جہاد کی کامیابی کے لیے لازمی شرائط درج ذیل ہیں۔

جغرافیائی حالات:

وہ جگہ جو:

۱۔ علاقے کے لحاظ سے وسیع ہو۔

۲۔ متنوع ہو اور طویل سرحدات ہوں۔

۳۔ اس کا محاصرہ کرنا مشکل ہو۔

۴۔ ناہموار پہاڑی علاقہ، جنگل یا اس طرح کا خطہ ہو جس سے دشمن کو مرکوز رکھنے اور زمین پر پیش قدمی کرنے والی فوج کا مقابلہ کرنے میں مدد ملے۔ بہترین یہ ہے کہ درختوں والے پہاڑ ہوں۔

۵۔ محاصرے کی صورت میں اس کے غذا اور پانی کے ذخائر کافی ہوسکیں۔

آبادی سے متعلّق حقائق:

باشندوں کی بڑی تعداد موجود ہو جن کی نقل وحرکت کو نظر میں رکھنا ناممکن ہو۔ خصوصاً اگر وہ آبادی دیہی علاقوں اور گنجان آباد شہروں میں رہائش پذیر ہو۔ نیز اس علاقے کے نوجوان اپنی عسکری بہادری، لڑائی کی قابلیت اور استقلال کے لیے مشہور ہوں اور اس علاقے میں لڑنے والوں کے لیے اسلحہ کے وسائل مہیا ہوں۔

سیاسی صورتحال:

علاقے میں ایسا قضیہ موجود ہو جو مقامی آبادی کو بالخصوص اور امت مسلمہ کو بالعموم اس علاقے میں جہاد پر آمادہ کرسکے۔ میرے خیال میں سب سے بڑا قضیہ جو امت کو جہاد پر آمادہ کرسکتا ہے وہ دشمن کا حملہ ہے۔ اس کے علاوہ، جہاد کے لیے مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی اسباب کی بہتات کا ہونا ضروری ہے۔ چھاپہ مار جنگ کی کتابوں میں اسے 'انقلابی فضا' سے تعبیر کیا گیا ہے، ہم اسے 'جہادی فضا' کہیں گے۔

ان شرائط کے مطابق، ہمارے لیے ماضی کے کھلے محاذوں کے جہاد کی تین بڑی مثالوں میں ان عوامل کا مطالعہ مفید ہوگا۔ افغانستان، شیشان اور بوسنیا میں۔ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل جدول سے ہوتی ہے۔

	جغرافیائی حالات	آبادی سے متعلّق حقائق	سیاسی صورتحال	نتیجہ
افغانستان	650,000مربع کلومیٹر، ناہموار، وسائل کی کثرت، طویل حدود جو بند نہیں ہوسکتیں و دیگر اسباب کی دستیابی	۴۲ ملین لوگ، جن میں سے اکثر نوجوان ہیں، جنگجو اور صابر لوگ، وافر اسلحہ	مسئلہ: قبضہ اور بیرونی غلبہ، مذہبی محرک، قبائلی محرک	مکمل کامیابی
شیشان	چھوٹا علاقہ، 47,000مربع کلومیٹر، بہت سا ناہموار علاقہ، جزوی طور پر کھلی حدود، وسائل کی کثرت	محدود آبادی، تقریباً 850,000لوگ جنگجو، بہادر لوگ وافر اسلحہ	قضایا: قبضہ اور بیرونی جارحیت مذہبی محرک قومی محرک	عسکری کامیابی دعوتی کامیابی تاحال سیاسی ناکامی
بوسنیا	چھوٹا علاقہ، بہت بند اور محدود حدود۔ بہت سا ناہموار علاقہ وسائل کی بہتات	لوگوں کی محدود تعداد، مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۴ ملین ہے۔ لوگ جنگجو نہیں ہیں، بہادر نہیں ہیں اور اسلحہ کے ذرائع محدود ہیں۔	قضایا: جارحیت اور صلیبی/مغربی نسل کشی مذہبی محرک اپنی بقا کی جنگ	امت مسلمہ کی حمایت حاصل ہونے کے سوا عمومی طور پر ناکامی۔

چنانچہ اگر ہم اِن تزویراتی حقائق کے نقطۂ نظر سے مسلم دنیا کے ممالک کا جائزہ لیں تو ہم دیکھیں گے کہ جن ممالک اور علاقوں میں یہ شرائط موجود ہیں، خصوصاً جغرافیائی اور آبادی والی، ان میں سے اکثر کمزور ہیں، انہیں بہت ہی چالاکی سے دشمن نے خود ہی اس طرح وضع کیا ہے۔

قضیہ کی بابت یہ کہ اگر وہ مجموعی طور پر امت مسلمہ کے اندر تعلّق کا احساس پیدا نہ کرسکے تو وہ کمزور ہوتا ہے۔ آج کل مذہبی، معاشرتی اور معاشی محرکات کے سبب حکام اور ان کے ساتھیوں کے ظلم کے خلاف پیدا ہونے والی انقلابی فضا کو سلاطین کے علما اور حکمرانوں کے پروپیگنڈہ نے خاصا نقصان پہنچایا ہے۔ ان لوگوں نے ہر جگہ امت مسلمہ کے ذہنوں میں یہ راسخ کرنے کی کوشش کی ہے کہ 'من لم یحکم بما انزل اللہ......فاولئک ھم المومنون!' کہ جو کوئی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا......یہی لوگ مومن ہیں!' اور یہ کہ 'جو کوئی دشمنوں سے دوستی کرے، وہ ہم میں سے ہے، ہمارا حکمران اور ہمارے سروں کا تاج ہے!'

لہٰذا، ہمیں آج امریکی صہیونی جارحیت سے لڑائی کو پوری امت کی لڑائی بنانا ہے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ درباری علما اور میڈیا تو وہی کرے گا جو ان کے حکمران اور ان کا آقا، امریکہ کہے گا۔

مسلم دنیا کے علاقہ جات جو وافر اسباب و وسائل کی موجودگی کے سبب کھلے محاذوں پر جہاد کے لیے موزوں ترین ہیں، اگر ہم انہیں سیاسی خطوں کے بجائے علاقوں کی حیثیت سے لیں، تو وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔افغانستان:

اس کے اسباب و وسائل کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

۲۔وسط ایشیائی اور ماوراء النہر ممالک:

اس علاقے کا رقبہ تقریباً پانچ ملین مربع کلومیٹر ہے اور اس میں تقریباً پچاس ملین مسلمان آباد ہیں۔ یہاں کھلے محاذوں کے لیے تمام مطلوبہ عوامل موجود ہیں۔ خاص طور پر اس لیے کہ کچھ علاقوں پر مسلسل روسی قبضہ رہا ہے اور باقی علاقے میں امریکی طرز کے جدید استعمار کی صورت میں امریکہ کا نیم علانیہ قبضہ ہے۔ میں اس پر ایک تحقیق بعنوان 'وسط ایشیا کے مسلمان' لکھ چکا ہوں جو اس معاملے پر تفصیلی بحث کرتی ہے۔

۳۔یمن اور جزیرہ عرب:

ایک وسیع علاقہ ہے جو مجموعی طور پر ۲ء۵ ملین مربع کلومیٹر سے زائد ہے۔ کل آبادی تقریباً ۵۴ ملین لوگوں پر مشتمل ہے اور اس کا اساسی قلعہ جو کھلے محاذوں کے لیے موزوں ہے وہ یمن ہے۔ اس علاقے میں مذہبی اور معاشی تزویراتی عوامل موجود ہیں۔ میں نے ماضی میں جزیرہ عرب اور اس کے اساسی ستون یمن میں جہاد پر بھی ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے اور یہاں پر اس کی تفصیل میں جانا ضروری نہیں (ملاحظہ ہو مصنف کا رسالہ [مسئولية اهل اليمن عن ثروات المسلمين و مقدساتهم])۔

۴۔شمالی افریقہ اور مراکش:

اپنی وسیع بری حدود، طویل ساحل، بہت سے پہاڑوں، قدرتی قلعوں، اسلحہ اور دیگر ضروری وسائل کی وافر مقدار کے ہمراہ یہ بھی ایک بہت بڑا علاقہ ہے۔ متعدد سرحدوں کی وجہ سے اس کا محاصرہ کرنا بھی مشکل ہے۔ عرب اور بربر باشندے تاریخی طور پر اپنی بہادری، طاقت اور جنگی صلاحیتوں کے لیے جانے جاتے ہیں۔ اس خطے میں اسلحہ کے بہت زیادہ وسائل دستیاب ہیں جو وسطی اور مغربی افریقہ سے مہیا کیے جا سکتے ہیں۔ یورپ سے اس کا سمندری راستہ بھی بہت سے فوائد کا سبب ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ شمالی افریقہ اور خصوصاً مراکش میں صورتحال یوں ہے کہ جہادی فضا کے لیے درکار اکثر شرائط موجود ہیں۔ اقتصادی قبضہ اور مغربی و یہودی کنٹرول جہاد کی ابتدا کے لیے وہ قضیہ مہیا کرتا ہے جو مقامی آبادی کو متحرک کر سکتا ہے۔

بلادِ شام اور عراق:

یہ ایک پوری مسلسل پٹی پر مشتمل ہے جس کا علاقہ مجموعی طور پر 700,000 مربع کلومیٹر سے زائد ہے۔ یہاں پر کھلے محاذوں کے لیے درکار تمام اسباب و وسائل موجود ہیں، خصوصاً پہاڑی علاقے جو جنوبی اور مغربی عراق، جنوبی اور مغربی شام اور لبنان کے اکثر علاقوں میں موجود ہیں۔ دریائے اردن کے جنوب اور مشرق میں بھی پہاڑی علاقہ موجود ہے۔ اس علاقے میں لوگوں کی کل تعداد ساٹھ ملین سے متجاوز ہے۔

عراق میں امریکہ نے طویل المدت قیام کے ارادے کا اعلان کیا ہے۔ وہ اپنی جارحیت کو شام تک بڑھانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں تاکہ پورے بلاد شام پر کنٹرول حاصل کر سکیں۔ شام پر یہود کے قبضے کے بعد عیسائیوں نے لبنان کا کنٹرول حاصل کر لیا اور امریکہ نے اردن کے تمام چھوٹے بڑے امور اپنے ہاتھ میں لے لیے ہیں۔

اس خطے میں درکار اسباب و وسائل اور اسلحہ کی فراوانی ہے۔ متنوع سرحدیں، ساحل اور درّے بھی موجود ہیں۔ اسرائیل عالمی اسلامی قضیہ کا محرک پیدا کرتا ہے جبکہ امریکی قبضے کی وجہ سے اس میں ایک انقلابی پہلو بھی پیدا ہو جاتا ہے جو کہ جہاد کے لیے ایک زبردست موقع فراہم کرتا ہے۔

اس طرح کے اور بھی خطے ہیں جن میں کھلے محاذوں کے لیے بہت سے موزوں اسباب و وسائل موجود ہیں، جیسا کہ ترکی۔ یہ جہادی چھاپہ مار جنگ کے لیے موزوں ترین ممالک میں سے ایک ہے کیونکہ یہاں سارے عوامل موجود ہیں۔ اسی طرح، بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ موزوں پاکستان اور افریقہ کے کچھ ممالک ہیں.....لیکن اسلامی ممالک کی اکثریت، تمام یا کچھ شرائط کے فقدان کے سبب، کھلے محاذوں کے لیے موزوں نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

کیا میں ظالموں میں سے ایک ہوں؟

جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو قید کیا گیا تو قید خانے کے محافظوں میں سے ایک محافظ ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا:

''وہ حدیث جو ظالموں اور ان کا ساتھ دینے والوں کے بارے میں ہے۔ کیا یہ مستند ہے؟''

انہوں نے فرمایا: ''ہاں''

تو قید خانے کے محافظ نے کہا: ''تو میں ظالموں کا ساتھ دینے والا سمجھا جاؤں گا''۔

امام احمدؒ نے جواب دیا:

''ظالموں کے ساتھ دینے والے تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کے بال کنگھی کرتے ہیں۔ ان کے کپڑے دھوتے ہیں۔ ان کے لیے کھانا پکاتے ہیں اور ان کے لیے سامان خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔ مگر جہاں تک تمہارا معاملہ ہے تم خود ان ظالموں میں سے ایک ہو''۔

مناقب الامام احمدؒ: صفحہ ۳۹۷

(قسط اول)

امریکہ کی ابلیسی سلطنت کا زوال

(عراق اور افغانستان میں امریکہ کے عسکری نقصانات پر مبنی مصری صحافی عامر عبدالمنعم کی رپورٹ کا خلاصہ)

پے در پے شکستوں کے بعد امریکی فوج اب تھک کر چور ہو چکی ہے اور اس قابل نہیں رہی کہ کسی دوسرے ملک سے جنگ چھیڑ سکے۔ اسلامی ممالک مثلاً یمن، پاکستان اور سوڈان کو اس کی حملے کی دھمکیاں مجرد کھوکھلے الفاظ ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ عراق اور افغانستان میں امریکہ کی عسکری اور اقتصادی کمر ٹوٹ چکی ہے اور اس دشمن فوج کا عراق و افغانستان میں ہزیمت کے بعد امریکی سلطنت کے قیام کا خواب ریزہ ریزہ ہو گیا ہے۔

امریکہ کے قیام سے لے کر اب تک یہ دونوں جنگیں امریکہ کے مالی اور جانی نقصان کے لحاظ سے سب سے زیادہ تباہ کن تھیں۔ قابل اعتماد اعداد و شمار کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ کو چھ لاکھ سے زائد ذرائع نقل و حمل اور ساز و سامان کا نقصان ہوا جن میں ٹینک، جنگی گاڑیاں، بکتر بند گاڑیاں، ہموی، ہیلی کاپٹر وغیرہ شامل ہیں اور ایک ملین سے زیادہ فوجی متاثر ہوئے جن میں مقتول، زخمی اور مختلف دماغی اور نفسیاتی عوارض میں مبتلا ہونے والے شامل ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ اعداد و شمار حیران کن لگیں لیکن انہیں بہت باریک بینی سے تحقیق کے بعد اکٹھا کیا گیا ہے اور زیادہ تر اعداد امریکی ذرائع مثلاً پینٹاگون اور کانگریس ہی کی رپورٹوں سے حاصل کردہ ہیں۔ ہمیں ان اعداد سے واقف ہونا چاہیے تاکہ اصل صورتحال کا علم ہو کہ ہمارے اردگرد کیا ہو رہا ہے اور کس طرح اللہ کی تائید و نصرت سے اللہ کے شیر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ امریکہ ٹوٹ کر ختم ہو جائے اور ہم سلیمان علیہ السلام کے جنوں کی مانند بے خبر رہیں۔

اقتصادی لحاظ سے بھی امریکہ زوال پذیر ہے۔ اس کو اربوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا ہے اور جنگ میں اس کا کتنا ہی مال خاکستر ہو چکا ہے۔ تاہم اس مضمون میں ہم اس پر بحث نہیں کریں گے، یہاں صرف عسکری نقصانات کا جائزہ لیں گے۔

ا۔ ساز و سامان اور اسلحہ کے خسائر

(الف) تباہ ہونے والے آلاتِ جنگ:

☆ ستمبر ۲۰۰۷ء میں امریکی کانگریس کے محکمہ بجٹ نے ایک رپورٹ میں اندازہ لگایا تھا کہ جو سامان تباہ ہوا ہے اور جسے مرمت کی ضرورت ہے وہ تقریباً تین لاکھ اشیاء پر محیط ہے جن میں خاص کر ہیلی کاپٹر، جنگی گاڑیاں (بریڈلی)، ابرامز ٹینک، ہموی، اسلحہ سے لیس گاڑیاں اور بندوقیں شامل ہیں۔ اس رپورٹ بعنوان 'Replacing and repairing equipment used in Iraq and Afghanistan' میں مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس اسلحہ کی اصلاح اور مرمت کے لیے طویل وقت درکار ہے۔

☆ جنرل رابرٹ راڈین' جو کہ امریکی فورسز کا سربراہ ہے اور لاجسٹک اور ملٹری آپریشنز کا نائب چیف آف آرمی سٹاف ہے' نے بتایا کہ وہ سامان جو جنگ میں تباہ ہوا اور جسے مرمت کی ضرورت ہے مثلاً فوجی گاڑیاں (بریڈلی)، اور ابرامز ٹینک، اسلحہ اور دیگر تیز رفتار گاڑیاں، ان کی تعداد ۲۰۰۵ء میں بیس ہزار تھی، ۲۰۰۶ء میں یہ تعداد ۳۳ ہزار تک پہنچ گئی، اور ۲۰۰۷ء میں تقریباً ۴۷ ہزار کے قریب پہنچ گئی۔

☆ ۲۰۰۶ء میں کانگریس کے محکمہ بجٹ کے مطابق تباہی کے باعث جو نقصان ہوا وہ کچھ یوں ہے؛ ۱۳ ہزار تیز رفتار اور مختلف اغراض کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیاں (ہموی)، ۳۲ ہزار درمیانے درجے کی تکنیکی گاڑیاں اور ۶ لاکھ بھاری تکنیکی گاڑیاں۔

☆ ستمبر ۲۰۰۶ء میں امریکی فوج کے ایک سربراہ پیٹر شومیکر نے کانگریس کے ایک خاص مجموعے کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا کہ پندرہ سو ہموی، M2 ٹینک، اور جنگی گاڑیاں بریڈلی وغیرہ ریڈر یور آرمی Red River Army کے کارخانے میں مرمت کی منتظر ہیں اور پانچ سو M1 ٹینک انیسٹن، الاباما کے مرمت خانے میں مرمت کے لیے آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ فوج کے پانچ بڑے کارخانے فنڈز کی کمی کے سبب اپنی گنجائش سے آدھا کام کرتے ہیں۔

☆ ۲۰۰۶ء کے اواخر میں ہزاروں کی تعداد میں ساز و سامان جس میں ٹینک اور تباہ شدہ گاڑیاں شامل ہیں امریکہ میں مرمت کی غرض سے منتقل ہونا شروع ہو گیا۔ ٹیکساس میں ریڈ ریور Red River کے کارخانے میں جیسا کہ Fort Worth star-telegram نے ذکر کیا ۶۲۰۰ گاڑیاں مرمت کے لیے موجود ہیں جن میں ہموی، ٹینک، جنگی گاڑیاں، ٹرک اور ایمبولنسیں شامل ہیں۔

☆ انیسٹن، الاباما میں ٹینکوں اور جنگی گاڑیوں کا ایک اور مقبرہ ہے۔ کارخانے کے نمائندے جوان گوستافسون نے بتایا کہ رواں مالی سال سے، جو یکم اکتوبر ۲۰۰۶ء سے شروع ہوا ۱۸۸۵ گاڑیاں یہاں مرمت کے لیے آ چکی ہیں۔ نیز سال ۲۰۰۴ء میں ۱۱۶۹ اور سال ۲۰۰۵ء میں ۱۰۳۵ مرمت کے لیے آئیں۔

تباہ شدہ سامان میں زیادہ تر اشیا وہ ہیں جو لڑائی اور مقابلے میں تباہ ہوئیں۔ اس کے علاوہ طویل اور مشکل راستوں پر، Asphalt سے بنی سڑکوں پر چلنے سے گاڑیوں اور ٹینکوں کے الیکٹرونیکل اور مکینیکل حصوں میں زیادہ ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے جس سے یہ نظام خراب ہو جاتے ہیں، اور یوں یہ گاڑیاں بھی چلنے کے قابل نہیں رہتیں۔

عراق میں جو گاڑیاں سڑکوں پر بارودی سرنگوں اور عسکری کیمپوں میں مارٹر حملوں میں تباہ ہونے سے رہ گئیں وہ وہاں ریت اور مٹی کے طوفانوں کے باعث خراب ہو گئیں جس سے جہازوں اور گاڑیوں کے انجن اور فلٹر، الیکٹرونک سسٹم اور ٹینکوں کے انجن خراب ہو گئے۔ ریت سے خراب ہونے والی گاڑیاں بھی ان کارخانوں میں بھیجی جاتی ہیں۔ فوج نے اعلان کیا تھا کہ عراق سے آنے والی تمام بریڈلی گاڑیاں اور ابرامز ٹینک ورکشاپوں میں منتقل کر دیے گئے ہیں۔ ایک ٹینک کی مرمت اور اس کی موٹر اور فلٹر سے ریت نکالنے کی لاگت ۸ لاکھ ڈالر ہو گی اور

ایک بریڈلی گاڑی کی مرمت کی لاگت ۵ لاکھ ڈالر ہوگی۔

(ب) بارودی سرنگوں سے پہنچنے والا نقصان:

میدان میں بارودی سرنگوں نے بہت اچھا کھیل کھیلا ہے۔اس کا بنانا نہایت آسان اور امریکی لشکر کو عاجز کرنے میں، ان کے ساز وسامان کو تباہ کرنے میں اور ان کے لشکر کو ختم کرنے میں اس کا کردار بہت اہم ہے۔جدید ٹیکنالوجی کی حامل مسلح فوج تحیر میں مبتلا ہے کہ وہ اس سادہ سے ہتھیار کے سامنے کیا کرے۔انہوں نے اس کے لیے بہت بجٹ وقف کیے اور کئی منصوبے بنائے لیکن سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔

بارودی سرنگوں سے ہونے والی تباہی کے حجم اور اس کی تاثیر کی دلیل کے طور پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۲۰۰۴ء میں ایک امریکی جنگی گاڑی بریڈلی جس کا وزن ۲۲ ٹن تھا بارودی سرنگ سے ٹکرا کر ہوا میں اڑ گئی اور اس کے پرزے دھماکے کی جگہ سے ۵۴ میٹر دور پائے گئے۔

اس طرح کی بارودی سرنگوں کی کارروائیوں میں اضافے کی وجہ سے سال ۲۰۰۶ء سے خاص طور پر بارودی سرنگوں کے حملوں کے سد باب counter IEDs کے لیے ایک فنڈ مختص کیا گیا۔۲۰۰۶ء میں یہ فنڈ ۳.۳ ملین ڈالر تھا، ۲۰۰۷ء میں ۴.۴ ملین ڈالر، ۲۰۰۸ء میں ۴.۳ ملین ڈالر، ۲۰۰۹ء میں ۳.۱ ملین ڈالر، ۲۰۱۰ء میں ۱.۸ ملین ڈالر اور ۲۰۱۱ء میں افغانستان میں نقصان بڑھ جانے کے بعد ۳.۳ ملین ڈالر ہوگیا۔لیکن اس کے باوجود امریکی گاڑیوں اور دیگر ساز وسامان پر یہ کارروائیاں تا حال عراق میں جاری ہیں اور یہ ٹیکنالوجی افغانستان میں مجاہدین کے پاس بھی منتقل ہو چکی ہے۔

یہاں میں مثال کے طور پر دو افغانیوں کا ذکر کرنا چاہوں گا جن کا تعلق ہلمند کے علاقے سے ہے۔ان میں سے ایک شیخ صالح جان ہیں جن کی عمر انہتر سال سے تجاوز کر رہی ہے، دوسرے ان کے بیٹے ہیں عطا جان جن کی عمر اٹھارہ سال ہے۔ان دونوں نے اپنے تیئس اکیس مہینے کے دورانئے میں ۳۲ ٹینک اور ناٹو کی چھ رینجر بسیں، جو کہ فوجیوں کی نقل وحمل کے لیے استعمال ہوتی تھیں بارودی سرنگوں کے ذریعے سے تباہ کر دیں۔اس بات کا ذکر طالبان کے ترجمان محمد یوسف احمدی کے امریکی کانگریس کو بھیجے گئے خط میں کیا گیا ہے۔نیز باپ بیٹے کی ان کارروائیوں میں لگایا گیا پیسہ پچیس سو ڈالر سے زیادہ نہیں تھا۔اور اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے جتنے بھی وسائل اور آلات ان عملیات میں استعمال ہوئے ان سب کی خریداری ایک مقامی بازار سے ہی ہوگئی (بازارِ لشکر گاہ) اور یہ ساری کارروائیاں اس وقت ہوئیں جب صالح جان اور ان کا بیٹا ساتھ ساتھ کھیتی باڑی میں بھی مصروف تھے اور ان کو کارروائی کے لیے کسی دوسرے گاؤں میں بھی نہیں جانا پڑتا تھا۔انہوں نے شکار کا یہ طریقہ کسی عسکری درسگاہ سے نہیں سیکھا، اور نہ ہی انہوں نے اس پر کوئی مادی اجرت طالبان سے مانگی۔اس مدت میں نیٹو افواج کی جانب سے ان کے گھر کی چار دفعہ تلاشی ہوئی لیکن وہ اس گھر میں کوئی ایسی چیز نہ پا سکے جو دھماکوں میں استعمال ہو سکتی ہو۔صالح جان نے یہ بتایا کہ" ایک دفعہ میں نے دور سے ان فوجیوں پر بارودی کارروائی کی جو میرے گھر کی تلاشی کے بعد گاؤں سے نکل رہے تھے، ان میں سے ایک مارا گیا اور تین زخمی ہو گئے۔پھر میں پانی لے کر ان کی طرف چل پڑا، میں نے ان زخمیوں کو یہ تاثر دینے کے لیے ٹھنڈا پانی پلایا کہ میں یہ کارروائی کرنے والا نہیں ہو سکتا اور اس سوچ کے ساتھ کہ اگر زخمی ابھی اس موقع پر ٹھنڈا پانی پئے گا تو اس کے زخم اور بڑھ جائیں گے۔

۲۔تباہ ہونے والے سامان کا حجم اور مالیت:

وزارت دفاع نے کانگریس کے لیے ۲۰۰۶ء میں ایک تقریر تیار کی اور کہا کہ بیس فی صد اسلحہ اور جنگی ساز وسامان عراق جنگ کی ابتدا میں ہی بھیجا جا چکا ہے۔کانگریس کے محکمہ احتساب نے اندازہ لگایا ہے کہ عراق اور افغانستان کے جنگی خطے میں ساز وسامان کی قیمت تقریباً ۳۰ بلین ڈالر ہے۔۲۰ فی صد کا یہ تناسب برقرار رکھنے کی ضرورت اس لیے ہے تا کہ باقی رہنے والے اور استعمال ہو جانے والے سامان میں توازن ہو تا کہ عسکری قابلیت متاثر نہ ہو۔وزارت کے مطابق جو ساز وسامان عراق میں بھیج دیا گیا ہے وہ ۷۵ لاکھ چیزوں پر مشتمل ہے۔

پندرہ سے بیس فیصد ہیلی کاپڑوں کا فلیٹ عراق وافغانستان میں ہر وقت موجود رہتا ہے،

عراق میں ۱۵۵۰ ابرامز ٹینک ہیں جو کل کا ۹ فیصد بنتے ہیں،

۲۰ فی صد سے زیادہ (سٹرائکر) اسلحہ سے لیس جنگی گاڑیاں بھیجی جا چکی ہیں،

۳ لاکھ میں سے ۵۷.۴ ہزار ٹرک بھیجے جا چکے ہیں؛ یعنی بیس فی صد۔

۲۳۸۰۰ ہموی گاڑیاں آغاز میں ہی بھیج دی گئی تھیں، امریکی فوج کا مکمل سامان بعد میں بھیجا گیا۔

عراق میں جنگ کے پہلے سال سے اب تک بھیجے گئے سامان میں سے دو تہائی سامان وہ ہے جو تباہی کے سبب سمندری راستے سے واپس امریکہ بھیجا جا چکا ہے، یا اس طرح کہ جب بھی کوئی نیا دستہ آتا ہے تو اپنے ساتھ نیا اسلحہ لاتا اور پرانا واپس چلا جاتا ہے۔یعنی کہ امریکی فوج کے اسلحے کا بڑا حصّہ یا تو تباہ ہو چکا ہے یا خراب ہو چکا ہے۔اور یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ دستوں کی تبدیلی اور تشکیل بارہ سے پندرہ ماہ میں پوری ہوتی ہے

جنگی ساز وسامان میں خسارے اور جہادی تحریک کے ساتھ لڑائی میں توسیع کی وجہ سے دونوں علاقوں میں امریکی عسکری بجٹ میں پچھلی ایک دہائی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔سال ۲۰۰۰ میں جنگ کے آغاز سے پہلے یہ شرح پیداوار (GDP) میں سے ۲.۹ فیصد تھا، ۲۰۰۹ء میں یہ بڑھ کر ۴.۵ فیصد ہو گیا اور ۲۰۱۰ء میں یہ ۴.۷ فیصد ہو گیا، ۲۰۱۱ء کے بجٹ میں بھی ۴.۷ فیصد ہے۔Congressional Research Service کی تحقیق ان دونوں جنگوں میں جھونکے گئے ڈالروں کے بابت بتاتی ہے۔اس کے مطابق کانگریس ۲۰۱۰ء تک دونوں جنگوں پر ۱.۲۹۱ ٹریلین ڈالر کے خرچ پر مبنی بل منظور کر چکی ہے جن میں سے ۸۰۲ ملین عراق میں کارروائیوں کے لیے پیش کیے گئے اور ۴۵۵.۴ افغانستان میں کارروائیوں کے لیے پیش کیے گئے۔ ۲۸.۶ ملین سیکورٹی میں اضافے کے لیے، اور ۸.۶ ملین دونوں جنگوں میں زخمی ہونے والے فوجیوں کی صحت کی حفاظت کے لیے مختص کیے گئے۔عسکری بجٹ ہی ڈوبتی ہوئی معیشت کا بنیادی سبب ہے جس نے امریکہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ ۲۰۰۰ء میں اقتصادیات پر نوبل انعام پانے والے Joseph steilets اور ہارورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر linda palms، نے ۵ ستمبر کو واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والے اپنے مقالے میں کہا ہے کہ جنگ میں صَرف ہونے والے وسائل کا تخمینہ جو ۳ ٹریلین ڈالر تھا حقیقی خرچ سے کم نکلا جو چھ ٹریلین سے زائد ہوا'

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

مسلم خطوں کی افواج ہی امریکی قبضہ کی ضمانت ہیں

سجاد حیدر

جب تیس برس قبل انور سادات نے اپنے پیشرو جمال عبدالناصر کے شکست خوردہ عرب قومیت کے بُت کی بجائے امریکی اور صیہونی بتوں کے آگے ماتھا ٹیکا تو اس کا جواز یہ دیا تھا کہ "میں اسرائیل سے جنگ لڑسکتا ہوں لیکن امریکہ سے نہیں"۔ اس اعلانِ شکست کے نتیجے میں مصری فوج کے مجاہد خالد اسلامبولی نے مصر کے قومی دن پر فوجی پریڈ کے دوران جیپ سے چھلانگ لگا کر انور السادات کو گولیوں کا نشانہ بناتے ہوئے سادات کے ساتھ کھڑے ایک شخص کا نام لے کر اسے یہ کہہ کر زندہ چھوڑ دیا تھا کہ "میں تمہیں اس لیے زندہ چھوڑ رہا ہوں کہ تم سادات کے انجام سے عبرت حاصل کرتے ہوئے مصر کو شکستوں اور ذلتوں سے نجات دلانے کے لیے اسلام اور آزادی کی راہ پر لانے کی کوشش کرو"۔ اس شخص کا نام حسنی مبارک تھا جو نائب صدر ہونے کی وجہ سے سادات کے قتل کے بعد مصر کی صدارت پر فائز ہو گیا۔ خالد اسلامبولی شہیدؒ نے بعد میں فوجی عدالت میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر میرا مقصد محض قتل و غارت گری ہی ہوتا تو انور سادات کے ساتھ کھڑا ہونے والا حسنی مبارک آج مصر کی صدارت کی بجائے مصر کی خاک میں مدفون ہوتا۔ میں نے انور سادات کو اس لیے قتل کیا کہ اس نے مصر، عرب اور عالمِ اسلام سے غداری کرتے ہوئے صیہونی ریاست کے آگے ہتھیار ڈالے ہیں۔ اگر دین وملت کے غدار کا قتل جرم ہے تو میں اس جرم کو بخوشی قبول کرتا ہوں۔ خالد اسلامبولی نے جن جذبات کے زیرِ اثر سادات کو جہنّم رسید اور اس کے نائب کو اپنے پیش رو کے گناہوں سے توبہ کی امید پر بخش دیا تھا وہ اپنے گناہوں کی توبہ کی بجائے پچھلے تیس برس سے مصر پر ایسی بدروح کی طرح مسلط تھا جس سے نجات کا واحد امکان اس کی طبعی یا حادثاتی موت ہی رہ گیا تھا۔

لیکن انسانوں کے اخذ کردہ امکانات، جائزے اور ان پر اٹھائے گئے منصوبے قدرتی حقائق کے آگے دھرے رہ جاتے ہیں۔ انفرادی و اجتماعی عقل وفہم کتنے ہی معاملات پر کتنے ہی ٹھیک ٹھیک اندازے کیوں نہ لگائے، ان اندازوں کے کتنے ہی نتائج ٹھیک بھی کیوں نہ ظاہر ہو جائیں، نہ تمام اندازے ٹھیک ہوتے ہیں اور نہ تمام ممکنہ نتائج۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ صرف انسانی عقل وفکر کی حدود ہی محدود نہیں بلکہ اس محدود سی عقل وفکر کو نفسانی خواہشات نے محدود تر کیا ہوا ہے۔ ان خواہشات نے ہی امریکہ اور اس کے تمام محکوموں کو اس حقیقت کے ادراک سے محروم کیا ہوا ہے کہ زمانے کے دریا میں بہتی اور ستم کی موجوں کو سہتی ہوئی زندگی کا سفر جس طرح رواں دواں رہتا ہے اسی طرح دریائے زندگی کی روانی کا ساتھ دینے والے ہی اس سفر میں رواں دواں رہتے ہیں۔ جو دریائے زندگی کی فطری لہروں کے بہاؤ پر بہنے کی بجائے دریا کا رخ موڑنے اور اسے نفسانی جوہڑوں میں قید کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ انہیں جوہڑوں کی غلاظتوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ ان گم ہونے والوں کی فہرست میں عصرِ حاضر کی ایک غالب ارضی قوت روس کے بعد امریکہ کے نام کا اندراج ہو چکا ہے۔

امریکی عالمی حکمرانی کے فیصلے کا آخری میدان مشرقِ وسطیٰ یا عرب دنیا ہے۔ وہ عرب دنیا جو زوال پذیر خلافتِ عثمانیہ سے "آزادی" کے نام پر برطانیہ اور فرانس کی محکومی میں چلی گئی تھی۔ اس محکومی سے نکلنے کے لیے ایک راستہ تو جہادی تحریکوں نے میدانِ جنگ میں اتر کر اپنایا ہے اور دوسرا راستہ اب عرب دنیا کے عوام تیونس، اردن، یمن اور مصر کے گلی کوچوں میں آزما رہے ہیں۔ جہادی قوتوں کی عسکری مدافعت ہو یا مصر و تیونس کی عوامی مزاحمت، اپنے طور پر دونوں کا منتہا ومقصود محکومی سے نجات ہے۔ فلسطین پر اسرائیلی فوجیوں کا قبضہ ہو یا مصر، تیونس، یمن اور اردن پر مصری، تیونسی، یمنی اور اردنی فوجوں کا قبضہ، دونوں قابض فوجوں کی پشت پر امریکی اسلحہ، امریکی تربیت اور امریکی ڈالر ہیں۔ عراق، افغانستان اور فلسطین پر قابض فوج کے خلاف میدانِ جنگ بپا کرنا اس لیے ممکن تھا کہ ان سرزمینوں پر قابض داخلی نہیں خارجی تھے۔ جبکہ مصر، تیونس، اردن اور یمن پر طویل امریکی قبضہ اس لیے آسان رہا کہ ان سرزمینوں پر قابض فوج خارجی نہیں داخلی تھی۔ جب حاکم اور محکوم کا، رنگ وروپ، زبان اور مذہب ایک ہی ہو تو اس حاکم کے خلاف جنگ کرنا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا جن کی نگاہیں ظاہر وباطن میں فرق نہ کر سکیں۔

فلسطین ہو یا افغانستان وعراق، یہ حقیقت سب پر عیاں ہو چکی ہے کہ حاکمیت کا آسان نسخہ اپنی فوجوں کی بجائے محکوموں کی فوج کھڑی کرنے میں ہے۔ ایک امریکی فوجی کی قیمت پر پاکستانی، مصری، یمنی اور تیونسی فوج کی پوری پلٹن کھڑی کی جا سکتی ہے۔ اس لیے ایک امریکی فوجی کی بجائے ان سو فوجیوں کو کیوں نہ اتارا جائے جو ارزاں ہی نہیں بلکہ تربیت کے بل پر بے شعور و بے زبان بھی ہوں۔ ان فوجیوں کی تربیت کے نتیجے میں ان کا ہر عمل کمانڈر کے اشارۂ ابرو کا محتاج ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں تنخواہ دار فوجیں اسی تربیت پر کھڑی کی جاتی ہیں۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ حاکم جب اپنی فوج تیار کرتے ہیں تو ان کی فوج پر آخری حکم بھی حاکم کا ہوتا ہے۔ لیکن جب یہی حاکم محکوموں کی فوج تیار کرتے ہیں تو ان محکوموں کی فوجی کمانڈ کا آخری سِرا اسلام آباد یا قاہرہ کی بجائے پینٹا گون تک دراز ہوتا ہے۔ اس فوج کو اگر مقامی یا پڑوسی دشمن میسر نہ بھی ہو تو اس کے لیے ایسا دشمن تخلیق کر لیا جاتا ہے جس سے مقابلے کے نام پر اس فوج کے اسلحے اور تربیت کے لیے اسے پینٹا گون کی راہ دکھائی جاتی ہے۔ یہ اولین محتاجی ایک باقاعدہ نظام میں ڈھل کر ایسی محکومی کی صورت اختیار کر لیتی ہے جو فوجی ہائی کمان کی فکر ونظر کا سانچہ ہی بدل کر رکھ دیتی ہے۔ جب فوجی ہائی کمان اپنی زیرِ کمان فوج کے وجود کے لیے امریکی اسلحے اور ڈالر کی محتاج ہو جاتی ہے تو پھر ملک وقوم کے بڑے سے بڑے وفادار کے لیے بھی ملکی مفاد کے تحفظ کے لیے مردانگی کی بجائے روباہی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ عالمِ اسلام اور خصوصاً عرب ممالک میں پینٹا گون کی محتاج اس فوج کا بنیادی مقصد امریکی مفادات کی نگہبانی انگرانی ہے۔ تمام تر مشرقِ وسطیٰ میں ایک آدھ استثنیٰ کے علاوہ کوئی حکمران ایسا نہیں جس کی حکمرانی کا مدار اس تنخواہ دار فوج پر

نہ ہو۔ ان فوجوں کا کوئی کرنل، بریگیڈیئر اور جنرل ایسا نہیں جس نے برطانیہ، فرانس اور امریکہ وغیرہ سے فوجی تربیت یا خصوصی امتحانات پاس نہ کررکھے ہوں۔ انہی اعلیٰ افسران میں سے اس کمانڈ کا انتخاب کیا جاتا ہے جس کے ایک اشارے پر تمام تر فوج یکجان ہوکر اپنے ہی گلی کوچوں میں اپنے ہی عوام کے خلاف جرأت وشجاعت کے مظاہروں کی داد طلبی کے لیے تیار رہتی ہے۔

حسنی مبارک اسی فوج کی پشت پر سوار ہوکر صدارت کے منصب پر پہنچا تھا اور تیس سال سے اسی کے بل پر مصر، عالمِ عرب اور عالم اسلام کے جسدِ پاک سے ناپاک روح کی طرح چمٹا ہوا تھا۔ اگر حسنی مبارک اپنے اعلان کردہ وعدے کے مطابق ایک ناممکن کو ممکن بناتے ہوئے چند ماہ مزید صدارتی محل میں گزار بھی جاتا تو تیس برسوں کے بعد چند اور مہینوں کا قیام اس تبدیلی کو روک نہیں سکتا تھا جس تبدیلی کا نام چہروں کی تبدیلی ہے۔ وہ تبدیلی جو محکوم ممالک میں آئے دن رونما ہوتی رہتی ہے۔ حسنی مبارک کی رخصتی سے اس نظام میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں جو ناصر کے بعد سادات اور حسنی مبارک جیسے چہروں کو مسلط کرتا رہتا ہے۔ اگر عالمِ اسلام کو ان چہروں سے نجات حاصل کرنی ہے تو فلسطین، افغانستان کی طرح آتش وآہن کی اس بھٹی کا حاکم انہیں خود بننا ہوگا جس بھٹی کا نام فوج ہے۔ جب تک ان کی حکومت اپنی فوج پر قائم نہیں ہوتی تب تک عالمِ عرب اور عالمِ اسلام محکوم ہی رہے گا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: جمہوریت ایک دینِ جدید

''اور ہم نے ان میں سے اکثر میں عہد نہیں پایا اور یقیناً ہم نے ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا''۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

وَلَـقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا(الاسراء: ۸۹)

''اور ہم نے اس قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کردی ہیں لیکن اکثر لوگوں نے انکار ہی کیا، قبول نہ کیا''۔

مزید ایک مقام پر فرمایا:

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ(الصافات: ۷۱)

''اور ان سے پیشتر، پہلے لوگوں کی اکثریت گمراہ ہوگئی تھی''

اس حوالے سے دیگر بہت سی آیات بھی ہیں جو مشہور ومعروف ہیں۔

اکثریت کے حوالے سے قرآنِ حکیم کا بیان آپ پڑھ چکے، اب سوال یہ ہے کہ اس دورِ جمہوریت میں کس نے اکثریت کو درست میزان اور انصاف پسند فیصلہ قرار دے کر شریعت سازی کا حق سونپ دیا ہے؟

اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآئَةٌ فِی الزُّبُرِ(القمر:۴۳)

''کیا تمہارے کفار ان سابقہ کفار سے بہتر ہیں یا تمہارے لیے سابقہ صحیفوں میں برأت لکھ دی گئی ہے؟''۔

اس دینِ جدید (جمہوریت) پر بہت سے علمائے کرام نے لکھا ہے اور اس کی قباحتوں کو بیان کیا ہے تاکہ لوگ اس کی حقیقت سے آگاہ ہوجائیں۔ یہاں ہمارا مدعا صرف یہی تھا کہ جمہوریت کی بحث کی بنیادی اور اہم باتوں کی نشاندہی کریں۔ ورنہ اگر ہم جمہوریت کے شیطانی راستوں کی تفصیل میں جائیں تو بات بہت طول پکڑ جائے۔ (واللہ المستعان)

اہم ترین تنبیہ:

آخر میں ایک اہم بات کی تنبیہ کرنا چاہوں گا۔ ہم نے جمہوریت میں پائے جانے والے واضح نواقض بیان کیے تاکہ ایک مسلمان کے ذہن میں اس کی صحیح تصویر بن سکے، اور وہ اس میں داخل ہوکر اپنے دین کو خسارے میں ڈالنے سے بچائے۔ کیونکہ یہی دین تو ایک مسلمان کی عزیز ترین متاع ہے اور اس میں نقصان عظیم ترین خسارہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مقصود نہیں کہ ہم اشخاص پر حکم لگائیں۔ یہاں جو حکم جمہوریت پر لگایا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو شخص جہالت یا تاویل کی بنا پر اس جمہوری عمل میں شامل ہوتا ہے اس پر بھی یہی حکم لگایا جائے۔ علمی وشرعی حقائق کا بیان ایک الگ چیز ہے اور اشخاص پر ان کا حکم لگانا ایک مختلف چیز۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہدایت پر ثابت قدم رکھے اور راہِ حق پر ہمارے دلوں کو جما دے، یہاں تک کہ ہم اس میں کوئی تبدیلی وتغیر کیے بغیر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملیں۔ آمین۔

والحمد لله رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکہ کی ابلیسی سلطنت کا زوال

ہر سال کانگریس نے گراں قدر رقم تباہ شدہ سامان کی تبدیلی اور مرمت کے لیے مختص کی۔ سالانہ بجٹ کے جائزے سے اس مالیاتی خسارے کے بارے میں جانا جاسکتا ہے جو ان دونوں جنگوں کے دوران امریکی افواج کے سامان حرب کی تبدیلی اور مرمت کے سبب ہوا۔

۲۰۰۴ میں سامان کی تبدیلی اور مرمت کے لیے ۷.۲ ملین مختص کیے گئے، ۲۰۰۵ء میں ۱۸ ملین، ۲۰۰۶ء میں ۲۲.۹ ملین، ۲۰۰۷ء میں ۴۵.۴ ملین، ۲۰۰۸ء میں ۶۱.۵ ملین، ۲۰۰۹ء میں ۳۲ ملین، ۲۰۱۰ء میں ۲۸ ملین، اور ۲۰۱۱ کے لیے ۲۱.۴ ملین مختص کیے گئے۔

سال ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۷ء، ۲۰۰۸ء کے بجٹ میں بہت زیادہ اضافہ دیکھا گیا ہے جس کی وجہ عراق میں تحریک جہاد کا عروج پر پہنچنا اور اس کے نتیجے میں امریکی جنگی ساز و سامان کی تباہی وبربادی ہے۔

ان سب اعداد کو اگر جمع کیا جائے جو کہ سامان کی تبدیلی ومرمت میں خرچ ہوئی تو وہ مبلغ ۲۳۶.۴ ملین ڈالر بنتی ہے۔ سو اگر امریکہ کے کل سامان جنگ کا بیس فی صد تیس ملین ڈالر بنتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکی فوج نے اپنا عسکری سامان عراق اور افغانستان میں سات مرتبہ تبدیل کیا۔ اس ضمن میں یہ بات حربی زبان میں خسائر کے حجم کو بہت احسن طریقے سے واضح کرتی ہے جو جولائی ۲۰۰۶ء میں پیش آئی جب ڈیموکریٹس کے نمائندگان نے صدر بش کو خط لکھا اور اس میں کہا کہ دو تہائی لڑاکا دستے جنگی ساز وسامان میں کمی یا نقصان کی وجہ سے جنگ کے لیے تیار نہیں ہیں۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ریمنڈ ڈیوس: پاکستانی فوج کے لیے ٹرپ کا پتہ!!!

سلسبیل مجاہد

''ریمنڈ ڈیوس'' یا ''ڈیوس رائس'' اصلی نام کچھ بھی ہو' کا حوالہ پاکستان میں امریکی دہشت گردی، مکاری وعیاری کا ایک نیا حوالہ بن چکا ہے، پاکستان کی سڑکوں، گلی کوچوں میں دندناتے یہ امریکی اپنی ناپاک کارروائیوں میں ایک عرصے سے مصروف ہیں۔جن کو آشیرباد جمہوری حکمرانوں کی جانب سے حاصل ہوتی ہے۔عام طور پر امریکیوں کی موجودگی، ان کے دہشت گرد نیٹ ورک اور بلیک واٹر جیسے بدنام زمانہ چیزوں کا پاکستان کے حکمرانوں کی جانب سے یکسر انکار ہی کیا جاتا رہا ہے۔لیکن آئے دن امریکی درندوں کی کسی نہ کسی سفاکی کا مظاہرہ برسرعام دیکھنے کو مل جاتا ہے۔ریمنڈ ڈیوس کا نام (تاحال اصلی نام کا تعین نہیں ہوسکا) لاہور میں ہونے والے ایک واقعہ میں سامنے آیا۔اس حوالے سے ڈھیروں خبریں منظر عام پر آچکی ہیں،اس عالمی غنڈے کا ذاتی کچا چٹھا بھی سامنے آچکا ہے،سب کچھ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوکر رہ گیا ہے۔

لاہور میں امریکی دہشت گرد ریمنڈ کی دہرے قتل کی واردات:

لاہور میں دونو جوانوں کو قتل کرنے کے بعد اپنی مدد کے لیے قونصل خانے سے بلوائی گئی گاڑی نے تیسرے نوجوان عبادالرحمٰن کو بے دردی سے کچل کر جاں بحق کردیا۔گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے غم میں نیم پاگل اس ابلیسی قوت کو غلامی کی ادائے دلبرانہ رکھنے والے مشرف نے جو فری پرمٹ جاری کیا تھا۔ہراول دستے کے کردار کو نبھانے کے لیے سڑکیں، ہوائی اڈے، سفارت خانے، فوجی وعسکری ذرائع سے لے کر تمام شعبۂ ہائے زندگی میں حکمرانوں نے اپنی جیبیں گرم کر نے کے لیے پاکستان میں بسنے والے ہر ہر 'عبادالرحمٰن' کے سروں پر امریکیوں کو مسلط کردیا ہے۔اس سرزمین کو عالمی بدمعاشوں کی آماجگاہ بنانے کے بعد یہ سوال ہی اپنی اہمیت کھو بیٹھا ہے کہ کس کس جگہ، کون کون سی حیثیتوں سے صلیبیوں کے کارندے کیا کیا گل کھلا رہے ہیں۔لاہور میں ہونے والے واقعے کا ذکر کرنے سے پہلے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ صلیبی جنگ کے منظر نامے کا بیان ان بے گنا ہوں، مظلوموں اور بے کس لوگوں کی داستان سنائے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا جن کو امریکی ڈرونز کا نشانہ بنایا جاتا ہے،وہی ڈرونز جو ہمارے ہی ہوائی اڈوں سے اپنی پرواز لیتے ہیں یہیں سے ایندھن بھرتے ہیں اور پھر ہم ہی مسلمانوں پر برس جاتے ہیں۔زخم تو ان کا بھی ابھی تک تازہ ہے جن پر عقوبت گاہوں میں انسانیت سوز تشدد کیا جاتا ہے اور جو پاکستان کی زمین سے حکمرانوں کے تعاون سے ہی امریکی آقاؤں کی دسترس میں دیے گئے ہیں،جن کی ماؤں بہنوں کو رسوا کیا جاتا ہے'ان گم نام شہدا کا خون بہتا ہی رہا لیکن معمول کے ان واقعات سے کسی کا دل نہ پسیجا۔

ریمنڈ ڈیوس کس مشن پر تھا؟ نوبار پاکستان کیوں آیا تھا؟ اس کا تعلق بلیک واٹر سے بھی ہے؟ اس کی پاکستان آمد کے کیا مقاصد تھے؟ اس کا اصلی نام کیا ہے،؟ امریکی سی آئی اے کا وہ کیا لگتا ہے؟ اردو، پشتو میں اس کی روانی کس مقصد کے لیے تھی؟ افغانستان میں دوران تعیناتی اس کی کیا سرگرمیاں تھیں اور لاہور میں دہرے قتل کیوں کیے،اس نے اتنی سرعت سے یہ کام بھری سڑک پر انجام دیا اور نہ صرف اتر کر مرنے والوں کی موت کی تصدیق بھی کی بلکہ ان کی تصویریں بھی بنائیں۔یہ سارے سوال ایک ایک کر کے سامنے آتے جا رہے ہیں اور ان کی جوابات ''روشن خیالوں'' کے تجزیوں،حکمرانوں کے بیانات اور مذہبی رہنماؤں کے مطالبوں کی صورت سامنے آتے ہی جا رہے ہیں۔حافظے کی کمزوری اور نسیان کے مرض کے شکار حکمران اپنی غیرت وحمیت کے غبارے میں جتنی چاہے ہوا بھر لیں لیکن اس ہوا سے غبارہ فضا میں بلند ہونے کی استطاعت کھو بیٹھا ہے۔

حالیہ سالوں میں پاکستان میں امریکی دہشت گردی پر ایک نظر:

امریکی دہشت گردی کے ایک طویل تسلسل پر ایک سرسری سی نظر کچھ خبروں کی صورت میں کرلی جائے تو ذہنوں میں صورتحال کے حوالے سے نقشہ کچھ واضح ہو جائے گا۔

۳ ستمبر ۲۰۰۸ء جنوبی وزیرستان کے علاقے انگور اڈا پر ہیلی کاپٹروں سے اتر کر امریکی فوجیوں نے ایک گھر میں گھس کر فائرنگ کردی جس سے ۲۰ افراد شہید ہو گئے۔ان میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔اس دوران امریکی جاسوس طیارے بھی علاقے پر پرواز کرتے رہے۔جبکہ اس ساری کارروائی کے دوران 'ملکی سالمیت کے تحفظ کی نگہبان' پاکستانی فوج کا ایک ٹھکانہ صرف ۲۰۰ میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔چند سو میٹر کے فاصلے پر سرحد پر بھاری تعداد میں پاکستانی سکیورٹی فورسز بھی موجود تھیں۔یہ تو امریکی دہشت گردی کا وہ تذکرہ ہے جس میں ''محبِّ وطن'' افراد کی آنکھیں کھول دینے کے لیے بھی بہت کچھ ہے۔وطنیت کے مارے اپنے مفادات کے وقت اپنی سرحدوں کا تعین بھی بھول جاتے ہیں۔افسوس صد افسوس!

خبروں کے مطابق پاکستان کے مختلف شہروں بالخصوص وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں اسلحے سمیت امریکی سفارت کار اور خفیہ سرگرمیوں میں ملوث امریکی کئی مرتبہ پکڑے جا چکے ہیں۔تاہم پاکستان کے اعلیٰ حکام نے ہر مرتبہ انہیں چھڑا کر امریکہ کے حوالے کیا۔اس ضمن میں کبھی کوئی کارروائی نہ ہوسکی (ہو گی بھی کیسے؟ کارروائی کا حق تو غلاموں کے پاس سرے سے ہوتا ہی نہیں)۔

۲۰۰۸ء میں اسلام آباد سیکٹر ایف ایٹ کی اہم عمارتوں کی تصاویر بناتے ہوئے چار مسلح امریکی پکڑے گئے،جن کے پاس جدید اسلحہ اور جعلی نمبر پلیٹ کی گاڑیاں تھیں لیکن انہیں بھی فوری رہا کردیا گیا۔

۲۰۰۹ء میں چار امریکی باشندے کالے شیشوں والی جیپ میں آٹومیٹک ہتھیاروں سمیت ایک ناکے کے پاس سے گزرے تو روکنے پر ان غنڈوں نے اپنا تعارف بلیک واٹر کے تعلق سے کروایا۔تھانے لے جانے پر امریکی سفارت خانے والے آدھمکے اور اپنے غنڈوں کو چھڑا لے گئے۔

۲۸ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں نیدرلینڈ کے دو سفارت کار انتہائی حساس اسلحہ کے ساتھ اسلام آباد میں پکڑے گئے تھے۔یہ اسلحہ ڈچ سفارت خانے سے امریکی سفارت خانے لے جایا جا رہا تھا۔امریکی مداخلت پر اس گاڑی کو اپنی منزل کی جانب جانے دیا گیا۔

جنوری ۲۰۱۰ء کو گوادر میں پولیس نے امریکی قونصلیٹ کی جعلی نمبر پلیٹوں کی حامل گاڑیوں کو روکا تھا جن کے پاس کراچی میں امریکی قونصلیٹ کی نمبر پلیٹیں بھی ملیں لیکن معاملہ ٹائیں ٹائیں فش ہوگیا۔

۳۱ مارچ ۲۰۱۰ء کو ایک برقع پوش امریکی عورت طورخم سے پاکستان میں داخل ہوتے پکڑی گئی۔

3 فروری ۲۰۱۰ء کو ضلع دیر پائیں کی تحصیل بلام بٹ کے علاقے حاجی آباد کوٹ شاہ کے قریب 5 گاڑیوں پر مشتمل سیکورٹی قافلے کو ایک زور دار بم دھماکے کی مدد سے اُڑا دیا گیا۔ واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ امریکی ادارے یو ایس ایڈ نے لڑکیوں کی 'خصوصی تعلیم و تربیت' کے لیے ملک کے دوسرے حصوں کی طرح سوات اور دیر میں 'تعلیمی اداروں' کے 'جال' بچھانے شروع کیے۔ اسی مقصد کے تحت پاکستانی فوجی اپنے امریکی آقاؤں کے معیت میں ایک ایسے ہی تعلیمی ادارے کے افتتاح کے لیے لے کر جا رہے تھے کہ بارودی دھماکے سے اس پورے قافلے کو اڑا دیا گیا، جس سے قافلے میں شامل امریکی فوجیوں میں سے ۳ ہلاک ہوئے اور متعدد زخمی بھی ہوئے۔ امریکی خبر رساں ادارے 'دی پریس ایسوسی ایشن' اور 'نیو یارک ٹائمز' نے اعتراف کیا کہ اس واقعہ میں مرنے والے اور زخمی ہونے والے امریکی فوجی 'اس 100 رکنی فوجی تربیتی یونٹ (Military Training Unit) کا حصّہ تھے جنہیں ۲۰۰۸ء میں پاکستانی فوج اور ایف سی وغیرہ کو القاعدہ اور طالبان مجاہدین سے لڑنے کی تربیت دینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ان فوجیوں کے مقاصد میں پاکستانی سیکورٹی اداروں کے افراد کی تربیت کے ساتھ ساتھ 'ان مقامی لشکروں کو بھی عسکری تربیت اور جاسوسی امور کی مہارت سکھانا شامل تھا' جن کو مجاہدین سے لڑنے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا۔ ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو ہیلری کلنٹن نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "وزیرستان میں ہمارے فوجی بھی مارے گئے ہیں"۔

جون ۲۰۱۰ء میں امریکی ریاست کیلی فورنیا سے تعلّق رکھنے والا گیری بروکس فاکنر نامی ایک شخص چترال سے گرفتار ہوا۔ اس کی تلاشی لی گئی۔ ایک پسٹل، ایک خنجر، چالیس انچ لمبی تلوار اور اندھیرے میں دیکھنے والی خصوصی عینک برآمد ہوئی۔ اس نے بتایا کہ گزشتہ آٹھ برس کے دوران وہ سات بار پاکستان آ چکا ہے۔ تمام حقائق اسلام آباد کے حاکموں کے علم میں لائے گئے۔ حکم صادر ہوا کہ "شہنشاہ عالم پناہ کی بارگاہ اقدس سے تعلّق رکھنے والے معزز مہمان کو عزت و احترام کے ساتھ امریکی سفارتخانے پہنچا دیا جائے"۔

نومبر ۲۰۱۰ کے سیلاب کے بہانے امریکہ میں پاکستانی سفارت خانے کو ایوان صدر کے حکم پر یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ بغیر انکوائری کے کسی بھی امریکی کو ایک سال کا ویزہ ۲۴ گھنٹوں میں جاری کر سکے گا۔ اس سہولت کے تحت چند روز میں تین ہزار امریکی میرینز کو ویزے جاری کئے گئے جو سیلاب زدگان کی امداد کے نام پر آئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار امریکی میرینز کو امریکی سفارت خانے کے تحفظ کے نام پر بلایا گیا ہے۔

۱۱ فروری ۲۰۱۱ء کو جعلی نمبر پلیٹ والی دو گاڑیاں ترنول اسلام آباد سے پکڑی گئیں جن کا تعلّق امریکی سفارت خانے سے بتایا گیا۔

لاہور میں کرائے کے گھروں اور ہوٹلوں میں رہائش پذیر ۹۳ امریکی وزارت داخلہ کے پاس "اسپیشل امریکی" کے لقب سے درج ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا تعلّق جاسوس و سیکورٹی کمپنیوں کے ساتھ ہے۔ یہ اہل کار خاص مشن پر لاہور، کراچی، اسلام آباد بھیجے گئے ہیں جنہیں امریکہ اپنے سیکورٹی ادارہ اسپیشل جوائنٹ آپریشن کمانڈ (ایس جے او سی) کے ذریعے کنٹرول کرتا ہے۔ اسلام آباد میں بلیک واٹر کے ۵۶ مراکز قائم ہیں جو بنگلوں میں کرائے پر لے کر چلائے جا رہے ہیں۔ شیریں مزاری کے مطابق ۵۰۰۰ ہزار امریکی بغیر کسی ویزے کے پورے ملک خصوصاً اسلام آباد میں دندناتے پھر رہے ہیں۔

ماضی میں میریٹ ہوٹل میں امریکی کمانڈوز کی موجودگی اور پی سی ہوٹل پشاور میں عالمی غنڈوں کی پراسرار سرگرمیاں کسی سے پوشیدہ نہیں، اسی بنا پر یہ عمارتیں مجاہدین کا ہدف بنی تھیں تاکہ ان دہشت گردی کے اڈوں کو ختم کیا جا سکے۔ یہ صورتحال کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ پاکستان کس طرح علانیہ طور ایک امریکی کالونی میں تبدیل ہو چکا ہے اور صلیبیوں کے شانہ بشانہ عامۃ المسلمین اور مجاہدین کے قتل عام میں ہر ممکن تعاون کر رہا ہے۔

گذشتہ چھ سات سالوں میں سینکڑوں ڈرون حملے ہو چکے ہیں جو براہِ راست امریکہ نے پاکستانی سرزمین پر کیے اور دو سالوں میں ان میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ان حملوں پر پاکستان فوج باقاعدہ جاسوسی مہیا کرتی ہے اور امریکی خود بھی جاسوسی کرتے ہیں تو گویا سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ریمنڈ ڈیوس اسلام آباد، سوات، قبائلی علاقوں اور پورے پاکستان میں 'حکومتی حفاظت' اور 'فوجی چوکیداری' میں گھوم پھر رہے ہیں۔ صرف ایک ریمنڈ کو مسئلہ بنا کر اپنی قیمت میں اضافہ کروانا ہی مقصود ہے۔

امریکی غلامی پر پاکستانی حکومت، فوج اور آئی ایس آئی کے درمیان مکمل یکسوئی اور اتفاق ہے۔ موجودہ صورتحال میں پاکستان کے بکے ہوئے حکمرانوں سے کوئی ایسی توقع لگانا جو دینی غیرت و حمیت کا پتہ دیتی ہو انتہائی بے وقوفی ہوگی۔ ہر دن ڈالروں کے پجاری اپنی بے حسی کا نیا مظاہرہ اور غلامی کی نئی ادا رقم کر رہے ہیں۔ سفارتی استثنیٰ ہے کہ نہیں، اس کو ثابت کرنے کے لیے جس طرح رحمان ملک اور فوزیہ وہاب اپنی زبان چلا رہے ہیں اس سے ان کی لگا میں پکڑنے والوں کا خوب سراغ ملتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ جو لوگ جعلی فلموں میں دکھائے گئے لڑکی پر ہونے والے ظلم پر تڑپ اٹھتے ہیں، 'قانون کی پاسداری' کی بات کرتے تھے وہی لوگ ریمنڈ کے قانون کو ہاتھ میں لینے، جعلی نمبر پلیٹ کا استعمال، غیر قانونی اسلحہ ساتھ رکھنے، اس کا سر عام مظاہرہ کرنے وغیرہ جیسے تمام جرائم کی پردہ پوشی کرنے کو تیار ہیں۔ انسانی حقوق کے یہ چمپیئن ہمیشہ امریکی "سچ" کو ہی کیوں دیکھتے ہیں؟ ان کی بینائی کمزور ہے یا بصارت سے ہی محروم ہیں؟

زخم تو ان کا بھی ابھی تک تازہ ہے جن پر عقوبت گاہوں میں انسانیت سوز تشدد کیا جاتا ہے اور جو پاکستان کی زمین سے حکمرانوں کے تعاون سے ہی امریکی آقاؤں کی دسترس میں دیے گئے ہیں، جن کی ماؤں بہنوں کو رسوا کیا جاتا ہے اُن گم نام شہدا کا خون بہتا ہی رہا لیکن معمول کے ان واقعات سے کسی کا دل نہ پسیجا۔

آئی ایس آئی اور حکومت:

ریمنڈ کے مسئلے پر حکومت کا موقف یہ ہے کہ بلامشروط امریکی غلامی کا تقاضا پورا کرتے ہوئے ریمنڈ کو رہا کیا جائے جبکہ آئی ایس آئی بلیک میلنگ کرتے ہوئے اپنی قیمت میں مزید اضافہ کروانا چاہتی ہے۔اس کے علاوہ یہ بات بھی یقین کی حد تک طے شدہ ہے کہ فہیم اور فیضان آئی ایس آئی کے ملازم تھے اور کسی مشن پر ڈیوس کے ساتھ تھے۔شاہ محمود قریشی کی ''جرأت'' پر ہمیشہ کی طرح سادہ لوح لوگوں نے خوب تالیاں بجا کر داد دی ہے۔یہ بات تو طے ہے کہ ریمنڈ کو آج نہیں تو کل ہر حال میں امریکہ کے حوالے کرنا ہی ہے۔یہ ناممکن ہے کہ اُسے پاکستان میں کوئی سزا سنائی جائے۔شاہ محمود کی پیٹھ ٹھونکنے کے لیے آئی ایس آئی اور اسٹیبلشمنٹ اُس کے پیچھے موجود ہے۔اب صورتحال یہ ہے کہ حکومت جلد از جلد اور عجلت میں اس مصیبت سے چھٹکارا پا کر اپنی جان چھڑانا چاہتی ہے،اس کے لیے ہر قسم کا تعاون کرنے کو تیار ہے اور جو بھی دام ملے اس کو قبول کرنے کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ادھر خفیہ ایجنسیاں اس واقعہ سے اپنی قیمت وصولنا چاہتی ہیں ، دام کھرے کر کے سودا کرنا چاہتی ہیں،خوب دام بڑھنے کا انتظار کرنا چاہتی ہیں،اس مقصد کے لیے شاہ محمود قریشی کو مہرہ بنایا جارہا ہے ورنہ ہیلری کے زلفوں کے اسیر اور اُس کی اداوں پر قربان شاہ محمود کی یہ جرأت! چہ معنی!

امریکی کالونی 'پاکستان' میں اس تازہ قضیہ سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ آقاؤں کو اپنے غلاموں کی کوئی پرواہ نہیں،اچھے خاصے ملازم شاہ محمود قریشی کو معمولی سی لغزش 'کہ وہ آئی ایس آئی کا بندہ بن کر اپنی قیمت میں اضافہ چاہ رہا تھا' پر نوکری سے فارغ کر دیا گیا اور امریکہ نے یہ بھی بتا دیا کہ تمہاری ہمارے سامنے کیا اوقات ہے اور یہ بھی کہ حاکم کبھی اپنے ادنیٰ سے آدمی کی بھی محکوموں کے ہاں دکھلاوے کے طور پر بے عزتی نہیں دیکھ سکتے۔

آئی ایس آئی نے اپنی ماتحت جماعتوں اور ذرائع ابلاغ کو بھرپور انداز میں ''عوامی نمائندگی'' کرنے کے لیے کہا ہے اور وہ سب اس پر عمل کر رہے ہیں۔دس فروری کے بعد میڈیا کمپین اور جلسے جلوسوں میں تیزی سے شدت آئی ہے جبکہ اس نوعیت کا معمولی واقعہ تو ایک طرف رہا بڑے بڑے واقعات بھی ذرائع ابلاغ دو تین روز میں فراموش کر دیتے ہیں۔

جہاد اور مجاہدینِ اسلام کے خلاف بغض وعناد کی واضح مثال:

آئی ایس آئی نے کسی بھی موقع پر مجاہدین اسلام کے وقار کو مجروح کرنے اور ان کو زک پہنچانے کی کوئی بھی موقع جانے نہ دیا۔آئی ایس آئی کی مجاہدین سے عداوت ونفرت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے' جس میں کہا جارہا ہے کہ'' ریمنڈ کی جو معلومات بھی منظر عام پر آئی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس سے وزیرستان میں موجود طالبان گروپوں کے رابطہ نمبرز بھی ملے ہیں جو ریمنڈ کے ساتھ رابطے میں تھے''۔یہ ایک ایسی مضحکہ خیز بات ہے جس کو پڑھ کر آئی ایس آئی کے'ذہین' افراد کی قابلیت پر رشک آتا ہے کہ امریکی کاسہ لیسی کے لیے یہ لوگ کس طرح پینترے بدل بدل کر سامنے آتے جارہے ہیں حالانکہ طالبان اور امریکہ کے رابطوں کا واحد ذریعہ صرف جہاد فی سبیل اللہ کا میدان ہے، جہاں مجاہدین اسلام امریکی بھیڑیوں کو ان کے انجام بد سے دوچار کر رہے ہیں۔یہی طالبان مجاہدین کہ جن کے اپنے بیسیوں ساتھی امریکی ڈرون میزائل حملوں میں شہید ہوتے ہیں،یہی طالبان مجاہدین ہیں جن کے امیر بیت اللہ محسود شہیدؒ امریکی ڈرون حملے میں شہید ہوئے اور یہی طالبان مجاہدین ہیں جنہوں نے امریکہ کے دشمن نمبر ایک القاعدہ کے مجاہدین کی ہر قدم پر نصرت کی۔یہی طالبان ہیں جنہوں نے کھلے لفظوں میں متنبہ کیا ہے کہ اگر ریمنڈ کو امریکہ کے حوالے کیا گیا تو اس مجرمانہ عمل میں شریک ہر فرد سے وہ خود انتقام لیں گے۔اب اس حقیقت کے باوجود اگر کوئی یہ سمجھتا ہے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ

ے کر تو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا ، اور نئے دور کا آغاز
معلوم نہیں ، ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی الو کو اگر رات کا شہباز

ویانا کنونشن اور سفارتی استثنیٰ:

صورتحال ایسی ہے کہ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا کے مصداق جس ویانا کنونشن یا جینوا کنونشن کی بات کر کے امریکی قاتل کو رعایت دلوانے کی بات کی جارہی ہے اس کے تحت تو اور بھی بہت کچھ ہے جو امریکی کتے اپنی ہی رال سے مٹا رہے ہیں۔کیا قیدیوں کے معاملات،اور سفارت کار صرف امریکہ کے باعزت بری کر دیے جانے کے لیے ہیں۔کیا امارت اسلامیہ افغانستان کے دور حکومت میں پاکستان میں افغانستان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف سفارت کار نہیں تھے کہ ان کو مارا پیٹا گیا،زمین میں گھسیٹا گیا،داڑھی نوچی گئی،اور تو اور برہنہ کر کے ہیلی کاپٹر سے پھینکا گیا اور کئی سال گوانتاناموبے میں قید رکھا گیا......اس وقت ویانا کنونشن کے تحت کسی نے کوئی مطالبہ کیا نہ تقاضہ کیا۔سفارتی استثنیٰ کی تو خود امریکہ میں ایک بھی مثال نہیں ملتی!پوری دنیا میں امریکہ اپنے مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا دینے میں یک طرفہ کارروائی کا حق رکھتا ہے۔چاہے وہ ایمل کانسی ہوں،مظلوم عافیہ صدیقی لیکن خود امریکی غنڈوں کو امت مسلمہ کے گلی کوچوں میں اپنی ابلیسیت دکھانے کی کھلی چھوٹ ہے۔یہ ہیں وہ عالمی قوانین جو ان درندوں کو مہذب تعلیم یافتہ اور انسانیت نواز قرار دیتے ہیں جس میں صرف کچھ طاقتوں کے مفادات کا تحفظ ہے۔جو شخصیت،وقت اور مقام کے ساتھ تبدیل ہوجاتے ہیں ایسے قوانین،معاہدات،کنونشن جاہلیّت کی تصویر ہیں جو اس'' مہذب'' دنیا کا مکروہ چہرہ بے نقاب کرتے ہیں۔اسی لیے مجاہدین اسلام دنیا کے کسی ایسے قانون کو نہ تو مانتے ہیں اور نہ ہی اس کی پاسداری کرنے کے پابند ہیں جو انسانوں کو غلامی کے نئے دور میں داخل کرتا ہے۔

ملکی قانون کے انصاف کا حال اور عدالتوں پر اعتماد کا مضحکہ خیز مطالبہ:

گذشتہ سالوں میں جس طرح امریکیوں نے پاکستان میں جگہ جگہ پاکستان کے قانون کا تمسخر اڑایا ہے اس سے پاکستان کا قانون خود ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گیا ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے وہ کون سا موقع ہے جہاں پاکستان کے قانون کی بالادستی کا راگ الاپنے والوں نے اس کی پابندی کی ہو۔اسلام آباد سے لے کر کراچی تک امریکی بدمعاش بارہا مختلف جرائم میں پکڑے جاتے رہے لیکن یہی نام نہاد قانون موم کی ناک بنا رہا۔غیر اللہ کی حاکمیت پر بنا انگریز کا یہ عدالتی نظام ظلم کی چکی میں پستے لوگوں کو مزید پیستا ہے،ان عدالتوں سے کسی خیر کی توقع عبث ہے۔ (بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

علمائے دین کو شہید کرنے والے قاتل شیعہ گروہ کے اعترافات

تاریخِ اسلام میں جب بھی غداری اور منافقت کا ذکر ہوگا، اغیار کے ایجنٹوں کے ذریعے خدمت میں رخنے ڈالنے کی بات ہوگی تو ہر لمحے روافض ہی کا نام سننے کو ملے گا۔ موجودہ صلیبی جنگ میں بھی عراق اور افغانستان میں قدم قدم پر شیعہ ہی صلیبیوں کے مفادات کے محافظ بن کر سامنے آئے ہیں۔ پاکستان میں بھی کرم ایجنسی اور ہنگو سے لے کر کراچی اور لاہور تک علمائے حق، جو صلیبیوں کے راستے کی دیوار بنے ہوئے تھے، کو شہید کرنے میں بھی شیعہ رافضی ہی سامنے آتے ہیں اور اس تحریر کا ایک ایک حرف ان کی 'کفر دوستی' اور اسلام دشمنی کی گواہی دے رہا ہے۔

''سپاہ محمد کے دہشت گردوں کو ایران کے شہر مشہد میں ''رضا ایرانی'' دہشت گردی کا ٹاسک دیتا ہے۔ جبکہ سپاہ محمد کو فعال کرنے کے لیے ڈالروں کی صورت میں رقم ایران میں موجود سپاہ محمد کے تین کمانڈروں کو فراہم کی جاتی ہے جو کراچی میں دہشت گردوں کے ۶ گروپ چلا رہے ہیں۔ یہ گروپ مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا اعظم طارق، مولانا ہارون قاسمی، مفتی جمیل احمد، مولانا نذیر تونسوی اور مفتی عتیق الرحمٰن سمیت اہم علما اور سپاہ صحابہ سے تعلّق رکھنے والے افراد کو قتل کر چکے ہیں''۔ یہ انکشافات سپاہ محمد کے گرفتار ہونے والے دہشت گردوں سید حماد ریاض نقوی اور سید علی مہدی عرف سلمان نے کیے۔ انہیں پولیس کے افسران نے پریس کانفرنس میں بیان کیا اور مقامی اخبارات نے ان کی تفصیلات شائع کیں۔ پولیس اہل کاروں نے ہر واردات کے حوالے سے درج ایف آئی آر اور اس کا متعلقہ تھانہ بھی بتایا۔

سید حماد نے بتایا کہ ''اس کا نام سید حماد ریاض نقوی عرف ضیا ہے، اس کا والد ضلع سیالکوٹ کے گاؤں سیدان والی کا رہنے والا ہے جبکہ اس کا حالیہ پتہ مکان C-13 اسوان ٹاؤن ملیر سٹی کراچی ہے۔ میں مجلس میں شرکت اور نماز کے لیے انچولی میں واقع امام بارگاہ خیر العمل جاتا تھا۔ جہاں ۲۰۰۰ء میں میری ملاقات آصف زیدی سے ہوئی۔ آصف زیدی نے رفتہ رفتہ مجھے یہ باور کرنا شروع کر دیا کہ سپاہ صحابہ والے مولوی، شیعوں کے خلاف بہت بولتے ہیں، ان کو جواب دینا چاہیے۔ پھر اس نے میری ملاقات رخسار امام سے کروائی۔ اسی دوران میری میل ملاقات یاور عباس اور محسن سے بھی ہوگئی تھی۔

اسی امام بارگاہ میں میری ذہن سازی ہوئی اور انہوں نے مجھے ذہنی طور پر تیار کر لیا کہ میں سپاہ محمد میں شامل ہو جاؤں۔ مجھ سے حلف لیا گیا کہ میں سپاہ محمد کے لیے ہر طرح کا کام کروں گا۔ اس طرح ۲۰۰۰ء میں باقاعدہ سپاہ محمد کا کارکن بن گیا۔ میری ٹیلی فون پر مولانا ذوالقرنین حیدر سے بھی بات کرائی گئی اور بتایا گیا کہ وہ ایران میں ہے۔ لیکن مجھے بعد میں پتہ چلا کہ وہ کینیڈا میں ہے۔ اس دوران ہم باقاعدگی سے امام بارگاہ خیر العمل میں جاتے تھے۔ وہاں پر رؤف اور عسکری بھی آنے لگے، جو سپاہ محمد کے کافی سرگرم دہشت گرد تھے۔ ان کی باتوں سے ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی بڑا کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی دوران رؤف نے مجھ سے کہا کہ تم اب حسینی مشن امام بارگاہ آیا کرو۔ جب میں اگلے روز حسینی امام بارگاہ گیا تو رؤف نے مجھ سے کہا کہ تم معصومیہ اسکاؤٹس جوائن کر لو۔

اس دوران میں ہمارے گروپ کے ایک دہشت گرد سلیم حیدر کا لاہور جانا ہوا، جہاں اس کی ملاقات ڈاکٹر منتظر سے ہوئی۔ ڈاکٹر منتظر سپاہ محمد پنجاب کا ذمہ دار تھا اور پنجاب میں تنظیم کا نیٹ ورک چلا رہا ہے۔ انہی دنوں ہم مالی بحران کا شکار ہوگئے، جس کا ذکر ہم نے ڈاکٹر منتظر سے کیا تو اس نے ہماری مالی امداد شروع کر دی۔ اسی دوران میں پنجاب سی آئی ڈی ڈاکٹر منتظر کے پیچھے پڑ گئی تو وہ ایران فرار ہو گیا۔ اس کی غیر موجودگی میں پنجاب میں سپاہ محمد کا چارج امجد شاہ نے سنبھالا اور کراچی میں ممتاز کو کمان دے دی گئی۔ لیکن ممتاز دبئی چلا گیا، اس کے بعد سے کراچی میں معجز عباس عرف رؤف ہمارے گروپ کی کمان کر رہا ہے۔ ہمارے گروپ کے پاس ۳۵ ٹی ٹی اور نائن ایم ایم پستول جبکہ ۲۰ سے زائد کلاشنکوفیں ہیں۔

۲۰۰۰ء کے آخر میں رؤف عسکری مجھے ایران لے گیا، ہم نے ایران کے شہر مشہد کے مسافر خانے میں قیام کیا جہاں رضا ایرانی نامی ایک ایرانی باشندے سے ہماری ملاقات ہوئی۔ وہ ایرانی انٹیلی جنس سے تعلّق رکھتا تھا۔ اس نے رؤف عسکری سے کہا کہ آپ لوگوں کا کام بہت محدود ہوتا جا رہا ہے، آپ اپنے کام میں تیزی لائیں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں ایک لفافہ دیا اور کہا کہ یہ رقم آپ لے جاؤ اور اپنا کام بڑھاؤ۔ اس لفافے میں ڈالر تھے، مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ اس میں کتنے ڈالر تھے لیکن مجھے ۲۰۰ ڈالر دیے گئے۔ میں پہلی مرتبہ ایران گیا تھا، وہاں میں نے رؤف کے ساتھ مل کر مقدس مقامات کی زیارت کی۔ جب ہم واپس آنے لگے تو رضا ایرانی نے رؤف عسکری کو ایک یو ایس بی (USB) دی اور کہا کہ اس میں موجود ٹارگٹ کو پورا کرنا ہے۔ ہم وہ یو ایس بی لے کر واپس کراچی آ گئے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس یو ایس بی میں کس قسم کا ٹارگٹ ہے۔ کراچی آنے کے بعد ہم لوگ مختلف جگہوں پر میٹنگ کرتے رہے۔ اس دوران جنوری ۲۰۰۱ء میں رؤف عسکری کا فون آیا کہ ہم جو یو ایس بی لے کر آئے ہیں اس کے مطابق کام کا وقت آ گیا ہے۔ پھر ہمیں رؤف نے بتایا کہ پرانی سبزی منڈی کے عقب میں سندھی ہوٹل روڈ پر ایک موٹر سائیکل مکینک ہے، اس کے سپاہ صحابہ کے رہنماؤں سے اچھے تعلقات ہیں اور وہ ان کے لیے کام کرتا ہے، ہمیں اس کو ٹھکانے لگانا ہے۔ ہم نے موٹر سائیکل مکینک بختیار خان کو اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ اس واردات میں میرے ساتھ رؤف عسکری بھی تھا، اس واردات کے بعد ہم سہراب گوٹھ گئے اور وہاں سے الگ ہو گئے۔ مذکورہ واردات کا ایف آئی آر نمبر 29/2001 زیر دفعہ 302/324/109 پی آئی بی کالونی تھانے میں درج ہے۔

اس واردات کے بعد ہم دو سال تک بڑے کام کی پلاننگ کرتے رہے کیونکہ یو ایس بی میں ہمیں سپاہ صحابہ کے سرپرست مولانا اعظم طارق کو قتل کرنے کا ٹاسک دیا گیا تھا اور

اس حوالے سے کراچی اور پنجاب کے لڑکوں کی ٹیمیں بنائی گئیں تھیں۔ ۲۰۰۳ء میں رؤف نے مجھے فون کیا کہ میرے گھر آجاؤ۔ میں رؤف کے گھر پہنچا تو وہاں ایک لڑکا موجود تھا جس کا مجھ سے تعارف مدثر کے نام سے کروایا گیا اور بتایا گیا کہ مدثر بھائی پنجاب سے خصوصی طور پر کراچی آیا ہے اور اعظم طارق کا کام لگانے کی ہدایت ہے اور یہ اعظم طارق کے قتل کے حوالے سے منصوبہ بنائیں گے۔ اس سلسلے میں تم کو راولپنڈی جانا ہوگا۔ اس کے بعد مولانا اعظم طارق کو قتل کرنے کے حوالے سے میری ذہن سازی کی جانے لگی۔

مولانا اعظم طارق کو قتل کرنے سے ایک ہفتہ قبل میرے موبائل پر مدثر کا فون آیا اور اس نے کہا کہ آپ رؤف بھائی سے ملو اور کل کی ٹرین سے پنڈی آجاؤ۔ وہاں لیاقت باغ کے گیٹ پر پہنچ جانا، تم مجھے فون نہیں کرنا میں خود آکر تم سے ملوں گا۔ میں نے جا کر رؤف بھائی سے اجازت لی اور پنڈی روانہ ہوگیا۔ جب میں راستے میں تھا تو مدثر کا فون آیا تم لاہور اسٹیشن اتر جانا اور وہاں سے بس کے ذریعے پنڈی آنا۔ میں نے ایسا ہی کیا اور لاہور سے بذریعہ بس پنڈی پہنچ گیا، پھر لیاقت باغ گیا تو گیٹ پر مدثر موجود تھا۔ وہاں سے وہ مجھے ایک پرانی بلڈنگ میں لے گیا جہاں اس نے کمرہ کرائے پر حاصل کر رکھا تھا۔ دوسرے دن آصف، کلب عباس اور امجد وہاں پہنچے۔ جب سب لوگ وہاں جمع ہوگئے تو امجد جو اُن کا گروپ لیڈر تھا ،اس نے کہا کہ ہم نے جو کام کرنا ہے وہ تم سب کو معلوم ہے اور میں نے پوری تیاری کی ہوئی ہے۔ مولانا اعظم طارق اسمبلی اجلاس کے لیے آتے ہیں اور جس روڈ سے وہ آتے ہیں اس کی ہمیں ریکی کرنی ہے۔ جو جگہ مناسب ہوگی وہاں انہیں قتل کردیں گے۔

اس میٹنگ کے تقریباً ایک گھنٹے بعد آصف مجھے فلیٹ سے لے آیا۔ آصف کے پاس ہنڈا 125 موٹر سائیکل تھی جس پر وہ مجھے بٹھا کر لے گیا اور کہا کہ جس روڈ سے مولانا اعظم طارق آتے ہیں وہاں ٹول پلازہ سے لے کر اسمبلی کے قریب تک روڈ کی ریکی کرنی ہے۔ پھر آصف مجھے منسٹر ہاسٹل کے سامنے ایک ہوٹل پر لے گیا جہاں ہم نے چائے پی۔ اس نے مجھے بتایا کہ مولانا اعظم طارق جب اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لیے آتے ہیں تو پہلے تھوڑی دیر یہاں ہاسٹل میں ٹھہرتے ہیں، پھر اجلاس میں جاتے ہیں۔ اس نے مجھے موٹر سائیکل پر لے جا کر اسمبلی ہال دکھایا۔ وہیں سے ایک راستہ سیدھا ٹول پلازہ کی طرف جاتا ہے، وہ مجھے ٹول پلازہ لے گیا۔ وہاں مجھے بتایا کہ مولانا اعظم طارق یہیں سے اپنی گاڑی میں اسمبلی ہال کی طرف جاتے ہیں، یہاں ان کی گاڑی آہستہ ہوتی ہے۔

اب طے یہ ہوا کہ گاڑی کلب عباس ڈرائیو کرے گا ،فرنٹ سیٹ پر میں بیٹھوں گا، پیچھے والی سیٹ پر امجد، آصف اور مدثر بیٹھیں گے۔ اگلے دن صبح ۱۱ بجے مدثر کے پاس فون آیا کہ مولانا اعظم طارق اسمبلی اجلاس کے لیے روانہ ہوگئے ہیں۔ اس اطلاع پر مدثر، امجد اور کلب عباس گاڑی کا انتظام کرنے کے لیے نکل گئے۔ انہوں نے پنڈی راجہ بازار سے سفید رنگ کی ایک پجارو چھینی، گاڑی چھین کر انہوں نے اس کی نمبر پلیٹ اتار کر اس پر سرکاری نمبر پلیٹ لگادی۔ میں مقررہ جگہ پر ان سے ملا تو یہ چھینی ہوئی گاڑی اور اسلحے سمیت وہاں موجود تھے، بلیو ایریا پہنچ کر ہم نے کھانا کھایا اور دوبارہ گاڑی میں بیٹھ کر سست رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے موٹر وے پر آگئے۔

مشکل سے ۱۰ منٹ ہی ہوئے تھے کہ مولانا اعظم طارق کی گاڑی ہمارے سامنے سے گزری۔ مدثر نے نشان دہی کی کہ وہ اسی گاڑی میں جارہے ہیں۔ اس پر کلب عباس نے گاڑی ان کے عقب میں دوڑادی۔ ٹول پلازہ کے پاس پہنچ کر اُس نے اپنی گاڑی سے مولانا کی گاڑی کو ڈرائیونگ سائیڈ پر ٹکر ماری جس سے مولانا اعظم طارق کی گاڑی سائیڈ پر رک گئی۔ پھر فوری طور پر مدثر، امجد اور آصف عقبی سیٹوں سے اترے اور انہوں نے مولانا اعظم طارق پر اپنے اپنے اسلحے سے فائرنگ شروع کردی۔ میں نے بھی اتر کر مولانا اعظم طارق کی گاڑی کے فرنٹ پر فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں مولانا اعظم طارق، ان کا ڈرائیور اور مزید دو تین افراد جو گاڑی میں سوار تھے، زخمی ہوگئے۔ پھر ہم تیز رفتاری سے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے فرار ہوگئے، تھوڑ آگے جا کر انہوں نے مجھے سگنل کے پاس اتارا اور ہدایت دی کہ تم ٹیکسی میں بیٹھ کر مدثر کے گھر پہنچو۔ پھر انہوں نے بھی آگے جا کر چھینی گئی گاڑی چھوڑ دی اور ایک دوسری ٹویوٹا کرولا گاڑی میں مدثر کے گھر پہنچے۔ مولانا اعظم طارق کو قتل کرنے کے بعد میں واپس کراچی آگیا۔ یہاں میرے ساتھیوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا، دعوتیں کیں۔ اس دوران مجھے ۱۰۰۰ ڈالر بھی دیے گئے اور کہا گیا کہ جو کام ہوا ہے یہ اس کا انعام ہے۔

بعد ازاں رؤف نے یونیورسٹی روڈ پر ایک مکان کرائے پر لے لیا اور وہاں ہماری میٹنگز ہونے لگیں، ڈاکٹر منتظر بھی وہیں رہتا تھا۔ ایک دن اس نے کہا کہ مفتی نظام الدین شامزئی کا ’کام‘ لگانا ہے۔ اس کام کی ذمہ داری رؤف عسکری، کلب عباس اور مجھے دی گئی تھی۔ رؤف نے مجھے کہا کہ تم مفتی شامزئی کی ریکی کرو۔ میں اپنی موٹر سائیکل پر دو دن تک ان کی ریکی کرتا رہا۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ ان کے ہمراہ ان کا ڈرائیور اور گن مین ہوتے ہیں۔ میں نے ریکی کی تمام تفصیلات رؤف کو آکر بتائیں۔ جس دن ہم نے مفتی نظام الدین شامزئی کو ٹارگٹ کرنا تھا اس سے ایک رات قبل رؤف اور عسکری ایک سفید آلٹو کار چھین لائے۔ اس دوران سلیم آگیا اور اس نے گاڑی کی نمبر پلیٹ تبدیل کی۔ سلیم اپنے ساتھ ایک بیگ لایا تھا جس میں تین کلاشنکوفیں، ایک ٹی ٹی اور ایک نائن ایم ایم پستول تھا۔

اگلے دن کلب عباس، عسکری اور میں اپنی اپنی موٹر سائیکلوں پر رؤف کے گھر پہنچے۔ وہاں سے ہم چاروں سفید کار میں بیٹھ کر مفتی شامزئی کے گھر کی طرف گئے۔ میں نے دیکھا کہ مفتی شامزئی کی گاڑی باہر نکل رہی ہے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو رؤف اور عسکری گاڑی سے اترے اور کلاشنکوف لے کر مفتی نظام الدین شامزئی کی گاڑی کی طرف بھاگے اور فائرنگ شروع کردی۔ میں نے بھی کار سے کلاشنکوف نکالی اور فائرنگ شروع کردی۔ اس واردات کے بعد ہم سلیم کے گھر گئے۔ وہاں سے اپنی موٹر سائیکلیں لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اس واقعہ کے تقریباً ۹ دن بعد میرے پاس رؤف کا فون آیا، اس نے کہا میرے گھر آجاؤ۔ میں وہاں پہنچا تو عسکری بھی وہاں موجود تھا۔ رؤف نے کہا کہ مفتی جمیل کا ”کام“ کرنا ہے، وہ نمائش چورنگی پر ہوتے ہیں، ان کی ریکی تم کرو گے۔ اس ہدایت پر میں نے مفتی جمیل احمد کی ریکی شروع کردی اور دو دن تک ان کے معمولات کو نوٹ کرتا رہا۔ پھر تمام تفصیلات سے رؤف کو آگاہ کردیا۔ اس کے بعد ہم نے انہیں ٹارگٹ کرنے کی منصوبہ بندی کی اور انہیں ان کے گھر کے قریب فائرنگ کر کے ہلاک کردیا۔ ان کے ساتھ مولانا نذیر تونسوی بھی مارے گئے۔ اس کارروائی میں رؤف، میں اور عسکری شامل تھے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۴ پر)

طالبان کمانڈر معلم اول گل گوانتا ناموبے میں شہید کردیے گئے۔

۲فروری ۲۰۱۱ءکو گوانتا ناموبے میں قید طالبان کمانڈر معلم اول گل کوشہید کردیا گیا۔معلم اول گل کو ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ءکو جلال آباد سے گرفتار کر کے گوانتا ناموبے منتقل کیا گیا تھا۔معلم اول گلؒ کی شہادت 'انسانی حقوق' کا دم بھرنے والی صلیبی طاقتوں کی وحشت و درندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایک جانب سابق امریکی وزیر دفاع رمزفیلڈ کہتا ہے کہ ''گوانتا ناموبے دنیا کی بہترین جیل ہے'' جبکہ دوسری طرف اسی ''بہترین جیل'' میں مجاہدین پر تعذیب اور تشدد کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔اِنہی مظالم کی منہ بولتی تصویر معلم اول گلؒ کی صورت میں سامنے آئی جنہیں ۷ فروری کو جلال آباد شہر میں سپرد خاک کردیا گیا۔اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی رحمتوں اور مغفرتوں سے ڈھانپ لے اور اُنہیں زمرۂ شہدا میں شامل فرمائے۔آمین

باجوڑ،مہمند آپریشن:13 ہزار سے زائد گھر تباہ ہوئے،وفاقی وزیر سیفران

پشاور....وفاقی وزیر سیفران شوکت اللہ نے کہا ہے کہ باجوڑ اور مہمند ایجنسی میں آپریشن کے دوران تیرہ ہزار سے زیادہ گھر تباہ ہوئے۔وہ پشاور میں میڈیا سے بات چیت کر رہے تھے۔وفاقی وزیر سیفران شوکت اللہ نے کہا کہ باجوڑ اور مہمند ایجنسی میں تباہ شدہ مکانات کے سروے کا کام مکمل کرلیا گیا ہے۔انہوں نے بتایا کہ باجوڑ ایجنسی میں 9 ہزار اور مہمند ایجنسی میں 4 ہزار گھر تباہ ہوئے۔حکومت کی کوشش ہے کہ تباہ شدہ مکانات کے مالکان کو جلد ہی معاوضہ ادا کردیا جائے۔شوکت اللہ نے بتایا کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے وعدہ کیا ہے کہ قبائلی علاقوں کو سوئی گیس فراہم کی جائیگی۔وفاقی وزیر نے بتایا کہ وفاقی قائمہ کمیٹی برائے سیفران نے وفاقی حکومت کو تجویز دی ہے کہ قبائلی علاقوں میں شہید ہونیوالے لیویز اہل کاروں اور خاصہ داروں کو ملک کے دیگر صوبوں میں شہید ہونے والے سیکورٹی اہلکاروں کے برابر مراعات دی جائیں۔ (یہ خبر جنگ ۱۹ فروری کو روزنامہ جنگ کی ویب سائٹ پر شائع ہوئی۔)
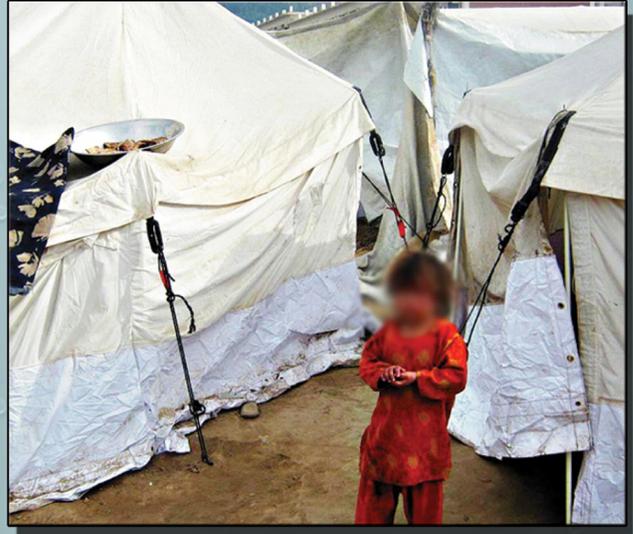
باجوڑ سے نقل مکانی کرنے والے خاندان کی ایک بچی لوئر دیر کے کیمپ میں خیمے کے باہر کھڑی ہے۔

۳۰ جنوری کو قندھار کا نائب گورنر عبدالطیف آشنا ایک فدائی کارروائی میں ہلاک ہوگیا۔تفصیلات کے مطابق عبدالطیف آشنا کی گاڑی کو اُس وقت نشانہ بنایا گیا جب وہ دفتر جانے کے لیے گھر سے نکلا،اس دوران ایک فدائی مجاہد نے بارودی موٹر سائیکل کو اُس کی گاڑی سے ٹکڑا دیا،جس سے نائب گورنر قندھار ہلاک اور اُس کے دو دیگر ساتھی اور ۴ محافظ زخمی ہوگئے۔

نصرتِ ا

بغداد کے نواحی علاقے محمودیہ میں مقامی امن لشکر ایک فدائی مجاہد کے ہاتھوں انجامِ بد سے دوچار ہوا۔

صلیبیوں کی رسد......مجاہدین کے نشانے پر

’مٹے‘‘ نامیوں‘‘ کے نشاں کیسے کیسے

یہ صلیبی جنگ نہیں تو اور کیا ہے؟

الٰہی کے مظاہر: امریکی ہیلی کاپٹر کی تباہی کے بعد کا منظر

اللہ کی نصرت بمقابلہ ٹیکنالوجی: جدید ترین ہموی گاڑی کا دیسی بم سے ''علاج''

۱۹فروری کوجلال آباد میں ہونے والے فدائی حملے
کے بعدعمارت سے دھواں اٹھتا ہوادکھائی دے رہا ہے

۸ فروری کوسبی میں نیٹو آئل ٹینکر پر حملے کے بعدٹینکرآگ کی لپیٹ میں

۱۴فروری کوکابل میں فدائی حملے کے بعدتباہی کا منظر

۲۵ فروری کوپشاور میں نیٹوٹرمینل پر حملے میں ۴۰ آئل ٹینکرتباہ

16 جنوری 2011ء تا15 فروری 2011ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	6 عملیات میں 8 فدائین نے شہادتیں پیش کیں	گاڑیاں تباہ:	150
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	96	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	241
ٹینک، بکتر بند تباہ:	216	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	105
کمین:	90	جاسوس طیارے تباہ:	3
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	40	ہیلی کاپٹر وطیارے تباہ:	2
مرتد افغان فوجی ہلاک:	548	صلیبی فوجی مردار:	790
سپلائی لائن پر حملے:	52		

صلیبیوں کا اہم ہتھیار............مقامی لشکر

مصعب ابراہیم

موجودہ صلیبی جنگ کی صورت میں ایمان اور ٹیکنالوجی، شوقِ جنت اور دنیا پرستی، جذبہ شہادت اور ہوسِ زر، آخرت کی سرخروئی اور دنیا کی زیب و زینت کے حصول کے مابین معرکے جاری ہیں۔اس جنگ میں جہاں اللہ کے کچھ بندے فقط اُسی کی عطا کردہ توفیق کے ذریعے اپنے رب سے کیے ہوئے سودے کو چُکا رہے ہیں، وہیں حبِّ دنیا کے اسیر صلیبیوں کی چوکھٹوں پر سجدہ ریزی اور اُن کی تابعداری کو کامیابی کی ضمانت گردانتے ہیں۔دنیا بھر میں کفار کے لشکر، ابطالِ اسلام کے ہاتھوں سخت ترین شکست کا مزہ چکھ رہے ہیں۔لیکن یہ شکست خوردہ کفر یہ افواج ڈالروں کی چکاچوند سے بہت سے نامرادوں کے دلوں کو لبھا کر اُنہیں مجاہدین کے خلاف کھڑا کر رہی ہیں۔جس کے نتیجے میں ایمان کی دولت کے بدلے دنیا کے ثمنِ قلیل کو حاصل کر لینے والے مرتدین، یہود و نصاریٰ کے تحفظ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

عراق، افغانستان اور پاکستان میں صلیبی افواج اور اُن کے 'فرنٹ لائن اتحادی' مجاہدین کے ہاتھوں بُری طرح پِٹے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے مقامی طور پر ایسے افراد اور گروہوں کو مجاہدین کے مقابلے کے لیے تیار کیا جو مراعات، نوکریوں اور ڈالروں کی خاطر اسلام سے بغاوت کرنے کو تیار بیٹھے تھے۔ان گروہوں کو اسلحہ اور سازوسامان سے لیس کیا گیا، میر جعفر و میر صادق کے کردار میں ڈھلے ہوئے یہ گروہ دشمنانِ اسلام کا اہم ہتھیار ثابت ہوئے۔

عراق میں شیخ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ کی قیادت میں مجاہدین نے امریکہ اور اتحادی افواج کا شکار کرنا شروع کیا۔بغداد، فلوجہ، کرکوک، تکریت، رمادی، حدیثیہ، بصرہ، موصل، سامرا اور بعقوبہ کی فضاؤں میں تکبیر کے غلغلے بلند ہوتے رہے اور اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتی ان آوازوں میں صلیبی لشکر کے ''بہادر'' سپاہی، مجاہدینِ اسلام کے خنجروں اور ہتھیاروں سے واصلِ جہنّم ہوتے رہے۔امریکہ عراق کی دلدل میں دھنستا چلا جارہا تھا اور مجاہدین ہر نئے دن کے ساتھ اُس پر کاری ضربیں لگا رہے تھے۔عراق میں مجاہدین کے ہاتھوں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی آنے والی اس شامت کا مشاہدہ پوری دنیا نے کیا۔اس صورت میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ''دسترخوان'' بچھایا اور دنیا کے حریص، کوڑے کے ڈھیر پر پڑے مردہ بکری کے بچے کو ایمان کے عوض خریدنے والے اور خواہشات کے اسیر اس دسترخوان پر ٹوٹ پڑے۔

امریکہ اور صلیبی اتحادیوں نے عراقی صوبہ الانبار میں غدارانِ امت کو ''دانہ پانی'' ڈالنا شروع کیا۔برطانوی فوج کے لیفٹیننٹ جنرل گریم لیمب کی کوششوں سے ستمبر ۲۰۰۶ میں الانبار میں الانبار سالویشن کونسل قائم کی گئی۔اس اقدام کے پیچھے یہ ذہنیت کارفرما تھی کہ القاعدہ کا توڑ مقامی عرب ہی کر سکتے ہیں۔اس کونسل میں بتدریج چالیس کے قریب قبائل کے سردار شامل ہوگئے اور عبدالستار نامی امریکی آلہ کار اس کا سربراہ مقرر ہوا۔بعث پارٹی کے قوم پرست بڑی تعداد میں اس میں شامل ہوئے۔اس امریکی ''خوان'' سے شکم کی آگ بجھانے، خواہشات کی بھٹی کو سلگانے اور نارِ جہنّم کو بھڑکانے کے لیے ہزاروں غداران جمع ہوئے۔''روشن مستقبل''، نوکریاں، رقوم کی بے دریغ فراہمی، اسلحہ اور دیگر سازوسامان کی وافر مقدار کے حصول کے لیے بہت سے لوگ اس کریہہ عمل کا حصّہ بنے۔اس کے بعد عراق کے سنی اکثریتی صوبوں میں یہ روایتِ بد چل نکلی اور متعدد علاقوں میں اس تجربے کو دہرایا گیا۔

امریکہ کی یہ چال کسی حد تک لیکن وقتی طور پر کامیاب رہی اور تحریکِ جہاد کو عارضی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کو آزمائش کی گھاٹیوں سے گزارتا ہے، تکالیف اور صعوبتوں سے اُن کا پالا پڑتا ہے، مصائب اور مشکلات سے اُنہیں نبرد آزما ہونا پڑتا ہے اور نتیجتاً وہ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ان تمام کٹھنائیوں کو انگیز کرتے ہوئے بمثلِ کندن کامیابی وکامرانی کی منازل کو جا پہنچتے ہیں۔عراق میں تحریک جہاد کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور مجاہدینِ اسلام ان اعصاب شکن حالات میں بھی استقامت اور عزیمت کے ساتھ راہِ جہاد میں ڈٹے رہے، جس کے نتیجے میں یہود و نصاریٰ کو حاصل ہونے والے یہ عارضی فوائد بھی زائل ہوتے چلے گئے۔۱۳ ستمبر ۲۰۰۷ء کو عبدالستار ایک فدائی حملے میں ہلاک ہوگیا۔اب مجاہدین سرزمینِ دجلہ وفرات میں پوری قوت سے موجود ہیں اور اللہ کے دین کے دشمنوں کا ہر محاذ پر بے جگری سے مقابلہ کررہے ہیں۔اب ہر روز مجاہدین کی کارروائیوں میں صلیبی فوجی بھی نشانہ بنتے ہیں، اُن کے مراکز کو بھی ہدف بنایا جاتا ہے، عراقی حکومت کے کارندوں، عراقی پولیس، فوج، روافض اور مقامی لشکروں کے خلاف بھی کارروائیاں کی جاتی ہیں۔

افغانستان میں بھی طالبان کے مقابلے میں بے بس اور لاچار ہونے کے بعد صلیبیوں نے عراق میں آزمائے گئے منصوبے کو آزمانا چاہا۔لیکن افغان سرزمین پر کفار کو اس میدان میں بھی مایوسی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔نومبر ۲۰۰۸ء میں کینیڈا میں منعقد ہونے والے نیٹو کے وزرائے دفاع کانفرنس میں امریکی وزیرِ دفاع رابرٹ گیٹس نے افغانستان کے لیے یہ منصوبہ پہلی بار پیش کیا تھا۔آزمائشی طور پر پینٹا گون نے اُسی سال اس نئے منصوبے کا آغاز کرنا تھا۔منصوبہ یہ تھا کہ افغان صوبوں کنڑ، پکتیا، ننگرہار، خوست و مشرقی اضلاع میں مقامی نوجوانوں کے لشکر بنا کر انہیں جدید عسکری ٹریننگ دینے کا کام شروع کیا جائے اور اس مقامی ملیشیا کو جدید ترین اسلحے اور بھاری فنڈز سے لیس کیا جائے گا۔۲۰۰۸ کے اواخر اور ۲۰۰۹ء کے ابتدائی مہینوں میں عالمی ذرائع ابلاغ میں اس منصوبے کا خوب چرچا رہا لیکن بات ''چرچے'' سے آگے نہ بڑھ سکی۔

اس منصوبے کے تحت افغان عوام کو لالچ دیا گیا کہ وہ ڈالروں کے عوض طالبان کے خلاف مقامی لشکر تیار کریں۔اگرچہ کرزئی نے اس منصوبے کی مخالفت کی لیکن امریکی نہیں مانے۔چنانچہ اس کے بعد افغان حکومت کے عہدیدار اور گورنر ڈالر بٹورنے کے لیے اپنے لوگوں کو جعلی طالبان بنانے یا پھر وقتی طور پر انہیں طالبان کی صفوں میں شامل کرنا شروع ہوگئے۔وہ پھر آکر امریکیوں سے سودا کر لیتے کہ فلاں جگہ پر اتنے طالبان ہتھیار پھینکنے یا لشکر میں شامل ہونے پر آمادہ ہیں اور بھاری رقوم لے کر وہ اپنے ہی لوگوں کو واپس بلا کر امریکیوں کے سامنے پیش

کرتے رہے۔اسی طرح ننگر ہار صوبے میں شنواری قبیلے کے چند افراد نے سی آئی اے سے کئی ملین ڈالر یہ کہہ کر لیے کہ شنواریوں کا پورا قبیلہ طالبان کے خلاف لشکر کشی کر رہا ہے۔

افغانستان میں امریکی فوج کے سابق کمانڈر میک کرسٹل نے عراق میں اس عمل کے منصوبہ ساز جنرل گریم لیمب کو افغانستان میں بھی یہی 'ٹاسک' دیا لیکن اس ضمن میں اُسے افغانستان کے مسلمانوں کی طرف سے خاص مثبت اشارے نہیں مل سکے۔فروری ۲۰۱۰ء میں امریکی فوجی سربراہ مائیک مولن نے قندھار کا دورہ کیا، جس میں اُس نے 'قبائلی عمائدین' کو کہا کہ وہ طالبان کے خلاف رائے عامہ ہموار کریں اور قبائلی لشکر تشکیل دیں۔اگرچہ یہ تمام 'عمائدین' امریکی وظیفہ خوار ہی تھے لیکن اُنہوں نے مولن کی بات کو رد کر دیا۔

صلیبی اتحاد کے ہراول دستے میں شامل پاکستانی فوج نے ہو بہو کفریہ افواج کے راستوں اور طریقوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آزاد قبائل اور پاکستان میں قبائلی لشکر، امن لشکر اور امن کمیٹیوں کے نام سے گروہوں کو کھڑا کیا۔ان گروہوں کے ذریعے مجاہدین کی قوت کو ختم کرنا مقصود ہے۔وزیرستان، خیبر، کرم، اورکزئی، مہمند، باجوڑ، سوات، دیر، بونیر، چارسدہ اور پشاور سمیت مختلف علاقوں میں ایسے جتھوں کو مجتمع کیا گیا۔ان گروہوں کی پیٹھ ٹھونکی جاتی ہے اور اُنہیں پیسوں، اسلحہ، نوکریوں، وسائل کا لالچ دے کر مجاہدین کے خلاف کھڑا کیا جاتا ہے۔وزیرستان کے بدنام زمانہ ڈاکوؤں کے گروہ کے سرغنہ ہندوستان بیٹنی، ترکستان بیٹنی، زین الدین محسود اور سوات کے پیر سمیع اللہ جیسے قبیل کے افراد ان گروہوں کے کرتا دھرتا تھے۔گیارہ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو راولپنڈی میں جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے اجلاس میں مجاہدین کے خلاف مقامی لشکر کشی کی پالیسی کے فوائد کا جائزہ لیا گیا اور اس پالیسی کو جاری رکھنے اور بتدریج ترقی دینے کے احکامات دیے گئے۔

اس پالیسی کی ترویج کے فیصلے پر تیرہ اکتوبر ۲۰۰۸ کو کیا گیا اس حوالے سے بی بی سی کا تبصرہ ملاحظہ ہو" پاکستان کے قبائلی علاقوں میں برس ہا برس کی ناکامیوں کے بعد اب وہاں نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ چلانے والوں نے ایک اور پتہ قبائلی لشکروں کی تشکیل کی صورت میں پھینکا ہے۔قبائلی علاقوں میں تعینات ایک لاکھ اسی ہزار بہترین تربیت یافتہ سکیورٹی فورسز کے اہلکار اگر گزشتہ سات برسوں میں حکام کے مطابق چند ہزار شدت پسندوں پر قابو نہیں پاسکے تو ایسے میں مسلح قبائلی لشکروں کی کامیابی کے امکانات کیا ہیں؟ کئی پاکستانی پھر یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کہ اگر شدت پسندوں کا مقابلہ بالآخر عام شہریوں ہی کرنا تھا تو پھر اربوں روپے سکیورٹی فورسز پر خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر بجلی کے لیے اپنے جنریٹر، پانی کے لیے اپنی بورنگ اور سکیورٹی کے لیے اپنے لشکر ہی تشکیل دینے تھے تو حکومت کی اور سکیورٹی اداروں کی کیا ضرورت ہے؟ بعض اطلاعات کے مطابق حکومت نے قبائلیوں کو شدت پسندوں کے خلاف کارروائی کی مکمل چھوٹ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ان کو یہ پیغام دیے جا رہے ہیں کہ 'مارو جتنے شدت پسند مار سکتے ہو تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی'۔" دیر بالا میں دوغ درہ، دیر زیریں میں واڑی دیر کے سلطان خیل اور پائندہ قبائل، باجوڑ ایجنسی میں سالارزئی، اورکزئی میں غلجو اور ڈبوری اور مہمند ایجنسی میں امبار اور بائیزائی میں یہ لشکر زیادہ سرگرم رہے۔

ان لشکروں نے مجاہدین کے خلاف صف آرائی شروع کی۔ایک طرف پاکستانی فوج اور اُس کے خفیہ ادارے مجاہدین پر چڑھائی کر رہے تھے، ڈرون میزائل حملوں اور جیٹ طیاروں کی بے دریغ بمباری کی صورت میں اُنہیں امریکہ کی پوری امداد حاصل تھی۔جبکہ دوسری جانب یہ قبائلی لشکر مجاہدین کی تاک میں رہتے تھے۔ایسے مشکل اور کٹھن حالات میں مجاہدین اللہ کی نصرت کے سہارے یہ چومکھی لڑائی لڑ رہے تھے۔ان لشکروں نے کئی مجاہدین کو بے دردی سے شہید کیا، ۲۰۰۸ء کے وسط میں بونیر کے علاقے شل بانڈئی میں ۶ طالبان کو شہید کرنے کے بعد اُن کی لاشوں کو گاڑیوں سے باندھ کر پورے علاقے میں گھسیٹا گیا۔اس حیوانیت پر خوش ہو کر شیطان ملک نے امن لشکر کو کیا انعام دیا، بی بی سی سے بات کرتے ہوئے امن لشکر کے رکن فخر عالم نے کہا کہ" جب انہوں نے چند ماہ قبل چھ طالبان کو لشکر کشی کر کے مارا تو پشاور میں مشیرِ داخلہ رحمان ملک نے میڈیا کے ذریعے اعلان کیا کہ اس گاؤں کو پچاس لاکھ روپے اور ہر شخص کو کلاشنکوف دی جائے گی"۔طالبان قیادت نے اس بہیمیت کا خوب اچھی طرح قصاص لیا اور چند ہی دنوں بعد ہونے والے ضمنی الیکشن کے موقع پر فدائی حملہ کر کے قبائلی لشکر کے اکثر ارکان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔اسی طرح اٹھارہ اگست ۲۰۰۹ء کو امن کمیٹی کے ارکان نے تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان مولوی عمر کو گرفتار کروایا۔مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی کے علاقے سم غنی کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان مولوی عمر اور ان کے دو ساتھیوں وحید اللہ اور حنیف اللہ کو امن کمیٹی کے رضا کاروں نے اس وقت گرفتار کیا جب وہ خیبر ایجنسی سے پیدل باجوڑ جا رہے تھے۔ان لشکروں اور امن کمیٹیوں نے سوات، مالاکنڈ میں بالخصوص جبکہ دیگر آزاد قبائلی علاقوں اور بندوبستی شہروں میں بالعموم مجاہدین کے خلاف متعدد بار کارروائیاں کیں اور مجاہدین کو نقصان پہنچایا۔

جواب میں مجاہدین نے بھی کم وبیش پچھلے تین سال کے عرصے میں ان عناصر کو اپنے خصوصی اہداف میں سرفہرست رکھا۔ان لشکروں اور امن کمیٹیوں کے خلاف طالبان کی چند اہم اور کامیاب کارروائیاں اس طرح ہیں:

☆ ۲۵ جون ۲۰۰۸ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے جنڈولہ میں بیٹنی قبیلہ سے تعلّق رکھنے والی امن کمیٹی کے ۲۸ ارکان کو قتل کر دیا گیا۔

☆ ۲۱ جولائی ۲۰۰۸ء کو باجوڑ کی تحصیل ماموند کے ایک سرکردہ قبائلی سردار ملک شاہ جہاں کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی، جس کے نتیجے میں ملک شاہ جہاں ہلاک ہو گیا۔وقوعہ کے وقت ملک شاہ جہاں پشاور میں گورنر سرحد کی طرف سے بلائے گئے جرگہ میں شرکت کے لیے جا رہا تھا۔شاہ جہاں کا تعلّق ترکانی قبیلے سے تھا اور اس نے سب سے پہلے مقامی طالبان کیخلاف لشکر بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور بیشتر مجاہدین کے گھروں کو نذرِ آتش بھی کیا۔

☆ ۲۶ اگست ۲۰۰۸ء کو باجوڑ میں دو سرکردہ قبائلی ملکان ملک شاہ زرین اور ملک بختیار کو راکٹ حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔سلارزئی تحصیل میں حکومتی حمایتی قبائلی مشران علاقے میں طالبان کے خلاف لشکر کشی کی تیاری کر رہے تھے، جس میں یہ دونوں سردار پیش پیش تھے۔

☆ دس اکتوبر ۲۰۰۸ء کو اورکزئی ایجنسی میں تحصیل غلجو کے قریب حدیزئی کے مقام پر علی خیل قبیلے کی ذیلی شاخ خانکی کے قبائلی مشران جرگے میں بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے فدائی

حملہ کیا گیا،اس کارروائی میں ۷۰ قبائلی مشران ہلاک ہوئے۔جرگے میں شرکت کے لیے آئے ایک قبائلی سردار قیمت خان اورکزئی نے 'رائٹرز' کو بتایا کہ '' ہم اس وقت طالبان کو علاقے سے نکالنے کے لیے ایک لشکر تیار کر رہے تھے کہ عین اس وقت حملہ ہو گیا''۔

☆۶ نومبر ۲۰۰۸ء کو باجوڑ ایجنسی میں سلارزئی کے باٹ مالئی کے علاقے میں طالبان مخالف جرگہ ہو رہا تھا۔اس جرگے پر بم حملے میں طالبان مخالف لشکر کے سربراہ فضل کریم سمیت ۱۹ قبائلی سردار ہلاک اور ۱۵ زخمی ہو گئے۔

☆۱۶ نومبر ۲۰۰۸ء کو باجوڑ ایجنسی میں قبائلی لشکر اور طالبان کے مابین ہونے والی جھڑپ میں ۲ قبائلی مشران ملک فضل معبُود اور ملک جندر ہلاک جبکہ دیگر ۴ زخمی ہو گئے۔

☆۲۰ نومبر ۲۰۰۸ء کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے بدان گاؤں میں ایک دھماکے میں طالبان مخالف لشکر کا سربراہ ملک رحمت اللہ اپنے دیگر ۹ ساتھیوں سمیت مارا گیا۔

☆۱۴ دسمبر ۲۰۰۸ء کو پیر سمیع اللہ خان کو چار ساتھیوں سمیت سوات میں قتل کر دیا گیا۔

☆۲۸ دسمبر ۲۰۰۸ء کو ضلع بونیر کے علاقے شل بانڈئی میں پولنگ بوتھ پر ہونے والے بم دھماکے میں امن لشکر کے ۳۳ افراد ہلاک ہو گئے۔

☆۲ فروری ۲۰۰۹ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں امن کمیٹی کے ممبر منور حسین شاہ کو قتل کر دیا گیا۔

☆۲۳ جون ۲۰۰۹ء کو زین الدین محسود کو قتل کر دیا گیا۔

☆ یکم جولائی ۲۰۰۹ء کو خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے ٹیڈی میں حکومت کے حامی سرکردہ قبائلی ملک اور کوکی خیل قبیلے کے قبائلی سردار ملک گلی شاہ کو اُس کے دو محافظوں سمیت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

☆۸ جولائی ۲۰۰۹ء کو پشاور میں طالبان کے خلاف لشکر تشکیل دینے والے ایک قبائلی سردار ملک زردادخان کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔اے ایف پی کے مطابق '' وہ طالبان کے خلاف ایک قبائلی لشکر منظّم کر رہا تھا اور اس سلسلے میں دیگر قبائلی عمائدین سے اس کی مشاورت چل رہی تھی''۔اس سے ایک ہفتہ قبل ایک اور حکومت نواز قبائلی سردار گلی شاہ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

☆۱۳ اگست ۲۰۰۹ء وانا بازار میں حکومتی حمایت یافتہ قبائلی سردار اور قبائلی لشکر کے رکن ملک خادین کو بم حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

☆۱۸ اگست ۲۰۰۹ء کو مہمند ایجنسی کی تحصیل لکڑو میں شہزاد گل اور رسول شاہ کو قتل کر دیا گیا،یہ دونوں مہمند ایجنسی میں امن کے سرگرم رکن تھے۔

☆۸ نومبر ۲۰۰۹ء کو پشاور میں متنی کے علاقے آدیزئی میں ایک فدائی کارروائی میں علاقے کا ناظم عبدالمالک اپنے ۹ ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔عبدالمالک معروف طالبان مخالف سردار تھا اور حکومت کے ساتھ مل کر طالبان کے خلاف کئی بار لشکر کشی کر چکا تھا۔

☆۱۴ جنوری ۲۰۱۰ء کو مہمند ایجنسی میں حکومت کے حامی خویزی امن کمیٹی کے سربراہ ملک محمد اکبر کی گاڑی کو حلیم زئی تحصیل کے علاقے دورباخیل میں بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا،ملک محمد اکبر ہلاک ہو گیا۔یاد رہے کہ خویزی امن کمیٹی نے ہی تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان مولوی عمر کو گرفتار کروایا تھا۔

☆۱۷ جنوری ۲۰۱۱ء کو سوات کے علاقے چارباغ میں امن کمیٹی چارباغ کے رکن عبدالحق کو اغوا کر لیا گیا۔

☆۱۳ مارچ ۲۰۱۰ء کو مہمند ایجنسی کی کوڈاخیل امن کمیٹی کے سربراہ حاجی لعل بادشاہ کو پشاور کے علاقے بخشو پل میں اُس کے دو محافظوں سمیت قتل کر دیا گیا۔

☆مئی ۲۰۱۰ء کو مہمند ایجنسی میں امن لشکر کے سربراہ ملک تاج محمد کو دو محافظوں سمیت فدائی حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

☆۱۰ جولائی ۲۰۱۰ء کو مہمند ایجنسی کے علاقے یکہ غنڈ میں اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں امبار امن کمیٹی اجلاس کے دوران میں فدائی حملہ کیا گیا۔اس کارروائی میں ۱۰۰ سے زاید افراد ہلاک ہوئے۔

☆۹ ستمبر ۲۰۱۰ء کو دیر کے علاقے ڈوگ درہ سے تعلّق رکھنے والے تین افراد محمد رسول، نثار خان اور خوائیداد خان' جو کہ طالبان کے خلاف لڑنے والے لشکر میں شامل تھے' کو چترال میں قتل کر دیا گیا۔

☆۲۷ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں دھماکے میں امن کمیٹی کا سربراہ عمل گل زخمی ہو گیا۔

۲۶ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو سوات کے علاقے کبل سے تعلّق رکھنے والے نثار احمد کو' جو کہ کبل امن کمیٹی کا رکن بھی تھا' کراچی کے علاقے ولیکا چورنگی کے قریب فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

☆۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو چارسدہ میں تھانہ بٹہ گرام کے علاقے میں عوامی نیشنل پارٹی سے تعلّق رکھنے والی امن کمیٹی کے سربراہ نیاز علی کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

☆۲۵ دسمبر ۲۰۱۰ء کو باجوڑ میں سلارزئی قبیلہ کے جرگے پر فدائی حملہ کیا گیا،جس میں ۴۰ افراد ہلاک اور ۶۰ زخمی ہوئے۔

☆۱۳ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو کرم ایجنسی میں تین قبائلی سرداروں گل احمد شاہ، داؤد خان اور نور جانان کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ان تینوں قبائلی سرداروں نے تین ماہ قبل وسطی کرم کے علاقہ نیکہ زیارت میں مجاہدین کے خلاف لشکر تیار کیا تھا۔

☆ یکم فروری ۲۰۱۱ء کو بنوں سے ملحقہ نیم قبائلی علاقے جانی خیل میں امن کمیٹی کے ۹ ارکان کو فائرنگ کر کے قتل اور متعدد کو زخمی کر دیا گیا۔ہلاک ہونے والوں میں سرکردہ قبائلی سردار بھی شامل ہیں۔

☆ یکم فروری ۲۰۱۱ء کو مہمند ایجنسی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں امن کمیٹی کا سربراہ ملک اجمل خان اپنے پانچ ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔

لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُم مِّنَ اللّهِ مِن وَاقٍ (الرعد: ۳۴)

'' ان کو دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے۔
اور ان کو خدا (کے عذاب سے) کوئی بھی بچانے والا نہیں''۔

امریکہ اپنی ڈوبتی معیشت اور دگرگوں مالی حالت کے پیشِ نظر اب ان لشکروں پر زیادہ امداد خرچ نہیں کر رہا۔دوسری جانب اس مد میں جو تھوڑی بہت امداد حاصل ہو رہی ہے وہ پاکستانی فوج کے جنرلوں ہی کے شکم بھر رہی ہے۔اور پاکستانی فوج اور حکومت اب ان قبائلی لشکروں سے

چاہتے ہیں کہ وہ طالبان کے ہاتھوں ہلاکتیں بھی برداشت کریں اور وسائل بھی اپنے ہی استعمال کریں۔ گویا 'ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے' کے مصداق امریکی امداد تو اپنی جیبوں میں اور جعفر وصادق کی اولادوں سے تقاضا کہ خود ہی لڑو مرو، ہمارے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ پشاور کے مضافاتی علاقے ادیزئی میں قومی لشکر کا سربراہ دلاور خان ایک نشریاتی ادارے کو انٹرویو کے دوران اپنے اسی غم کا رونا رو رہا ہے۔ ان الفاظ میں دولتِ دنیا، آسائشوں، سہولتوں، نوکریوں اور ڈالروں کے عوض کفر کا ساتھ دینے والوں کے لیے بڑا سبق پنہاں ہے۔ اُس نے کہا ''پچھلے دو برسوں سے وہ ہزاروں مسلح رضا کاروں سمیت شدت پسندوں کے خلاف لڑائی لڑ رہے ہیں۔ حکومت نے ان سے کئی قسم کے وعدے کیے تھے جن میں ہتھیار، راشن اور تیل کی فراہمی وغیرہ شامل ہے لیکن ابھی کوئی بھی وعدہ پورا نہیں کیا گیا بلکہ اس دوران وہ خود اپنے وسائل سے جنگ لڑتے رہے۔ ہمارے وسائل ختم ہورہے ہیں۔ ہم میں مزید لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ اگر حکومت اپنے وعدے پوری کرتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم مزید یہ لڑائی نہیں لڑ سکتے۔ اب تک علاقے کے لوگ خود اپنا سامان استعمال کررہے تھے حالانکہ حکومت یہ سب چیزیں فراہم کرنے کے کئی مرتبہ وعدے کرچکی ہے۔ اگر آدیزئی اور بازید خیل کے عوام لشکر نہ بناتے تو طالبان پشاور پر کب کا قبضہ کرچکے ہوتے۔ رمضان کے مہینے میں ان کے لشکر کے چند اہم ساتھی طالبان کے ایک فدائی حملے میں ہلاک ہوئے تھے لیکن ابھی تک حکومت کی طرف سے متاثرہ خاندانوں کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ہے۔ ہم قربانی دے رہے ہیں اور حکومت کی جنگ لڑ رہے ہیں لیکن پھر بھی یہ سلوک ہورہا ہے۔ اگر ملک کے کسی اور علاقے میں اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو دوسرے ہی دن متاثرہ خاندانوں کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اب تک اس جنگ میں ہمارے پینتالیس رضا کار ہلاک ہوچکے ہیں جن میں آدیزئی لشکر کے سربراہ عبدالمالک، نائب سربراہ حاجی علی احمد اور حاجی مراد سمیت کئی اہم افراد شامل ہیں''۔

فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (الزمر: ٢٦)

''پھر ان کو خدا نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے کاش یہ سمجھ رکھتے''۔

مجاہدین ان غدار خوانین، ملکان اور سرداروں میں سے کسی کو چھوڑنے والے نہیں۔ سوات، ملاکنڈ، باجوڑ، کرم اور کرزئی سمیت تمام قبائلی علاقوں اور سرحد کے تمام اضلاع میں موجود ان قبائلی لشکروں نے انتہائی کٹھن حالات میں مجاہدین پر وار کیے ہیں۔ اب حساب بے باق کرنے کا وقت آئے گا تو پاکستانی فوج کے ساتھ دینِ اسلام کے یہ غدار بھی اپنے لیے وہی انجام سامنے دیکھیں گے جس کے یہ دنیا و آخرت میں مستحق ہیں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (البقرة: ٨٦)

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی سو نہ تو ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (اور طرح کی) مدد ملے گی''۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: علمائے دین کو شہید کرنے والے قاتل شیعہ گروہ کے اعترافات

اس واقعہ کی ایف آئی آر نمبر 312/2004 زیر دفعہ 302/304 تھانہ جمشید کوارٹر میں درج ہے۔ مذکورہ واردات کے بعد ہم نے ۲۰۰۵ء میں مفتی عتیق الرحمٰن کو فائرنگ کرکے ہلاک کیا۔ ان کے قتل کی ہدایت بھی رؤف نے دی تھی کیونکہ یہ ٹاسک بھی اسی یو ایس بی میں شامل تھا۔ اس واردات میں رؤف اور عسکری میرے ساتھ تھے۔ اس کی ایف آئی آر نمبر 315/2005 پریڈی تھانے میں درج ہے''۔

سپاہ محمد کے گرفتار ہونے والے دوسرے دہشت گرد سید علی مہدی عرف عرفان سلمان نے جوائنٹ انٹروگیشن ٹیم کو بتایا کہ ''میرا نام سید علی مہدی عرف سلمان ہے۔ میں نارتھ ناظم آباد میں پیدا ہوا اور انٹر تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد کے ای ایس سی میں ملازم ہوگیا۔ اس دوران میری ملاقات سید ابرار حسین رضوی سے ہوئی۔ ابرار حسین کا تعلّق سپاہ محمد سے تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم جعفر طیار سوسائٹی آؤ ہم تمہیں اپنا سیٹ اپ دکھاتے ہیں۔ میں وہاں گیا تو مجھے امام خمینی ہسپتال کے قریب لے گیا۔ اس نے بتایا کہ ہم سپاہ صحابہ والوں کے خلاف کام کررہے ہیں۔ تم ہمارے گروپ کا حصّہ بن جاؤ، میں نے تمہارے اندر وہ شدت دیکھی ہے جو ہم میں ہے، ہم تمہارا ہر طرح سے ساتھ دیں گے۔ میں نے انکار کیا تو اس نے کہا کہ تمہاری مالی پریشانیاں بھی دور ہوجائیں گی۔ پھر اس نے مجھے ایک ہنڈا 125 موٹر سائیکل کی چابی دی اور کہا کہ یہ آج سے تمہاری ہوئی کیونکہ تم نے ہمیں جوائن کرلیا ہے۔ مئی ۲۰۱۰ء میں ایک دن ابرار نے مجھے بلایا اور کہا کہ تیموریہ میں سپاہ صحابہ کا معاویہ نامی ایک لڑکا رہتا ہے، اس کو ٹارگٹ کرنا ہے، اس کی ریکی کا کام مجھے دیا گیا۔ میں نے ریکی کرکے ابرار رضوی کو تفصیل بتا دی۔ اس نے دو لڑکوں کو بھیجا جنہوں نے معاویہ پر فائرنگ کی، جس سے وہ زخمی ہوگیا۔ اس واردات کی ایف آئی آر نمبر 462/2010 زیر دفعہ 324 تیموریہ تھانے میں درج ہے۔ مجھے سپاہ محمد میں رہتے ہوئے یہ بات پتہ چلی کہ مارچ ۲۰۱۰ء میں ابرار رضوی، حیدر اور ثمر نے مفتی سعید احمد جلال پوری کی گاڑی پر فائرنگ کرکے انہیں قتل کردیا تھا''۔

جوائنٹ انٹروگیشن ٹیم نے سپاہ محمد کے دہشت گردوں حماد ریاض نقوی اور مہدی علی کے انکشافات کی روشنی میں رپورٹ دی کہ کراچی میں سپاہ محمد کا نیٹ ورک ایران کے شہر مشہد سے چلایا جارہا ہے اور ایرانی انٹیلی جنس کا افسر رضا ایرانی انہیں کنٹرول کررہا ہے۔ سپاہ محمد کے ۳ بڑے دہشت گرد ڈاکٹر منتظر، امجد شاہ عرف آفتاب اور رضا امام، ایران میں موجود ہیں اور رضا ایرانی ان دہشت گردوں کو ایران میں ٹاسک دیتا ہے۔ یہ تینوں دہشت گرد کراچی میں ۶ چھوٹے گروپ چلا رہے ہیں۔ رضا امام ایران سے کراچی میں آصف زیدی گروپ اور معجز عباس عرف رؤف کے گروپ کو دہشت گردی کا ٹارگٹ دیتا ہے۔ اسی طرح ایران سے سپاہ محمد کا دہشت گرد امجد شاہ عرف آفتاب، کراچی میں ابرار حسین رضوی اور ممتاز حاجی کو ہدایات دیتا ہے جبکہ ڈاکٹر منتظر کراچی میں عسکری عابدی اور مدثر پنجاب والے کو ٹاسک دیتا ہے۔ سپاہ محمد کے دہشت گردوں کے حوالے سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق وہ کراچی میں ناظم آباد، رضویہ سوسائٹی، ملیر اور لائنز ایریا میں فعال ہورہے ہیں اور نیٹ ورکنگ کررہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

توہینِ رسالت اور پارٹی لائن

شاہ نواز فاروقی

کہا جاتا ہے کہ کبھی صحافت ''مشن'' تھی مگر اب ''کاروبار'' بن گئی ہے۔ لیکن مسئلہ صحافت کا نہیں انسان کا ہے۔ انسان ''صاحبِ دل'' ہو تو کاروبار کو بھی مشن بنا لیتا ہے اور انسان پیٹ سے سوچنا شروع کردے تو مشن بھی کاروبار بن کر رہ جاتا ہے۔ برصغیر میں ابتداً اسلام عرب تاجروں کے ذریعہ پھیلا۔ یہ تاجر تجارت کے غرض سے آتے تھے لیکن ہدف دیکھتے ہی تجارت ان کے لیے ثانوی چیز بن جاتی تھی۔ اس کے برعکس معاملہ اب ہمارے سامنے ہے۔ کسی اسلامی معاشرے میں توہینِ رسالت سے بڑی واردات اور ناموسِ رسالت کے تحفظ سے بڑا مشن اور کیا ہوسکتا ہے لیکن وطنِ عزیز کے بعض تاجروں نے اسے بھی کاروبار بنا لیا ہے۔

وطنِ عزیز میں صحافت کے بعض بڑے ادارے بیک وقت اردو، انگریزی اخبارات نکالتے ہیں۔ اردو اخبارات کی دنیا عوامی دنیا ہے اور عوام کی دنیا مذہب اور مذہبی جذبات کی دنیا ہے۔ اس کے برعکس انگریزی اخبارات کی دنیا خواص کی دنیا ہے، نام نہاد سیکولرازم کی دنیا ہے۔ اس دنیا میں مذہب بیزاری اصل چیز ہے۔ چنانچہ پنجاب کے سابق گورنر سلمان تاثیر کے قتل کے بعد یہ ہو رہا ہے کہ اردو اخبارات میں کسی حد تک مذہبی جذبات کی تسکین سے متعلّق مواد شائع ہو رہا ہے جبکہ انگریزی اخبارات میں مذہب بیزاری اور سیکولرازم پرستی عروج پر ہے۔ ''تاجروں'' کے اردو اخبارات بتا رہے ہیں کہ سلمان تاثیر نے بہر حال بے احتیاطی کی۔ اسے ناموسِ تحفظ رسالت کے قانون کو بہرحال کالا قانون نہیں کہنا چاہیے تھا۔ اُسے توہین رسالت کے الزام میں عدالت سے سزا پانے والی آسیہ سے جیل میں ملنے نہیں جانا چاہیے تھا۔ اس کے برعکس ''تاجروں'' کے انگریزی اخبارات سلمان تاثیر کی تعریفوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اُسے ''شہید'' قرار دیا جا رہا ہے، نڈر اور بہادر کہا جا رہا ہے، سیکولرزام اور لبرل ازم کی توانا آواز باور کرایا جا رہا ہے۔ سلمان تاثیر کی حمایت میں ہونے والے ایک درجن بھر افراد کے مظاہرے کو صفحۂ اول پر شائع کیا جا رہا ہے اور یہ جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ مظاہرے میں بڑی تعداد میں افراد نے شرکت کی۔ ادارہ ایک ہے، مالک بھی ایک ہے۔ مگر اس کے اردو اخبار میں تحفظ ناموسِ رسالت ''فروخت'' ہو رہی ہے اور انگریزی اخبار میں توہینِ رسالت سے متعلّق جذبات ''بیچے'' جا رہے ہیں۔

لیکن یہ معاملہ صرف اخبار کے مالکان تک محدود نہیں۔ کئی کالم نویس بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ سلمان تاثیر کے قتل کے بعد وہ لوگوں کو یاد دلا رہے ہیں کہ صاحب اس ملک میں ایک آئین بھی پایا جاتا ہے۔ ہمیں اپنے جذبات کو آئین کی حدود میں رکھنا چاہیے۔ وہ یاد دلا رہے ہیں کہ ملک میں قانون بھی موجود ہے ہیں اپنے عمل کو قانون کے دائرے میں رکھنا چاہیے۔ یہ لوگ دراصل صحافت میں اسٹیبلشمنٹ کے ترجمان ہیں۔ جنرل ایوب نے ۱۹۵۸ء میں اقتدار پر قبضہ کیا اور ۱۹۵۶ء کے آئین کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔ اس کے بعد دس سال تک اس کی مرضی ہی ملک کا قانون بنی رہی اور ملک کی صحافت وسیاست ایک دہائی تک خود کو جنرل ایوب کی مرضی سے ہم آہنگ کرتی رہی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کو ۱۹۷۳ء کا آئین دیا۔ مگر اس کا دورِ اقتدار آئین سے ماورا تھا، اس پر لوگوں کے قتل اور اغوا کے الزامات تھے، اس نے حریف اخبارات کو بند کیا۔ انتخابات میں دھاندلی کی جس کی وجہ سے اس کے خلاف عوامی تحریک چلی۔ جنرل ضیاء الحق اقتدار پر قابض ہوا تو اس نے ۱۹۷۳ء کے آئین کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا اور وہ دس سال تک ملک کو مارشل لا کے تحت چلاتا رہا۔ اس عرصے میں ملک کی سیاست اور صحافت مارشل لا کی پابند رہی اور اس نے اس کو اپنے لیے اعزاز جانا۔ اس عرصے میں کسی کو یاد نہیں آیا کہ ملک میں ایک عدد آئین بھی ہے اور ہم سب کو اسی آئین کی پاسداری کرنی چاہیے۔

جنرل پرویز مشرف کا اقتدار تو کل کی بات ہے۔ پرویز مشرف جب تک اقتدار میں رہا اُس نے آئین کی ایک شق کو بھی موثر نہیں ہونے دیا۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ کیا اور پرویز مشرف نے فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا۔ مشرف نے ایک ٹیلی فون کال پر پورا ملک امریکہ کے حوالے کر دیا۔ اُس نے لال مسجد میں سینکڑوں معصوم اور بے گناہ افراد کو شہید کر ڈالا۔ اُس نے ہزاروں بے گناہ افراد کو پکڑ کر امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اس وقت اسٹیبلشمنٹ یا نواز لیگ کے ترجمان کالم نویسوں میں سے کسی کو یاد نہ آیا کہ اس ملک میں آئین موجود ہے، قانون دستیاب ہے اور عدالت دستیاب ہے۔ یہاں تک کہ انہیں یہ بھی یاد نہ آیا کہ اسلام کے نزدیک ایک ایک فرد کی جان کی حرمت کیا ہے؟ انہیں یہ ساری باتیں یاد آئیں تو اس وقت جب مذہبی جماعتوں نے اس سلسلے میں عوام سے رابطے کا آغاز کیا۔ انہیں یہ باتیں یاد آئیں تو اس وقت جب ممتاز قادری نے تحفظِ ناموسِ رسالت کے قانون کو ''کالا قانون'' کہنے پر سلمان تاثیر کو قتل کر دیا۔ یہاں سوال یہ ہے کہ یہ حقائق ہمیں کیا بتاتے ہیں؟

دنیا کا مشاہدہ اور تجربہ بتاتا ہے کہ انسان کے لیے کچھ اہم نہیں ہوتا مگر اس کے عقائد اہم ہوتے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ بھی اہم نہیں اور وہ اس حوالے سے بھی ''کاروبار'' کرسکتا ہے۔ دنیا کا تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ انسان کسی نقصان کا شکار ہوتا ہے اور زندگی کے بارے میں اس کا زاویۂ نگاہ تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیکن ہماری اسٹیبلشمنٹ اور اس کے متاثرین کو آدھے ملک کے نقصان نے بھی تبدیل نہیں کیا۔ وہ پہلے بھی مذہب کو ناقابلِ عمل سمجھتے تھے اور آج بھی مذہب کو ناقابلِ عمل سمجھتے ہیں۔ وہ پہلے بھی مذہب کی فوقیت کی بالادستی کے قائل نہیں تھے، وہ آج بھی مذہب کی بالادستی کے قائل نہیں۔ ان کے دل میں پہلے بھی مذہبی طبقات کے لیے حقارت تھی اور آج بھی حقارت ہے۔ وہ پہلے بھی قومی زندگی پر مذہبی معاملات و جذبات کو حاوی نہیں دیکھنا چاہتے تھے اور وہ آج بھی مذہبی معاملات و جذبات کو قومی زندگی پر غالب نہیں دیکھنا چاہتے۔

کچھ لوگ ہیں جن کے لیے پارٹی ہی سب کچھ ہے، وہ توہین رسالت کے حوالے سے بھی سوچتے ہیں تو ''پارٹی لائن'' کے دائرے میں۔ وہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ''توازن'' چاہتے ہیں۔ حالانکہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ''عدم توازن'' ہی توازن ہے۔

☆☆☆☆☆

پاکستانی پولیس اور آئی ایس آئی: عافیہ صدیقی کے اولین مجرم!!!

(ڈاکٹر عافیہ کو پاکستان کے سیکورٹی اداروں نے کس طرح حراست میں لیا، سندھ پولیس اور آئی ایس آئی کے گھناؤنے کردار کو بے نقاب کرتی چشم کشا رپورٹ)

حسن حماد

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کراچی سے اغوا، امریکہ کو حوالگی اور دوران قید گزرنے والے مختلف مراحل کی سنسنی خیز انکشافات پر مبنی آڈیو ٹیپ منظر عام پر آ گئی ہے۔ آڈیو ٹیپ کے مطابق عافیہ کا اغوا سندھ پولیس کے کاؤنٹر ٹیررازم سیل کے اس وقت کے سربراہ عمران شوکت کی جانب سے عمل میں آیا تھا۔ امریکہ کی جانب سے افغانستان میں فوجیوں پر فائرنگ کے الزام میں ۸۶ برس کی سزا پانے والی پاکستانی خاتون سائنسدان ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی وکیل ٹینا فوسٹر سے منسوب جاری کی جانے والی ۴ گھنٹے کی آڈیو ٹیپ میں عافیہ صدیقی کی گرفتاری اور پاکستانی ایجنسیوں کے ہاتھوں امریکہ کو حوالگی کے مختلف مراحل پر مبنی ریکارڈ شدہ گفتگو موجود ہے۔ یاد رہے کہ امریکہ کی جانب سے کہا گیا تھا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ان کی ۳ بچوں سمیت اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ امریکہ پر حملوں کے منصوبے اور دھماکا خیز مواد پر مبنی کیمیکل اپنے بیگ میں لیے گھوم رہی تھیں۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ۲۰۰۳ء میں کراچی کے علاقے گلشن اقبال سے اغوا کے بعد ۵ برس تک پس پردہ رکھا گیا۔ ۲۰۰۸ء میں انہیں بگرام ایئر بیس پر امریکی فوجیوں پر حملے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ اس جرم کے تحت عافیہ کو نیویارک کی عدالت نے امریکی فوجیوں کو قتل کرنے کی مبینہ کوشش پر طویل سزا سنائی۔ قبل ازیں پاکستانی حکومت 5 برس تک عافیہ صدیقی کی گرفتاری یا امریکہ حوالگی کا انکار کرتی رہی تھی لیکن انہیں منظر عام پر لائے جانے اور امریکی عدالت میں مقدمہ شروع ہونے کے بعد ۲۰ لاکھ ڈالر امریکی وکیلوں پر خرچ کر چکی ہے۔ اس وقت بھی پاکستانی حکومت نے میڈیا میں آنے والی ان رپورٹس کی نفی کی تھی جن کے تحت پاکستانی خفیہ ادارے انٹر سروسز انٹیلی جنس کو عافیہ کی گرفتاری اور امریکہ حوالے کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا۔ جب کہ امریکی خفیہ ادارے ایف بی آئی نے بھی عافیہ کی موجودگی کی تردید کی تھی۔

عافیہ صدیقی کے اغوا، امریکی حوالگی اور دیگر تفصیلات پر مبنی آڈیو ٹیپ سامنے آنے کو اس کیس کے تناظر میں دھماکا خیز پیش رفت قرار دیتے ہوئے ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ بہت سارے مصنوعی طور پر اپنائے گئے مؤقف کا خاتمہ کر دے گا۔ جس سے سب سے زیادہ متاثر امریکی مؤقف اور اس کے نظام انصاف کے تحت کیا جانے والا فیصلہ ہوگا۔ آڈیو ٹیپ کے پس پردہ بچوں کی آوازوں کی موجودگی بتاتی ہے کہ اسے کسی معمول کی صورتحال میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔ عافیہ صدیقی کا مقدمہ لڑنے والے وکلا میں سے ایک وکیل کی جانب سے ریلیز کردہ گفتگو اسے نامعلوم ذریعے نے دی۔ وکیل کے مطابق عافیہ صدیقی کی حوالگی میں پاکستانی کاؤنٹر ٹیررازم کے ملوث ہونے کا سن کر وہ حیران رہ گیا، اسے سامنے لانے کے لیے گفتگو کے دوسرے روز وہ ریکارڈنگ ٹیپ لے کر مذکورہ مقام پر پہنچا اور طویل گفتگو کو ریکارڈ کر لیا۔ پاکستانی صوبہ سندھ کی پولیس میں سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے عہدے پر موجود عمران شوکت کی گفتگو پر مبنی آڈیو ٹیپ 'دی نیوز ٹرائب' کو موصول ہوئی ہے۔ اردو، پنجابی اور انگریزی زبانوں میں کی گئی گفتگو پر مبنی ٹیپ کا کل دورانیہ ۴ گھنٹے ۳۵ منٹ کا ہے۔ ٹیپ کے مطابق عمران شوکت (جو آڈیو میں دوسری آواز ہیں) کہتا ہے" وہ کراچی میں تعینات اور صوبہ سندھ کے کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ میں بطور سربراہ تعینات تھا۔ ذیل میں آڈیو ٹیپ کے چند حصّے دیے جا رہے ہیں۔

پہلی آواز (ریکارڈ کرنے والا): کیا آپ نے اسے گرفتار کیا؟

دوسری آواز (عمران شوکت): ہاں میں نے اسے گرفتار کیا تھا، وہ حجاب اور چشمہ پہنے ہوئے تھی، گرفتاری کے وقت وہ اسلام آباد جا رہی تھی۔

پہلی آواز: گرفتاری کے بعد کیا ہوا، آئی ایس آئی نے ان کی حوالگی کا مطالبہ کیا؟

دوسری آواز: جی ہاں ہم نے انہیں آئی ایس آئی کے حوالے کر دیا۔

پہلی آواز: آئی ایس آئی یا کسی اور ادارے کو؟

دوسری آواز: آئی ایس آئی، ہم نے ان کے حوالے کر دیا۔

اس وقت ایک تربیتی کورس کے سلسلے میں امریکہ میں موجود عمران شوکت نے عافیہ صدیقی کو" دبلی پتلی' اور" نفسیاتی" قرار دیتے ہوئے کہا" وہ القاعدہ کی اہم شخصیت نہیں چھوٹا موٹا کردار' ہو سکتی ہے۔ گزشتہ برس موسم بہار میں ریکارڈ کی گئی گفتگو کے ایک حصّے میں جو عافیہ صدیقی کی بیٹی مریم کی پاکستان حوالگی کے حوالے سے ہے۔

پہلی آواز: مریم گزشتہ روز گھر والوں کو مل گئی۔

دوسری آواز: وہ گھر پر ہے۔

پہلی آواز: ہاں وہ گھر پر ہے، وہ صرف انگلش بول سکتی ہے۔ وہ قید میں تھی، ۷ سے ۸ برس کی ہے، وہ صرف انگریزی بول سکتی ہے۔

نامعلوم مردانہ آواز: ۸ سال کی؟

پہلی آواز: ہاں، بچے جیل میں تھے جہاں ان سے امریکی لہجے کی انگلش ہی بولی جاتی تھی۔

نامعلوم مردانہ آواز: کیا وہ گھر پہنچ گئی؟

پہلی آواز: ہاں وہ گھر پہنچ گئی ہے؟

دوسری آواز: ہاں لے آئے

پہلی آواز: کیا واقعی؟

دوسری آواز: پانچ چھ ماہ پہلے؟

پہلی آواز: وہ تو آج یا کل گھر پہنچی ہے۔

دوسری آواز: میرے آنے سے پہلے ہی یہ ہو چکا تھا۔
پہلی آواز: میں نے خبر پڑھی ہے کل، آج یا شاید کل رات کو
پہلی آواز: یہ ۲ یا ۳ ماہ پرانی بات ہے۔

گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید مریم گھر پہنچ گئی ہے جس پر بات کی جا رہی ہے، لیکن عافیہ صدیقی کے بچوں کی وکیل ٹینا فوسٹر کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مریم کا گھر میں نہیں بلکہ پاکستان پہنچنا ہے۔ دریں اثنا عمران شوکت نے اپنی گفتگو میں یہ بھی ذکر کیا کہ پاکستانی پولیس اور خفیہ ادارہ کیسے لوگوں کو غائب کرتا ہے اور زیرِ حراست افراد کو کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ آڈیو ٹیپ میں ایک مرحلے پر عمران شوکت کا کہنا تھا ''یہ ڈبل ڈیلنگ کا کارنامہ ہے، جس کے تحت انہیں دائیں دکھا کر بائیں نکال دیا جاتا ہے''۔ اس موقع پر یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ عافیہ صدیقی کو خفیہ حراست کے دوران ۵ برس تک ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۸ء میں پیدا ہونے والے دونوں بڑے بچوں احمد اور مریم سے الگ سیل میں رکھا گیا تھا جب کہ ۶ ماہ کے سلیمان کو ان کے ساتھ رکھا گیا تھا جو مبینہ طور پر انتقال کر گیا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ آڈیو ٹیپ کو سب سے پہلے انٹرنیشنل جسٹس نیٹ ورک نے جاری کیا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ریمنڈ ڈیوس: پاکستانی فوج کے لیے تُرپ کا پتہ

یہی عدالتیں آج تک ڈرون حملوں پر کچھ نہ کر سکیں، لاپتہ افراد کے لواحقین پیشی پہ پیشی بھگتاتے پھر رہے ہیں کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ حکومتی دعووں اور جلسے جلوسوں سے لوگ پریشان ہیں۔ کیونکہ ان قوانین میں یہ دم ہی نہیں کہ وہ اللہ کے بندوں کو سکون و امن فراہم کریں۔ امن وسکون صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قانون میں ہے انسانوں کا بنایا ہوا قانون جو کہ کفر والحاد سے بھرا پڑا ہے کسی انسان کو سکون نہیں دے سکتا۔ حکومتی اداروں کا امریکی غلامی میں ایسا بھیانک روپ دیکھ کر ہی ریمنڈ کے ہاتھوں قتل ہونے والے فہیم کی بیوہ اقدام خودکشی پر مجبور ہو گئی کیوں کہ اسے معافی نہ دینے کی صورت میں بھیانک نتائج بھگتنے کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ ایسے میں ایک مظلوم عورت اپنے شوہر کے خون کو کیسے بھول سکتی تھی لہٰذا اس نے اپنی ہی جان لے کر مایوسی کا انتخاب کر لیا۔ فہیم کی بیوہ کا عمل دراصل ایک مایوس اور بے بس فرد کا طرزِ عمل ہے، جس کو طاغوتی نظام نے اس عمل تک پہنچا دیا۔ آج اگر پاکستان میں شریعت کا نفاذ ہوتا اور اللہ کے قوانین پر عمل ہوتا تو ان کافروں کو پر مارنے کی بھی اجازت نہ ملتی۔ آج ریمنڈ کو رہائی اور امریکہ روانہ کرنے کی قانونی کوششیں ہو رہی ہیں ایسے میں مظلوم کو کس قانون کی پاسداری کا کہا جاتا ہے؟ ایسے قانون کی جو طاقتوروں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اللہ کا قانون تو خون کا بدلہ خون کا تقاضہ کرتا ہے، دیکھتے ہیں کون سی پاکستانی عدالت ریمنڈ کو پھانسی کے پھندے تک پہنچاتی اور کس طرح خون ناحق کا بدلہ پورا ہوتا ہے۔ یہ لکھ رکھیے کہ ریمنڈ مزے سے امریکی طیارے میں روانہ ہو جائے گا، امداد کا لالی پوپ ہمارے حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہوگا، بیانات کے غبارے جگہ جگہ اڑ رہے ہوں گے، سڑکیں مظاہرین سے بھری ہوں گی، انصاف کے منتظر مقتولین کے اہل خانہ ہوں گے، جن کو قانون کی پاسداری، اور عدالتوں کے فیصلوں کا انتظار کرنے کو کہا جائے گا اور یوں یہ واقعہ بھی عہد رفتہ کی ایک یاد بن کر رہ جائے گا۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے، جو نظر آرہا ہے وہ یہی ہے۔

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند:

امریکہ ریمنڈ کے حوالے سے نت نئی سرگرمیوں کا مظاہرہ کر رہا ہے، کبھی اس کے ناموں کی ایک نئی کہانی سامنے آتی ہے تو کبھی اس کے مختلف عہدوں کی سفارتی دستاویزات اور کبھی ڈالروں، گرین کارڈ اور مراعات کی پیش کشوں کے ذریعے۔ جان چھڑانے کے لیے امریکہ شرعی حل تک کی تجویز پر اتر آیا ہے! ایک غنڈے کے تحفظ کے لیے اوباما تک دھمکی دینے لگا کہ ریمنڈ کو ہمارے حوالے کرنا ہوگا۔ اس وقت امریکہ ایک پاؤں جلی بلی کی طرح بے چین ہے۔ اس ضمن میں سینیٹر جان کیری تعاون کی مد میں ایک بھاری پیکیج بھی ساتھ لایا ہے جو ایک ارب ۹۰ کروڑ ڈالر کا امدادی پیکج (بھیک) ہے جو کہ کیری لوگر بل کی بھیک کے علاوہ ہوگا۔ غرض یہ کہ غلاموں کو غلامی پر رضامند رکھنے کے لیے ہر حربہ ہی استعمال کیا جا رہا ہے!

؎ کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

عامۃ المسلمین کا ردعمل اور عمل کی راہیں:

ریمنڈ کے واقعے میں عامۃ المسلمین نے اپنے جوش و جذبہ کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ ہر واقعہ کی طرح وقتی طور پر ایمانی جذبہ ابھرنا اور جلسے، جلوس اور مظاہروں کے بعد اپنی ذمہ داریوں سے فراغت حاصل کر لینا کوئی قابل تحسین بات نہیں۔ امریکی دہشت گردی کے ہر مظاہرے پر اگر ہر فرد اپنے ایمان کے تقاضوں کو سمجھ لے تو ان شاء اللہ، اللہ کے ہاں سرخروئی اور نجات کی راہیں نکل آئیں گی۔ تواتر سے ہونے والے واقعات پر وقتی و جذباتی جمع خرچ کے بعد آنکھیں نہ بند کی جاتیں تو آج نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ یہ ہماری غفلت اور بے حسی کا ایک اور ثبوت ہے۔ اب بھی اگر اپنی نجات ممکن ہے تو اسی میں کہ مجاہدین اسلام کا ساتھ دے کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہر ممکن حصہ ڈالا جائے۔ ظالموں کی جڑ کاٹنے، ان کو رسوا کرنے اور اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لیے مجاہدین فی سبیل اللہ اپنی جانیں کھپا رہے ہیں، ان کی مدد کرنا ان کا ساتھ دینا ان کی دلجوئی کرنا اور حق کا ساتھ دینا ایمانی تقاضہ ہے۔

☆☆☆☆☆

اگر تمہاری اظہارِ رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔ یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتلِ عام کر رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصہ ہیں اور ''ویٹی کن'' میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب اب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

(شیخ ابو عبداللہ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ)

قندھار، مقدیشو کی ساعتیں اور شہدا کی یادیں

شیخ ازمرئے شہیدؒ

فہد محمد الکینی (شیخ ازمرئے) شہید رحمۃ اللہ علیہ خطۂ خراسان میں مجاہدین کے ذمہ دار تھے اور انصار میں ہر دلعزیز رہنما تھے۔ افغانی، وزیر اور محسود سبھی انہیں اپنا سمجھتے تھے اور وہ سب کو اپنا خیال کرتے تھے۔ ۱۴۲۹ھ کو عید الاضحیٰ کے دن انہوں نے یادوں کے جھروکوں کو وا کیا۔ آیئے ہم بھی ان خوش گوار اور معطر یادوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

سقوط سے قبل قندھار میں آخری ایام:

اللہ جانتا ہے، خطۂ وزیرستان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ان نعمتوں کی قدر انسان کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ اس سے چھن جاتی ہیں۔ سقوط کے وقت ہم قندہار میں تھے۔ اُن دنوں بہت زیادہ بمباری ہو رہی تھی اور ہر روز کئی لوگ شہید ہو جاتے تھے۔ جب افغان بھائیوں نے پسپائی کا فیصلہ کر لیا تو ہمارے پاس وہاں سے نکلنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہاں پر ہزاروں ساتھی تھے۔ یہ ۲۱ یا ۲۳ رمضان کی بات ہے، رات تقریباً آٹھ بجے کا وقت تھا۔ شیخ سعید (مصطفیٰ ابوالیزید) جو اب تنظیم کے خراسان کے ذمہ دار ہیں انہوں نے مجھے مخابرے پہ بلایا'' ازمرائے میرے پاس آؤ مجھے تم سے کام ہے۔'' انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کیا ہونے والا ہے، ہمیں شک تھا لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم افغانستان چھوڑ رہے ہیں۔ تمام بھائی شدید صدمے میں تھے کہ ہم افغانستان کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر شیخ سعید نے کہا، بس اب کسی بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے انہوں نے کہا کہ تم پچپن ساتھیوں کو ساتھ لو اور یہاں سے جاؤ۔ شیخ ابوزبیدہ (اللہ ان کو رہائی عطا فرمائے) وہ بھی میرے ساتھ تھے۔ ہم دونوں نے ۵۵ ساتھیوں کو ساتھ لیا اور چل پڑے۔ شیخ ابومصعب الزرقاویؒ بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ تھے۔

قندھار سے چمن کی طرف سفر:

جب ہم نکلے تو اوپر جاسوسی سمیت ہر قسم کے طیارے اُڑ رہے تھے اور شدید بمباری ہو رہی تھی ایسی شدید بمباری ہم نے روس کے دور میں بھی نہیں دیکھی تھی۔ بہر حال ہم کوئٹہ جانا چاہتے تھے، سیدھے راستے سے قندہار سے کوئٹہ تک تقریباً ۳، ۴ گھنٹے کا سفر ہے اور چمن تک بمشکل ۲ گھنٹے لگتے ہیں۔ لیکن ہم مین روڈ سے نہیں جا سکتے تھے کیوں کہ مرتدین نے وہ راستہ بند کر رکھا تھا۔ چنانچہ ہم نے زابل کی طرف سے ایک دیہاتی راستہ اختیار کیا۔ ایک افغان کمانڈر جس کی ایک ٹانگ بارودی سرنگ دھماکے میں ضائع ہو چکی تھی، وہ ہمارا رہبر تھا۔ پہلی رات ہم ایک گاؤں میں سوئے، ہر کوئی خوفزدہ تھا کہ عربوں کی وجہ سے بمباری نہ ہو جائے۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس سے آگے گاڑیاں نہیں جا سکتیں لہٰذا ہم نے گاڑیاں چھوڑی اور پیدل چلنا شروع کر دیا۔ تمام ساتھیوں کے پاس اپنی گن اور جعبہ تھا۔ ہم دن کو سوتے اور مغرب کے بعد چلنا شروع کرتے تاکہ کوئی ہمیں دیکھ نہ سکے۔

رمضان کا مہینہ تھا، شروع میں ہمیں بتایا گیا کہ صرف ۲ گھنٹے کا راستہ ہے پھر ہم منزل پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہم نے مغرب کے بعد چلنا شروع کیا اور صبح کے ۷:۰۰ بجے تک منزل پر نہیں پہنچ سکے۔ سفر کے دوران ہم پہاڑوں پر سوتے اور ہمارا انصار نیچے جا کر کسی قریبی گاؤں سے کھانے کے لیے جو کچھ تھوڑا بہت ملتا وہ لے آتا۔ انتہائی شدید سردی تھی، وزیرستان کی سردی اُس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام بھائی بری طرح تھک چکے تھے۔ ہر کوئی پریشان تھا کہ کب ہم چمن پہنچیں گے۔ پہلا دن، دوسرا دن، اسی طرح تقریباً آٹھ دن گزر گئے۔ دسویں دن ہم چمن پہنچے، حالانکہ ہمارے پاس صرف گن اور جعبہ تھا لیکن ہم سب شدید تھک چکے تھے۔ ۲۲ رمضان کو ہم نے سفر شروع کیا اور عید والے دن ہم چمن پہنچے۔ اللہ جانتا ہے جب ہم انصار کے گھر داخل ہوئے تو سفر کی ساری تھکان بھول گئے، وہ طرح طرح کے کھانے لے کر آ گیا اور ہماری خوب مدارات کی۔ بہر حال جب چمن پہنچ گئے تو ہر کوئی یہ سوچ رہا تھا کہ کوئٹہ کب پہنچیں گے۔ وہاں سے کوئٹہ تقریباً ۳ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ ہمارے رہبر نے کہا کہ دو دن صبر کریں میں آپ کو کوئٹہ پہنچانے کا بندوبست کر دوں گا۔ ہم پریشان تھے کہ تمام ۵۵ لوگ کس طرح جائیں گے اُس نے کہا کوئی مسئلہ نہیں میں آپ سب کے لیے اکٹھے سفر کا انتظام کر دوں گا۔

چمن سے کوئٹہ:

اگلی رات وہ ایک ٹرک لے کر آ گیا، ہم سب اُس میں سوار ہو گئے۔ ٹرک کے آگے ایک کار تھی۔ جب بھی پولیس کی کوئی چوکی آتی وہ اُن کو بتاتے کہ ہم سمگلنگ کا سامان لے کر جا رہے ہیں اور چار، پانچ ہزار دے کر جان چھڑا لیتے۔ ہم تقریباً رات ۹ بجے چمن سے کوئٹہ کے لیے روانہ ہوئے۔ بہت تیز بارش ہو رہی تھی اور شدید سردی تھی۔ ہم سب پچپن ساتھی ٹرک میں جُڑ کے بیٹھے تھے۔ کھڑے ہونے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ وہ پولیس کو کہتے تھے کہ یہ کپڑا ہے۔ پولیس والے چیک نہیں کرتے تھے، پیسے لیتے اور چھوڑ دیتے۔ جب ہم کوئٹہ سے ۳۰ منٹ کے فاصلے پر آخری چیک پوسٹ پر پہنچے اور کار والے ساتھی نے ان سے کہا کہ ہمارے پاس سمگلنگ کا کپڑا ہے تو وہ کہنے لگا کہ نہیں میں چیک کروں گا۔ اُس نے کہا ٹھیک ہے چیک کر لو۔ وہ بہت بڑی سی ٹینک کی لائیٹ جیسی ٹارچ لے کر پچھلی طرف آیا، جونہی اس نے اوپر چڑھ کر اندر لائیٹ ڈالی، اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی، اُس نے ہمیں گننا شروع کیا'۱، ۲، ۳۔۔۔ ۵۵، پچپن لوگ! اور تم مجھے کہہ رہے ہو کہ کپڑے ہیں ......وہ چلّایا۔ اُس بھائی نے اُسے بتانا شروع کیا کہ یہ مجاہدین، مہاجرین ہیں تم تعاون کرو، تم مسلمان نہیں ہو! لیکن اُس نے کہا'' نہیں نہیں! واپس موڑو پولیس سٹیشن چلو!''۔

وہ ہمیں پولیس سٹیشن لے گئے۔ سب بھائی، اپنا اسلحہ وغیرہ چمن چھوڑ کر آ گئے

تھے۔ میں اپنے ساتھ تین گرنیڈ لے آیا تھا لیکن کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ ہم انتظار کر رہے تھے، ہمارے ڈرائیور نے کہا کہ آپ لوگ پریشان نہ ہوں اور کوئی حرکت نہ کریں ہم ان سے بات چیت کر رہے ہیں، ان شاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ہمارے ساتھ اکثر نئے سعودی ساتھی تھے جنھیں گوانتاناموو غیرہ کے بارے میں پتہ نہیں تھا، اُن کا خیال تھا کہ اگر ہم پکڑے بھی گئے تو یہ ہمیں ہماری حکومت کے حوالے کر دیں گے اور وہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ جب انھیں پتہ چلا کہ میرے پاس گرنیڈ ہیں تو وہ پریشان ہو گئے "از مرائے! ایسا مت کرنا، گرنیڈ مت پھاڑنا......" انہوں نے شور کرنا شروع کر دیا، میں نے اُن سے کہا کہ کچھ نہیں ہوگا، لیکن اگر پولیس نے ہمیں کہا کہ نیچے اتر آؤ تو پھر میں گرنیڈ پھاڑ دوں گا، ہم تسلیم نہیں ہوں گے۔ ڈرائیور اندر کمرے میں ان سے مذاکرات کر رہا تھا، کافی دیر گزر گئی۔ بڑی عجیب صورتحال تھی، سخت سردی تھی، ہمیں احزاب کے دن یاد آ گئے۔ ہم سب ٹھٹھرے ہوئے بیٹھے تھے۔ نیچے اترنے یا رفع حاجت کی بھی اجازت نہیں تھی۔ تقریباً اڑھائی گھنٹے مذاکرات میں گزر گئے تب پولیس والا ہنستا ہوا باہر آیا اور اس نے کہا ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں۔

ہم نے ڈرائیور سے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے پہلے ساڑھے پانچ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا، ہم نے کہا بھائی خیال کرو، یہ مجاہدین اور مہاجرین ہیں ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں، تم مہربانی کرو اور تیس ہزار روپے لے لو۔ وہ غصّے سے چیخا "تمھیں شرم نہیں آتی، میں تم سے پانچ لاکھ مانگ رہا ہوں اور تم تیس ہزار کہہ رہے ہو" میں نے کہا شرم کیا آئے، ہم تو تیس ہزار ہی دے سکتے ہیں۔ بہر حال یہی بحث چلتی رہی بالآخر اُس نے کہا کہ لاؤ پچاس ہزار دو اور جاؤ۔ بھائی نے کہا کہ پچاس تو نہیں ہیں چالیس لے لو، اُس نے تھوڑا ناک منہ چڑھایا اور کہنے لگا لاؤ چالیس ہی دو۔ پیسے لے کر اُس خبیث نے گننے شروع کر دیے، تیس تک گن کر اُس نے اپنی جیب میں ڈالے اور کہنے لگا یہ دس ہزار مجاہدین کے لیے تحفہ ہیں۔ اُس نے دس ہزار ہمارے لیے واپس کر دیے۔ بھائیوں نے اُس سے پوچھا کہ تمہیں پیسے ہی لینے تھے تو ہمیں دو گھنٹے تک مصیبت میں کیوں ڈالے رکھا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ میں نے تمہارے ہی فائدے کے لیے کیا تھا۔ دو گھنٹے پہلے میری چوکی سے آگے ایک پولیس کی ایک گاڑی گشت کر رہی تھی ، اگر میں آپ کو اسی وقت رشوت لے کر چھوڑ دیتا تو وہ آپ کو پکڑ لیتے اور آپ کو وہاں بھی کچھ دینا پڑتا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ خبیث بھی آپ سے پیسے لیں، اس لیے میں نے آپ کو دو گھنٹے تک یہاں پولیس اسٹیشن میں رکھا۔ آخر کار ہم بحفاظت کوئٹہ پہنچ گئے۔ کوئٹہ میں سیکورٹی کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

کوئٹہ سے ایران:

پھر کوئٹہ سے ہم ۵۵ لوگ ایران گئے۔ ایران کے سفر میں بھی بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، بہر حال ہم ایران کے شہر زاھدان پہنچ گئے۔ جب ہم زاہدان پہنچے تو اللہ کی قسم میرے بھائیو! میرا دل چاہا کہ میں رو پڑوں اور کاش واپس اسی چوٹی پر پہنچ جاؤں جہاں سخت سردی میں مَیں اپنی کلاشن اور جبے کے ساتھ سویا تھا۔ وہاں پہنچ کر ہمیں احساس ہوا کہ ہم کتنی عظیم نعمت میں تھے۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ انسان کو اس وقت تک نعمت کا احساس نہیں ہوتا جب تک وہ اس سے چھن نہیں جاتی۔ ایران میں ہم بڑی سختیوں میں رہے، گھروں کے اندر، باہر نکلنے کی بالکل گنجائش نہیں تھی۔ کیونکہ جس جگہ حکومت کو خبر ملتی کہ یہاں کوئی غیر ملکی ہیں وہ فوراً گرفتار کر لیتے۔ ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد ایران کے جیلوں میں ہے۔ جو ساتھی ایرانی ایجنسیوں کی قید میں رہے وہ بتاتے ہیں کہ ایرانی ایجنسیوں کے لوگ ہمیں کہتے تھے کہ تم ہمیں ملا عمر کی طرح مت سمجھو (جس نے شیخ اسامہ بن لادن اور مجاہدین کے لیے اپنا ملک تباہ کرا لیا۔ ملا عمر نے اپنا ملک اور حکومت اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لیے قربان کر دی لیکن شیخ اسامہ کو حوالے نہیں کیا، وہ اگر صرف ان کو حوالے کر دیتے تو بہت بڑے ملک کے حکمران ہوتے۔) ایرانی حکومت کے لوگ ساتھیوں سے کہتے کہ امریکہ اگر ہم سے خمینی بھی مانگتا تو ہم حوالے کر دیتے۔ یعنی وہ شیعہ تھے اور یہ بات کہتے تھے۔ میڈیا، ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ پہ انہوں نے شور مچایا ہوا ہے کہ امریکہ شیطانِ اکبر ہے، یہ صرف پراپیگنڈہ ہے، حقیقت یہ کہ وہ امریکہ سے بہت خوفزدہ ہیں اور اسے معبُود کا درجہ دیتے ہیں۔

امارتِ اسلامیہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ:

امارتِ اسلامیہ (طالبان) کے دور میں کچھ ساتھی اعتراض کرتے کہ یہ صحیح اسلامی حکومت نہیں ہے اور انہوں نے بہت سے مسائل بھی کھڑے کیے، لیکن واللہ جب ہم سے وہ نعمت (امارتِ اسلامیہ) چھن گئی تو ہمیں احساس ہوا کہ وہ کتنی بڑی نعمت تھی۔ مثلاً عام افراد کے لیے ہر قسم کے اسلحے پر پابندی تھی۔ لیکن اگر کوئی مجاہد کسی چیک پوسٹ سے گزرتا اور صرف کہتا "کیف حـــــالک" چاہے اسے عربی نہ آتی ہو، وہ پشتون ہی کیوں نہ ہو وہ بس یہ الفاظ کہہ دیتا اور یہ اس کے لیے اسلحے کا پرمٹ ہوتا۔ طالبان اس کو کہتے ماشاءاللہ، عرب! مجاہد! جائیے۔ اسی طرح چیک پوسٹ پر ایک طالبان، اردو سمجھنے والا اور دوسرا عربی بولنے والا مقرر ہوتا، جب مسافروں کی تلاشی ہوتی اور کوئی پاکستانی مسافر گاڑی میں ہوتا تو وہ طالب اس سے کہتا کہ ہم آپ کو امارتِ اسلامیہ میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ آپ کی اپنی امارت ہے، ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں، اسی طرح اگر کوئی عربی مسافر ہوتا تو عربی بولنے والا طالب اس کو خوش آمدید کہتا۔

ایک چیز جو میں نے خود دیکھی اور اس کو آج تک میں بھلا نہیں سکا۔ ایک دفعہ میں ایک بھائی کے ساتھ ٹرک خریدنے کے لیے ہرات گیا، وہاں پر ہمیں مناسب ٹرک نہیں ملے، کسی نے کہا کہ آپ ترکمانستان کے بارڈر پر جائیں وہاں آپ کو اچھے ٹرک مل جائیں گے۔ ہم وہاں چلے گئے وہ ترغندی کا علاقہ کہلاتا ہے، ہرات سے کچھ تین گھنٹے کی مسافت پر۔ پہلے دن میں وہاں پہنچا، دوسرے دن بارڈر پر چلا گیا، طالبان کی طرف بارڈر پر ایک رسی لگی تھی جس کے پیچھے مسجد تھی جو طالبان کا امیگریشن دفتر تھا اور امیگریشن آفیسر ایک مولوی تھا۔ جبکہ دو سو میٹر کے فاصلے پر ترکمانستان کا امیگریشن دفتر تھا جس کی اونچی اونچی دیواریں تھیں، ہر طرف تار لگی ہوئی تھی اور بڑا سا گیٹ تھا۔ میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک بڑا چالیس فٹ والا ٹریلر آیا۔ جب وہ رسی کے قریب پہنچا تو ڈرائیور اپنا پاسپورٹ ہاتھ میں لیے نیچے اتر آیا۔ اس نے جینز اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کی داڑھی نہیں تھی۔ میں سمجھا کہ کوئی یورپین ہے۔ لیکن جب وہ مولوی صاحب کے پاس پہنچا اور اپنا پاسپورٹ دکھایا تو وہ افغانی تھا۔ مولوی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا تم افغانی ہو؟ اس نے کہا، ہاں میں افغانی ہوں اور مزار شریف سے ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر)

مشرقی ترکستان

محمد زبیر

امت مسلمہ کے قلوب میں درآنے والے وہن نے جہاں اس امت کو اپنے عقائد، تعلیمات، طرز زندگی، خلافت اور عظمت رفتہ سے محروم کر دیا ہے' وہیں خدا بیزار مغربی تہذیب کو بھی یہ اجازت دی کہ وہ مسلمان معاشروں پر مسلط ہو جائے۔ اس باطل تہذیب کے بنیادی نعروں آزادی (آسمانی وحی اور حدود شریعت سے)، مساوات (مومن و کافر، متقی و فاجر، مرد و زن کے مابین) اور ترقی (اتباع نفس میں) نے مسلمانوں کے قلب و ذہن کو اس قدر پراگندہ کر دیا ہے کہ توحید حاکمیت، نفاذ شریعت، اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی، جہاد اور آخرت کی تیاری جیسی دین اسلام کی بنیادی چیزیں اجنبی بن کر رہ گئی ہیں۔ مسلمان معاشرے کفار ہی کی نفسیات کا پرتَو دکھائی دے رہے ہیں، جس میں مفاد پرستی کو بنیادی محرک کی حیثیت حاصل ہے۔ دوست وہ ہے جو ہمارے مفادات کا پاس کرے، جو ہماری ''ترقی'' میں تعاون کرے اور جس کی دی ہوئی بھیک ہماری معیشت کو سہارا دے۔ اس دوستی کو قائم رکھنا ملکی پالیسی میں اہم ترین فرض گردانا جاتا ہے، جس کے مقابل اسلام اور اخوتِ اسلامی کی کوئی وقعت نہیں۔

اس بنیاد پر قائم کردہ تعلّق کی ایک مثال ''پاک چین دوستی'' ہے۔ حکومت اور میڈیا نے ذاتِ خداندی کی منکر اس سگ خور قوم کے ملکِ پاکستان پر احسانات کی گردان اس کثرت سے دہرائی ہے کہ پوری قوم چین کی ممنون دکھائی دیتی ہے۔ باہمی اغراض پر استوار اس دوستی نے چینیوں کے الحاد، قدیم اسلام دشمنی اور چین اور اس کے مقبوضہ علاقے مشرقی ترکستان میں بسنے والے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے روح فرسا مظالم کو یکسر فراموش کر دیا۔ بعض ''دانش ور'' تو چین کی مدح سرائی میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ امت مسلمہ کے مستقبل کو بھی چینی تعاون کا محتاج بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اسی علّت کے پیشِ نظر وہ مشرقی ترکستان کے موقف پر چین کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ کاش کہ ہم چین کے چہرے کو مشرقی ترکستان کے مظلوم مسلمانوں کی آنکھوں سے دیکھیں!!!

مشرقی ترکستان اٹھارہ لاکھ مربع کلومیٹر پر محیط مسلم خطہ زمین ہے۔ جو چین کے کل رقبہ کا پانچواں حصّہ بنتا ہے۔ اس کے جنوبی سمت میں ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ ہے جبکہ مغرب اور شمال مغرب کی جانب اس کی حدود افغانستان، پاکستان، تاجکستان، کرغزستان اور قازقستان سے منسلک ہیں، شمال میں منگولیا اور روس واقع ہیں۔ اس مخصوص محل وقوع کی وجہ سے یہ خطہ جغرافیائی طور پر نہایت اہمیّت کا حامل ہے جو چین کو وسطی ایشیا کے قدرتی وسائل سے مالا مال خطوں اور بذریعہ پاکستان بحیرۂ عرب تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس خطے کو بھی بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ خطے میں پانی کی وافر فراہمی اور زرخیز زمین کے باعث زرعی پیداوار کا حجم بہت زیادہ ہے۔ چین اپنے غلے کی ضروریات کا ۳۵ فیصد یہیں سے حاصل کرتا ہے۔ چاول، گندم، کپاس اور مختلف انواع کے پھل یہاں کی اساسی پیداوار ہیں۔ اپنے وسیع سبزہ زاروں کی بدولت یہ علاقہ مویشیوں کی افزائش کے لیے بھی انتہائی موزوں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین میں قدرتی وسائل معدنیات کا بھی انتہائی وسیع ذخیرہ رکھا ہے۔ مشرقی ترکستان دنیا بھر میں خام تیل کا سعودیہ کے بعد دوسرا بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اس کے ذخائر کی مقدار ۱۶ کروڑ ٹن تک ہے۔ اسی طرح اعلیٰ نوعیت کی یورینیم کا ایک وسیع خزانہ بھی اسی میں دفن ہے جو کہ ۱۹۶۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۲ کھرب ٹن تک پہنچتا تھا۔ نیز مشرقی ترکستان میں تقریباً ۵۰ سونے کی کانیں، ۴۰ لوہے کی کانیں، ۷۰ کوئلے کی کانیں اور ۶ پارے کی کانیں بھی موجود ہیں۔

مشرقی ترکستان کے مسلمان ایغور نسل سے تعلّق رکھتے ہیں، جن کا رہن سہن اور زبان وغیرہ ترک نسل سے قریب تر ہے، اور عقیدتاً سنی مسلمان ہیں۔ اس کے علاوہ قازق اور کچھ دیگر ترک نسلوں کے لوگ بھی یہاں مقیم ہیں۔ اب چین نے یان نسل کے کافر چینیوں کو بھی بڑی تعداد میں یہاں لا کر آباد کیا ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی لشکر مشرقی ترکستان کی سرحدوں تک پہنچ گئے تھے لیکن ۸۰ ہجری میں یہ خطہ باقاعدہ طور پر اسلامی سلطنت کا حصّہ بنا۔ جب قتیبہ بن مسلم باہلی رحمہ اللہ کے ہاتھوں مشرقی ترکستان کا صدر مقام کاشغر فتح ہوا۔ قتیبہ رحمہ اللہ چین کی سرحد تک جا پہنچے، خلافت اسلامیہ سے خوفزدہ چینی شاہ نے وفد بھیج کر صلح کی درخواست کی اور جزیہ دینا قبول کیا۔ اس کے بعد یہ خطہ ایک طویل عرصے تک اسلامی سلطنت کا جزو رہا۔ علم اور علما کے حوالے سے بھی مشرقی ترکستان کو نمایاں مقام حاصل ہوا اور اُس نے چینی کافروں کے خلاف مسلمانوں کی صفِ اول کا کام دیا۔

مشرقی ترکستان پر چینی دست درازیوں کا آغاز سترہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ مسلمانوں نے اس چینی تسلط کے خلاف متعدد بار جہاد کا آغاز کیا۔ ۱۸۶۳ء میں ایغور اور دیگر چینی مسلمانوں نے مشرقی ترکستان کے ساتھ ساتھ قینسو اور مشان بٹی میں بھی جہاد کا آغاز کیا۔ اور یعقوب بیگ رحمہ اللہ کی قیادت میں آزاد اسلامی سلطنت بنانے میں کامیاب ہو گئے، جو ۱۶ سال قائم رہی۔ اسی طرح ۱۹۳۳ء اور ۱۹۴۴ء میں بھی مسلمان آزاد اسلامی ریاست بنانے میں کامیاب رہے۔ لیکن پہلی بار تو ریاست کا خاتمہ چینی فوج میں شامل کلمہ گو فوجیوں کی ۳۶ ویں ڈویژن (قومی انقلاب آرمی) کے ہاتھوں ہوا۔ یہ وہ قابلِ افسوس امر ہے جس کا سامنا آج بھی مسلمان کر رہے ہیں۔ جس خطے میں بھی نفاذِ اسلام کی آوز بلند ہو تو وہیں کی نام نہاد مسلمان فوج، جن کا اول و آخر مقصد خواہشاتِ نفس کی تسکین اور عہدے و مراعات کا حصول ہوتا ہے، اس تحریک کے سامنے مسلح ہو کر کھڑی ملتی ہے۔ یمن، صومالیہ، عراق، افغانستان، پاکستان غرض ہر علاقے میں مسلمانوں کو یہی اولین مشکل درپیش ہے۔ ۱۹۴۴ء میں قائم کردہ اسلامی ریاست کا خاتمہ ماؤزے تنگ کے کمیونسٹ انقلاب کے ہاتھوں ہوا۔ ۱۹۴۹ء میں کمیونسٹ پیپلز لبریشن آرمی مشرقی ترکستان پر مستحکم قبضہ حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ اس قبضے کی وجوہات میں سے ایک بنیادی وجہ اس وقت کا کمیونسٹ ذہنیت کا

حامی حکمران احمد جان تھا۔ جسے ریاست کے پہلے سربراہ علی یان طوری کی جگہ نامزد کیا گیا تھا۔ احمد جان اولاً روسی حمایت یافتہ تھا لیکن بعد میں یہ چین کے ساتھ مل گیا اور مشرقی ترکستان میں کیمونسٹ انقلاب کی راہ ہموار کرنے کا موجب بنا۔

اس کے بعد چین نے کسی بھی قسم کی آئندہ بغاوت سے بچنے کے لیے نظریاتی، معاشی، عسکری غرض ہر سطح پر مسلمانوں کا استحصال جاری رکھا۔ چین نے پوری کوشش کی کہ یہاں کے مسلمانوں کو اسلام کی دولت سے بے بہرہ کردے اور انہیں ان کا اسلامی ماضی بھلا دے۔ جیسا کہ یورپ نے اندلس (اسپین) میں کیا اور یہودی فلسطین میں کررہے ہیں۔ فوری طور پر مشرقی ترکستان کا نام بدل کر سنکیانگ (نئی سرزمین) رکھ دیا گیا۔ ڈاڑھی، حجاب، حج اور دیگر اسلامی شعائر پر پابندی عائد کردی گئی، مساجد اور مدارس دینیہ بند کردیے گئے۔ اسلامی کتب جلادی گئیں اور متعدد علمائے کرام شہید کردیے گئے۔ ۱۹۶۶ء میں ثقافتی انقلاب کے نام سے چین نے کیمونسٹ مخالف ہر قسم کے جذبات ختم کرنے کے لیے نئے سرے سے ایک تحریک کھڑی کی جس کا مقصد چار پرانی چیزوں یعنی پرانے نظریات، پرانی ثقافت، پرانے رسم و رواج اور پرانی عادتوں کو ختم کرنا ٹھہرایا۔ اسلام اس تحریک کا بالخصوص نشانہ بنا، جس گھر میں قرآن مجید کا نسخہ نظر آیا اُسے مسمار کردیا گیا۔ ۱۹۹۰ء میں بھی اسلامی لہر کو محسوس کرتے ہوئے چین نے دینی عناصر کے خلاف اپنی بہیمیت کا پورا اظہار کیا۔ ۲۸۰۰۰ مساجد، ۱۸۰۰۰ مدارس کی تالہ بندی کردی گئی اور ۷۳۰۰۰۰ اسلامی کتب قبضے میں لے لی گئیں۔ آج بھی چین میں ۱۸ سال سے کم عمر بچے کو مذہبی تعلیم دینے پر پابندی ہے۔ ایسے متعدد واقعات پیش آچکے ہیں کہ مشرقی ترکستان کے نوجوان پاکستان یا کسی اور ملک کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے آئے لیکن چینی حکومت نے پتہ چلتے ہی اُنہیں واپسی پر شہید کردیا۔

اسی دوران میں مشرقی ترکستان میں ایغور نسل کی عددی برتری کو ختم کرنے کے لیے یان نسل کے چینیوں کو بڑی تعداد میں رقوم، اراضی اور زرعی سہولیات کے بدلے یہاں منتقل کیا گیا ہے اور حکومتی امور بھی زیادہ تر اُنہی کے سپرد ہیں۔ دوسری طرف کیمونسٹوں کے مظالم سے تنگ آکر بہت سے ایغور مسلمان دوسرے علاقوں میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ۱۸۰۰۰۰ کے قریب ایغور مہاجر قازقستان میں پناہ گزیں ہیں۔ اسی طرح کرغزستان میں بھی ایغور مہاجرین آباد ہیں۔ مسلمانوں کی تحدیدِ نسل کے لیے ایک سے زاید بچوں پر پابندی عائد کی گئی۔ بچوں کی تعداد پر ٹیکس نافذ کیا گیا اور ہسپتالوں میں اسقاطِ حمل کے حربے استعمال کیے گئے۔ اس کے علاوہ بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے قتلِ عام کی وجہ سے آج اس خطے میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۸۰ لاکھ رہ گئی ہے۔ جو مشرقی ترکستان کی کل آبادی کا صرف ۴۰ فیصد بنتا ہے۔ جبکہ ۱۹۴۹ء میں ۹۰ فیصد خالصتاً سنی مسلمان وہاں مقیم تھے اور اُن کی تعداد تقریباً ڈھائی کروڑ کے قریب بنتی تھی۔ صرف ۱۹۴۹ء میں شہید کیے گئے مسلمانوں کی تعداد کئی لاکھ ہے۔ چین، مشرقی ترکستان کو ایٹمی ہتھیاروں کی تجربہ گاہ کے طور پر استعمال کررہا ہے۔ اس سرزمین پر اب تک بیسیوں تجربے کیے جا چکے ہیں، جس سے پیدا ہونے والی تابکاری دو لاکھ مسلمانوں کی جان لے چکی ہے۔ تابکاری کے اثرات کی وجہ سے متعدد لوگ ناقابل فہم قسم کی بیماریوں کا شکار ہورہے ہیں اور نوزائیدہ بچوں میں ذہنی و جسمانی معذوری کے واقعات میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔

چین مشرقی ترکستان کے وسائل کو بے دریغ اپنے استعمال میں لارہا ہے۔ معدنیات کی باآسانی چین منتقلی کے لیے ریلوے لائنیں بچھائی گئی ہیں جن کے ذریعے امت کا سرمایہ کفار ہتھیا لے جارہے ہیں۔ جبکہ خود ایغور مسلمان کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ سڑکوں کے کنارے بھیک مانگتے مسلمان بکثرت نظر آتے ہیں۔ چینی مسلمان خواتین کو زبردستی دور دراز فیکٹریوں میں کام کے لیے بھیجا جاتا ہے تاکہ مسلمان خواتین سے عصمت و حیا کا عنصر جاتا رہے اور معاشرے میں بے دینی کو فروغ مل سکے۔

الحمدللہ! مشرقی ترکستان کے مسلمانوں نے ۱۹۴۹ء سے لے کر آج تک لمحہ بھر کے لیے اس غلامی کو قبول نہیں کیا اور وقفے وقفے سے جہادی تحریکیں بیدار ہوتی رہیں۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۸۱ء تک مسلمانوں کی طرف سے چینی حکومت کے خلاف بغاوت کے انیّس واقعات پیش آئے۔ جبکہ اسی عرصہ میں چینی حکومت نے مسلمانوں کو دبانے کے لیے ۱۹۴ آپریشن کیے جن میں بہت سے مسلمان شہید اور گرفتار ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں شیخ ضیاء الدین بن یوسفؒ نے حرکت اسلامی مشرقی ترکستان کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت نے چینی کافروں کے خلاف جہادی کارروائیاں شروع کیں۔ مئی ۱۹۹۰ء میں شیخ ضیاء الدینؒ نے ۳۰۰ مجاہدین کے ساتھ بیرن میں حکومتی عمارتوں پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ جواباً ۴۰۰۰ چینی آرمی نے قبضہ واپس لینے کے لیے کارروائی کی۔ اس معرکے میں شیخ ضیاء الدین شہید ہوگئے۔ چینی حکومت نے اس کے بعد قتل و گرفتاریوں کا سلسلہ مزید تیز کردیا اور صرف شک کی بنیاد پر لاتعداد افراد غائب کردیے گئے۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد مشرقی ترکستان کے مجاہدین نے یہاں ہجرت کی، جن کی قیادت عالمِ ربانی شیخ حسن ابو محمد مخدومؒ کررہے تھے۔ شیخ حسن مخدومؒ ۹۱۔۱۹۹۰ء کے دوران بیرن کے حملوں اور مجاہدین کو تربیت دینے کے الزام میں گرفتار رہے۔ ۱۹۹۳ء میں انہیں دینی نصاب کی تبدیلی کے لیے کانفرنس بلانے پر گرفتار کرلیا گیا اور ۱۹۹۶ء میں رہا ہوئے۔ شیخ حسن نے افغانستان میں مشرقی ترکستان کے جہاد کو نئے سرے سے منظّم کیا اور جماعت کا نام 'حزب اسلامی ترکستان' رکھا جو امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہے۔

ترکستانی مجاہدین' امارت اسلامیہ کے تحت شمالی اتحاد کے خلاف بھی برسرپیکار رہے۔ ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر عالمی صلیبی یلغار کے دوران بھی ترکستانی مجاہدین' طالبان اور دیگر مہاجر مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑتے رہے۔ ۲۲ کے قریب ترکستانی مجاہدین گرفتار کرکے گوانتانامو بھیجے گئے۔ جن میں سے بیشتر کو پاکستان کے خفیہ اداروں نے گرفتار کرکے اپنے آقا امریکہ کے ہاتھ فروخت کیا۔ امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد حزب کا مرکز پاکستان کے قبائلی علاقوں کی طرف منتقل ہوگیا۔ جہاں وہ عالمی کفریہ طاقتوں امریکہ و چین کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شیخ حسن مخدومؒ ۲۰۰۳ء میں وزیرستان میں کفر کی اتحادی ناپاک فوج کی شیلنگ سے شہید ہوگئے۔ آپؒ کی شہادت سے مجاہدین ایک مجاہد عالم اور مشفق دینی و عسکری استاد سے محروم ہوگئے۔ آپؒ نے مشرقی ترکستان کے جہاد کو ہر طرح کے غیر اسلامی نظریات (جمہوریت و قومیت) سے پاک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے بعد عالم ربانی

شیخ عبدالحق [جو بعد میں شہادت کا رتبہ پا گئے] حزب کے نئے امیر مقرر ہوئے۔ ترکستانی مجاہدین افغانستان و آزاد قبائل میں عالمی کفری اتحاد کے خلاف کارروائیوں کے ساتھ ساتھ چین میں بھی جہاد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

۲۰۰۷ء میں مجاہدین کی پامیر کے پہاڑی سلسلوں میں چینی فوج کے ساتھ جھڑپ ہوئی۔ چینی حکومت کے مطابق اس علاقے میں مجاہدین کے تربیتی مراکز قائم تھے۔

۵ مئی ۲۰۰۸ء کو چینی دارالحکومت شنگھائی میں دو بسوں پر بم حملے کیے گئے، جن میں ۳ افراد ہلاک ہوئے۔

۱۷ مئی کو جواندونگ میں پولیس ہیڈ کوارٹر پر فدائی حملہ کیا گیا جس میں متعدد پولیس اہل کار جہنّم واصل ہوئے۔

۱۷ جولائی کو ون زو میں ایک بس بم حملہ کا نشانہ بنی۔

۲۱ جولائی کو یونن میں ایک بس کو بم حملہ سے تباہ کیا گیا۔

۴ اگست، اولمپک کھیلوں سے چار دن پہلے مجاہدین نے چینی سپیشل فورسز کو کار بم دھماکے کا نشانہ بنایا، جس میں ۱۶ فوجی مارے گئے۔

۷ اگست کو سیکورٹی فورسز پر خود کار ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا جس میں ۸ فوجی ہلاک ہوئے۔

۸ اگست کو مجاہدین نے پولیس کے ایک قافلے کو نشانہ بنایا جس میں ۹ پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۰ اگست، کوغا میں مجاہدین نے حکومتی عمارتوں پر حملہ کیا۔

۱۲ اگست کو ایک چیک پوسٹ پر حملہ کیا گیا، تین پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

مجاہدین نے عالمی اولمپکس کے دوران حملوں کے بارے میں چینی حکومت کو پہلے ہی خبردار کیا تھا۔ ان کارروائیوں کی ایک بڑی وجہ جولائی ۲۰۰۸ء میں ہونے والا ایغور مسلمانوں کا قتل عام تھا۔ واقعہ کچھ یوں تھا کہ جواندونگ میں کھلونے بنانے والی ایک فیکٹری کے دو مسلمان مزدوروں کو ایک چینی عورت کے ساتھ زیادتی کے الزام میں قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں یہ الزام جھوٹا ثابت ہوا تو فیکٹری کے مسلمان مزدوروں نے معاملے کی انکوائری کا مطالبہ کر دیا۔ بجائے اس کے کہ حکومتی سطح پر معاملہ کی تحقیقات کروائی جاتی، فیکٹری کے ۶۰۰۰ چینی مزدور اکٹھے ہو گئے۔ اردگرد کے چینی لوگ اور پولیس بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے جمع تھی اور یہ سب ۶۰۰ مسلمان مزدوروں پر چڑھ دوڑے۔ اس افسوس ناک واقعہ میں دو سو مسلمان شہید اور چار سو زخمی ہوئے۔ اس سفاکی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں نے حکومت پر کارروائی کے لیے دباؤ ڈالا لیکن کوئی جواب نہ ملنے پر خود ہی کھڑے ہونے کی ٹھانی۔ ایغوری مسلمانوں اور چینی کافروں کے درمیان شدید جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ پولیس اور فوج نے پوری طرح چینی کافروں کا ساتھ دیتے ہوئے ہزار کے قریب مسلمانون کو شہید جبکہ دو ہزار کو زخمی کر دیا۔ اس المناک سانحہ پر تنظیم القاعدۃ الجہاد نے ایک ویڈیو جاری کی جس میں تنظیم کے مسئول شرعی شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ نے چین میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو بیان کرتے ہوئے ایغور مسلمانوں کی اس تحریک کو انتفاضہ کا نام دیا اور پوری امت کے مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ وہ مسلمان ترکستانی بھائیوں کی مدد کے لیے کھڑے ہوں اور چین کے خلاف جہاد میں ان کا ساتھ دیں۔

القاعدہ فی مغرب الاسلامی (الجزائر) نے بھی اس قتل عام کے بعد شمالی افریقہ میں موجود چینیوں پر حملے کی دھمکی جاری کی۔ شمالی افریقہ کے ممالک میں لاکھوں کے حساب سے چینی کام کر رہے ہیں۔ صرف الجزائر میں کام کرنے والے چینیوں کی تعداد پچاس ہزار ہے۔ امارت اسلامیہ عراق کے مجاہدین نے بھی اس موقع پر ترکستانی مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔

مشرقی ترکستان کی جغرافیائی اہمیّت، قدرتی وسائل اور اسلامی خطہ ہونے کے سبب چین ہرگز اس کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ لہٰذا وہ خطے سے بیدار ہونے والی اسلامی تحریکوں کو روکنے کے لیے فوجی قوت کے استعمال کے ساتھ ساتھ ایسی پالیسیاں بھی ترتیب دیتا ہے جو مجاہدین کی قوت کو زائل کرنے میں معاون ثابت ہوں۔ ۲۰۰۱ء میں جب اسلام کے خلاف عالمی جنگ کی حمایت کا بل اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں پیش کیا گیا تو چین نے چند تحفظات کے بعد اس کی حمایت کی کیونکہ امارت اسلامیہ افغانستان دنیا بھر کے مجاہدین کی نصرت کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ خفیہ معلومات کے تبادلے کا معاہدہ بھی طے پایا جس کے تحت امریکی خفیہ ادارے ایف بی آئی کے دفتر کو چین میں کام کرنے کی اجازت بھی دی گئی۔ "دہشت گردی" کے خلاف جنگ میں پاکستان کا بیش بہا تعاون بھی چین کی خاموش حمایت ہی کا نتیجہ ہے۔ جنوری ۲۰۰۲ء میں سابق امریکی صدر بش نے کہا تھا "ایک مشترکہ خطرہ پرانی عداوتوں کو زائل کر رہا ہے، امریکہ، روس، چین اور بھارت کے ساتھ مل کر امن اور ترقی کے حصول کے لیے کوشاں ہے، ایسا باہمی تعاون پہلے کبھی ممکن نہ ہو پایا تھا"۔ بالکل ایسے ہی چین، روس اور وسطی ایشیا کی ریاستوں سے اچھے تعلقات کو فروغ دے رہا ہے تاکہ قازقستان اور کرغزستان میں پناہ گزین ایغور مسلمان خطرہ نہ بن سکیں۔ ان ممالک نے آپس میں "انسداد دہشت گردی" کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں اور مشرقی ترکستان میں ان ممالک کی مشترکہ جنگی مشقیں بھی ہو چکی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کمیونسٹ تعلیمی اداروں میں ایغور مسلمانوں کو کم میرٹ پر داخلہ اور فراغت کے بعد ملازمت کی یقین دہانی کرائی جا رہی ہے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل اسلام سے دور اور چینی افکار و نظریات کی حامل بن جائے۔ یقیناً کفریہ نظام تعلیم سے فارغ شدہ مسلمان طبقہ ہی آج کفر کا سب سے بڑا وکیل ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شر سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین

پوری دنیا بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ چین کے بارے میں اپنی سوچ و نظریات کی اصلاح کریں اور مشرقی ترکستان کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کے لیے ہر ممکنہ ذریعہ بروئے کار لائیں۔ عوام کے سامنے چین کی اسلام دشمنی کو واضح کیا جائے اور مالی و جانی لحاظ سے مشرقی ترکستان کے مجاہدین کا تعاون اور ان کے لیے دعا کی جائے۔ ان شاء اللہ کفر کے امام امریکہ کی شکست کے بعد مجاہدین بھی اس قابل ہوں گے کہ اپنی توجہ پوری طرح مشرقی ترکستان کی جانب مبذول کریں اور نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ظلم و سفاکیت کا بدلہ چکا سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مشرقی ترکستان کے مجاہدین کی حفاظت فرمائے، انہیں ثابت قدمی عطا فرمائے اور اپنی نصرت کے دروازے ان کے لیے کھول دے۔ آمین

☆☆☆☆☆

ایک مردِ حق آگاہ تھا، نہ رہا

مولانا محمد صاحب

شیخ القرآن حضرت مولانا ولی اللہ کابلگرامیؒ کی وفات پر ایک تاثراتی تحریر

قید خانوں سے کسی صاحبِ علم کا علَمِ شہادت لے کر نکلنا نئی بات نہیں......سراج الائمہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ قید خانے سے ہی برآمد ہوا......شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی جان جانِ آفریں کو ایک عقوبت خانے میں ہی سپرد کی......اور کون نہیں جانتا کہ جبلِ استقامت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی ننگی پیٹھ پر کوڑے کھائے مگر پائے استقلال میں لغزش نہ آئی......حضرت امام مالک رحمہ اللہ بھی اسی قبیلہ کے فردِ فرید تھے جنھوں نے کلمۂ حق کی پاداش میں اپنے دونوں کندھے اتروا لیے اور زندگی بھر کے لیے معذور ہو گئے......اور سیدنا عبداللہ بن جبیر رحمہ اللہ کی مظلومانہ شہادت کون نہیں جانتا......

جی ہاں! دین و شریعت کی خاطر فساق و فجار اور جابر حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کرنا علمائے حق کا ہی وطیرہ ہے، تب مصلحت کوشیوں کی پٹاری وجود میں نہیں آئی تھی، تب بزدلی اور کم ہمتی کو دینی تقاضوں میں لپیٹ کر پیش کرنے کا ہنر ایجاد نہیں ہوا تھا۔ جب جب بھی دینِ حق کی حفاظت و سربلندی کا معرکہ پیش آیا، عشق آتشِ نمرود میں بے خطر کود پڑا۔ اب تو یہ سنتیں پیش پا افتادہ ہو گئیں اور اس راہ پر چل نکلنے والے خال خال نظر آتے ہیں! لیکن ایسا بھی نہیں کہ یہ رِیت اور روایت بالکل ناپید ہو گئی ہو! الحمدللہ یہ رسمِ قدیم اب بھی جاری ہے......

حال ہی میں مرجع العلماء استاذ الاساتذہ شیخ القرآن مولانا ولی اللہ صاحب کابلگرامی کا جب سیکورٹی فورسز کی حراست میں انتقال ہوا تو تاریخ اسلام کے وہ دلخراش واقعات اور ایمان و عزیمت کا سبق دیتی داستانیں یاد آ گئیں، جن کا معمولی سا ذکر اوپر ہوا ہے۔

بلاشبہ وادیٔ سوات اب تک نفاذ شریعت و قیام حکومت الٰہیہ کے لیے بے شمار شہدا کا نذرانہ پیش کر چکی ہے......کتنوں کو بے دردی سے شہید کر کے مینگورہ کی گلیوں بازاروں میں پھینک دیا گیا......کتنے ہی گھروں کے اندر شہید کر دیے گئے، اس میں بچوں بوڑھوں، جوانوں اور خواتین کی کوئی تقسیم نہیں......طاغوتی فوجیوں نے سفید ریش بزرگوں پر جو ظلم روا رکھا اُس کی ادنیٰ جھلک تو اُس ویڈیو میں دیکھی جا سکتی ہے جس میں ایک بزرگ زمین پر لیٹے درد و کرب کے عالم میں اللہ سے فریاد کناں ہیں اور طاغوتی فوجی بے دردی سے اُنہیں ٹھڈوں اور مکوں سے روند رہا ہے۔ ان سفاک طواغیت کے ظلم کی معمولی جھلک اُس ویڈیو میں بھی دیکھی جا سکتی ہے جس میں ایک درندہ صفت فوجی معصوم بچوں کو قطار میں کھڑا کر کے گولیوں میں بھون ڈالنے کا حکم دیتا ہے......یہ سب کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انکارِ کفر کیا اور ربی اللہ کا نعرہ بلند کیا......اسلام کے انہیں سپوتوں کے سرخیل مولانا ولی اللہ کابلگرامی تھے۔ جن کے خطبات اور دروس نے عامۃ الناس میں شریعت کی طلب اور تڑپ پیدا کی۔ اُن میں جذبۂ جہاد پھونکا اور استعمار سے شدید ترین نفرت پیدا کی۔ سوات و مالاکنڈ کی تحریک نفاذِ شریعت محمدی کی اٹھان اور تحریک طالبان کی بنیادوں میں جہاں دیگر علما کا حصّہ تھا وہیں حضرت مولانا ولی اللہ کابلگرامی رحمہ اللہ کا بھی کلیدی کردار تھا۔ رجب اور شعبان کے مہینوں میں آپ کے مدرسہ میں دورۂ تفسیر قرآن کا انعقاد ہوتا تو علما و طلبا کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ قریب و بعید سے ہزاروں کی تعداد میں تشنگانِ علوم قرآن علم کی اس بارگاہ میں حاضر ہوتے اور اپنی جھولیاں قرآنی علوم سے بھرنے کے ساتھ ساتھ ایمان و عقیدہ، نظریہ و عمل اور ذوقِ جہاد و شوقِ شہادت کی سوغات بھی اپنے دامن میں بھر لے جاتے۔

تاریخ کے صفحات میں مرقوم ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی انقلابی شخصیت سے خائف ہو کر انگریزوں نے اُن کا مدرسہ مسمار کر دیا تھا اور اُن کے جسم پر چھپکلی کا تیل ملوایا جس سے اُنہیں برص کا مرض لاحق ہو گیا۔ اُن کے ہاتھوں کی انگلیاں کھنچوا ڈالیں کہ یہ استعمار کے خلاف تحریریں لکھتی ہیں۔ مولانا ولی اللہ کابلگرامی رحمہ اللہ کو بھی کئی گونہ شاہ ولی اللہ دہلوی سے مماثلت تھی۔ آپ علم کی جس اوج پر تھے یقیناً آپ 'ولی اللہ دوراں' کہلانے کے قابل تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی انقلابی مزاج کے حامل تھے، ولی اللہ کابلگرامی بھی اُنہی کے نقشِ قدم پر تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کا مدرسہ مسمار کیا گیا تو ولی اللہ کابلگرامی کے قائم کردہ چمنِ علم کو بھی استعماری ایجنٹوں نے بُری طرح روند ڈالا۔ شاہ ولی اللہ انگریز کے ہاتھوں تعذیب و عقوبت سے گزرے تو انگریز کی معنوی اولاد طاغوتی فوجیوں نے ولی اللہ کابلگرامی کو پیرانہ سالی میں قید کیا، ان کے علم و بزرگی کو خاطر میں لائے بغیر اُن پر تشدد کے دندانِ آز کسے اور بالآخر امام ولی اللہ کابلگرامی نے طاغوت کے عقوبت خانوں میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

دورِ حاضر کا طاغوت اس قدر سینہ زور ہو چکا ہے کہ اس نے علما کا خون بے دریغ بہایا ہے۔ مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی عتیق الرحمٰن، شیخ مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا سعید احمد جلال پوری۔ یہ تو وہ لوگ تھے جنہیں چوراہوں اور شاہراہوں پر ''انجان'' قاتلوں نے شہید کیا۔ بظاہر ان کے قاتل نامعلوم ہیں مگر کون نہیں جانتا کہ قاتلوں کا کھُرا کس طرف نشاندہی کرتا ہے۔ ان کے علاوہ مولانا امیر عزت شہید اور مولانا محمد عالم شہید تو سیکورٹی حراست میں قتل کیے گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے علمائے حق کی یہی ترجمانی کرتے ہوئے کہا تھا کہ: '' ہماری ایک ہی روایت ہے، حق بات کہنا، حق سننا اور حق ماننا' چاہے کچھ ہو جائے''۔ یہ تمام وہ لوگ تھے جن پر حق گوئی ناز کرتی تھی۔ انہی میں حضرت شیخ القرآن تھے، آپ کی بے مثال و بے نظیر کتاب **إعلام الأعلام بمفهوم الدين و الإسلام** نظریہ ساز کتاب ہے۔ اس کتاب کو ایک مرتبہ سمجھ کر پڑھ لیا جائے اور جس سوز نہاں سے حضرت شیخ القرآن نے یہ کتاب لکھی ہے اُس کی تہہ تک پہنچنا نصیب ہو جائے تو یقین جانئے کہ راتوں کی نیند حرام ہو جائے۔ جن لوگوں نے اس کتاب کو دل کی نگاہ سے پڑھا' وہ چین کی نیند نہ سو سکے۔

سوات کی عظیم الشان تحریک نفاذِ شریعت کے برپا ہونے میں یہ کتاب بھی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت شیخ القرآن نے یہ کتاب عربی میں لکھی ہے اور اس کے مخاطب علما

ہیں مگر بُرا ہو کہ اب وہ ذوقِ مطالعہ نہیں رہا۔لوگ سہل پسندی کا ایسا شکار ہوئے کہ اب وہ کتب خانوں میں جا کر دجالی کتابوں کا ذخیرہ تلاش کر کے پڑھتے ہیں اور پھر ہاتھ پر ہاتھ دھرے اس نانہجار کی آمد کے ماہ و سال اور روز و شب گننے لگتے ہیں۔اب اُن کے لیے کسی نظریہ ساز کتاب کا پڑھنا امرِ محال ہے۔اور پھر ایسی کتاب جو اُنہیں عمل کی گھاٹی میں لا کھڑا کرے اُس کا مطالعہ کیونکر ممکن ہے؟! حضرت شیخ القرآن کی یہ کتاب اس قابل تھی کہ اُس سے خصوصی اعتنا برتا جاتا مگر ایسا نہ ہو سکا۔وجہ معلوم کہ اُس سے حجت قائم ہوتی جو جمہوریت پسندوں کے لیے کسی طور روا نہیں۔حضرت شیخ القرآن اپنے دروس میں دورِ حاضر کے طاغوتی نظام کو آڑے ہاتھوں لیتے ،قرآن و سنت کی بنیاد پر اُس کے تار و پود بکھیرتے۔ظاہر ہے ایک سچّا موحد آدمی کیونکر جمہوریت جیسے شرکیہ نظام سے مفاہمت اختیار کر سکتا تھا، چنانچہ انہوں نے نظام طاغوت سے ٹکر لی اور اُس کی چولیں ہلا کر رکھ دیں، نتیجتاً وہ بہت بڑے جمہوریت دشمن قرار دیے گئے۔

سوات میں فوجی آپریشن کا آغاز ہوا تو ہلاکو اور چنگیز خان کی سفا کی ماند پڑ گئی، بستیوں کو تاراج کیا گیا،گھروں کے مکینوں کو علاقہ بدر کر دیا گیا،طالبانِ عالیشان کی جہاں جہاں نشاندہی ہوتی' طاغوتی فوج وہاں آناً فاناً پہنچتی اور گھروں کو مکینوں سمیت تباہ کر کے رکھ دیتی۔مسجدیں شہید اور مدارس مسمار کیے گئے،علما کو پکڑ کر تہہ تیغ کیا گیا،بعض علما کو گرفتار کر کے لے جایا گیا اور کچھ ہی عرصے میں ہیلی کاپٹر کے ذریعہ بلندی سے بستی پر گرایا گیا تا کہ لوگ دیکھیں اور شریعت کا نعرہ بلند کرنے والوں کے حشر سے عبرت پکڑیں۔حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ کو حالات کی سنگینی کا اندازہ ہو رہا تھا،اُنہیں معلوم تھا کہ ایک روز طاغوتی فوجیں اُن کی بستی کا بھی رخ کریں گی۔لہٰذا علاقہ کے عمائدین کی مشاورت سے اُنہوں نے خیال کیا کہ از خود گرفتاری دے دی جائے تا کہ اُن کی وجہ سے علاقے والوں کو کسی قسم کی آفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔باوجودیکہ اختلافی رائے بھی تھی کہ طاغوتی فوجی شیخ محترم کی بے حرمتی میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے اس لیے روکنے کی کوشش کی گئی مگر تقدیر کا لکھا اٹل ہوتا ہے۔حضرت شیخ القرآن گرفتار کر لیے گئے، چند دن بعد ہی ظلمتوں کے پجاری' آپ کے مدرسے اور مسجد کو منہدم کرنے کے لیے آ پہنچے۔اُس سے فارغ ہوئے تو پورے علاقے کو روند ڈالا گیا۔حضرت شیخ القرآن تقریباً ایک سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

گذشتہ رمضان میں عارضی طور پر رہا ہوئے اور صرف دس روز بعد گرفتار کر لیے گئے۔اس عارضی رہائی کے دوران میں حضرت شیخ القرآن نے اپنے صاحب زادوں کو وصیتیں فرمائیں۔اپنی قبر کی جگہ منتخب کی اور دیگر ضروری امور نمٹائے۔چند دن بعد علاقے کے تھانے میں حاضری تھی، گئے تو واپس نہ آئے اور اُس کے بعد کچھ پتا نہیں چل رہا تھا کہ اُنہیں کہاں رکھا گیا؟ آیا شہید کر دیے گئے یا تعذیب وعقوبت کے نئے دور سے گزر رہے ہیں؟ بالآخر تین ماہ بعد یکم محرم ۱۴۳۲ھ کو صاحب زدگان کو خبر ملی کہ مقامی ہسپتال میں اپنے والد کی میت وصول کرنے پہنچ جائیں۔صاحب زادوں کا کہنا ہے کہ والد صاحب جب دوبارہ گرفتار کیے گئے تب بھی اُن کی صحت قید و بند اور عمر رسیدگی کے باوجود برقرار تھی۔لیکن جب ہم نے اُن کی میت وصول کی تو دیکھا کہ بدن ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا،جسم پر تشدد کے نشانات تھے،ہاتھ پاؤں کے ناخن اور مونچھوں کے بال بڑھے ہوئے تھے۔جس لباس میں گرفتار کیا گیا، آخری وقت میں بھی وہی لباس زیب تن تھا۔معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محترم کی غذا بالکل بند کر دی گئی تھی اور باوجود شدید سردی کے اُنہیں گرم بستر اور موسم کے مطابق کپڑے بھی فراہم نہیں کیے گئے۔وہ جن کا بال بال علم وتقویٰ کے خمیر میں گندھا ہوا تھا' اُن کے ساتھ ایسے ناروا سلوک کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے مگر پہلے بیان ہو چکا کہ اہلِ حق علما اکثر ان کٹھن راہوں سے گزرے ہیں۔

شیخِ محترم وہاں پہنچ چکے ہیں جہاں سے کبھی کوئی پلٹ کے واپس نہیں آیا۔ہماری دانست میں وہ کامیاب و کامران اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے نحسبہ کذلک واللہ حسیبہ اور ان شاءاللہ ان کا قدسیوں نے استقبال کیا ہوگا۔شیخِ محترم جاتے جاتے اپنے قبیلۂ علما کے ایک ایک فرد کو یہ پیغام ضرور دے گئے کہ موت وحیات کے درمیان یہی ایک مختصر سی کٹھن گھاٹی ہے۔بس جو شخص بھی ان چند ساعتوں میں حق کا علَم بلند کیے رہا، کامیابی اُس کا مقدر ہے۔آخرت میں اُس کے لیے غیر معمولی اکرام کا بندوبست ہے۔کاش! کہ ہم اس حقیقت کو پالیں!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: قندھار، مقدیشو کی ساعتیں اور شہدا کی یادیں

مولوی صاحب نے کہا کہ میں تمہاری ضرور مدد کرتا، لیکن میں بہت معذرت خواہ ہوں، وہ دیوار پہ امیر المؤمنین کا فرمان لگا ہوا ہے، وہ پڑھ لو۔فرمان میں لکھا تھا کہ کوئی افغانی جو بیرونِ ملک سے آئے اور اس کی ڈاڑھی نہ ہو تو اسے افغانستان میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ڈرائیور نے بہت کہا کہ مجھے لازمی جانا ہے، لیکن وہاں پر نہ کوئی رشوت تھی نہ سفارش، مولوی صاحب نے کہا کہ میں ضرور تمہاری مدد کرتا لیکن میں امیر المؤمنین کے امر کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔اور تم نے ڈاڑھی کیوں منڈوائی ہے، عرب بھائیوں کا تو ہمیں معلوم ہے کہ سفر کے دوران سیکورٹی کے لیے ان کو ایسا کرنا پڑتا ہے لیکن تمہیں کیا مجبوری تھی؟ کسی افغانی کو ڈاڑھی کے بغیر داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔اس نے ٹرالر موڑا اور واپس ترکمانستان کے بارڈر کی طرف گیا۔جب وہ ترکمانستان گیٹ پر پہنچا تو انہوں نے کہا کہ تمہارا ویزہ تو ختم ہو گیا ہے،ہم نے اس پر خروج لگا دیا ہے۔اب نئے ویزے کے لیے تمہیں ایمبیسی جانا پڑے گا۔اب وہ دونوں بارڈرز کے درمیانی علاقے میں کھڑا تھا، نہ افغانستان جا سکتا تھا نہ ترکمانستان۔

پھر ایک مقامی آدمی نے مولوی صاحب سے بات کی کہ یہ بیچارہ کدھر جائے گا،کہاں سے کھائے گا؟ مولوی صاحب نے کہا کہ میں بھی اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ایک حل ہو سکتا ہے کہ وہ آ کر مسجد میں رہے، جب تک اُس کی ڈاڑھی بڑی نہیں ہو جاتی اسے یہاں رکنا پڑے گا، جب ڈاڑھی بڑی ہو جائے گی میں اسے چھوڑ دوں گا۔میں نے حسرت سے سبحان اللہ کہا کہ بلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جزیرۃ العرب (سعودیہ) میں مسلمان ڈاڑھی کے ساتھ داخل ہونے سے ڈرتا ہے کہ کہیں استخبارات (انٹیلی جنس کے لوگ) پیچھے نہ لگ جائیں، اور یہاں امارتِ اسلامیہ میں بغیر ڈاڑھی کے داخل نہیں ہو سکتا۔بہت بڑا فرق ہے۔وہ مہاجرین اور مجاہدین کی بہت زیادہ عزت اور تکریم کرتے تھے۔طالبان کے دور میں ہر چیز سستی تھی، نئے ماڈل کی کار تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے میں مل جاتی تھی جو اب ساڑھے تین لاکھ میں بمشکل ملتی ہے۔

☆☆☆☆☆

افغانستان میں پٹتا ہوا صلیبی اتحاد!

سید عمیر سلمان

افغانستان میں غاصبانہ قبضے کے بعد خطے میں مستقل اپنی اجارہ داری اور حکمرانی کے خواب دیکھنے والا عالمی اتحادِ کفر آج دس سال بعد انتہائی بے بسی کے عالم میں اپنی شکست کے مناظر دیکھنے پر مجبور ہے۔ دنیا کی تقریباً ۷۵ فی صد معیشت پر قابض اس اتحاد کو کھربوں ڈالر اور ہزاروں فوجیوں کی قربانی کے باوجود اپنے مقاصد کے حصول میں ۱۰ فی صد بھی کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کی آواز ہر سو نمایاں ہو رہی ہے۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سرفروشوں نے دنیا کے کونے کونے میں نئے محاذ کھول کر کفر اور اس اتحادیوں کی راتوں کی نیند حرام کرتے ہوئے امت کو شاندار ماضی سے شاندار مستقبل کی سمت تیز تر گامزن کر دیا ہے۔ نتیجتاً پوری دنیا پر اپنا رعب قائم کرنے کی دعویدار کفریہ طاقتوں کو اپنی بقا کے لیے بھی سہاروں کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ صلیبی فوجوں کے گرتے مورال اور اس کے باعث دم توڑتی معیشت، خودکشیوں کے بڑھتے واقعات، زخمی اپاہج فوجیوں کے نفسیاتی مسائل اور محفوظ مستقبل کی عدم ضمانت سے ملل کفر کے خوف اور مایوسی میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

افغانستان میں اپنی ممکنہ شکست سے کسی بھی طرح بچنے کے لیے عالم کفر کے سرغنہ امریکہ کو اپنے حالات سدھارنے کی سب سے زیادہ فکر ہے کیونکہ شکست کی صورت میں یک محوری دنیا (uni polar world) کا فریب بھی ختم ہوا چاہتا ہے۔ ۲۰۱۱ء میں انخلاء کا دعویٰ کرنے والے امریکہ نے اپنی فوجوں کو حوصلہ فراہم کرنے کے لیے بے بسی کے عالم میں مزید ۱۴۰۰ فوجیوں کو افغانستان بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ نیو یارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پینٹا گون رواں سال کے دوران مزید 1400 تازہ دم فوجیوں کو افغانستان بھیج رہا ہے۔

پینٹا گون نے اس نئی کمک کو افغانستان میں مجاہدین کے خلاف رواں سال کے دوران موثر حملوں اور خاص فوجی حکمت عملی سے تعبیر کیا ہے لیکن حقیقتاً وہ اس تازہ کمک کے ذریعے ۲۰۱۰ء میں ہونے والے اپنے جانی اور مالی نقصانات کے بعد اپنے مایوس فوجیوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے بھیج رہا ہے۔

پینٹا گون کا دعویٰ ہے کہ اس تازہ کمک کے ذریعے مجاہدین کے خلاف موثر کارروائی ہوگی جبکہ گزشتہ دس سالوں کے اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ کفار نے مجاہدین کے خلاف ہر قسم کے اقدامات کیے لیکن اس سب کا حاصل ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ رہا۔ جنگ، تعذیبی کارروائیوں اور سیاسی چالوں کے ساتھ ساتھ عامۃ المسلمین کا قتل عام، گرفتاریاں، گھروں اور کھیتوں کو تباہ کرنے سمیت ہر قسم کی درندگی بھی اسے ذلت آمیز شکست سے بچا نہیں پا رہی۔ یہاں سوال یہ ہے کہ اگر ا لاکھ ۲۰ ہزار اتحادی اور کم وبیش دو لاکھ مقامی' حواس باختہ اور جنگ سے خوف زدہ فوج' مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر پائی اور اپنی جان تک کا تحفظ ممکن نہیں بنا پائی تو یہ تازہ آمدہ ۱۴۰۰ فوجی کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد

صلیبی لشکر کی شکست کا اندازہ ان کے سرغنوں کے بیانات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں افغانستان میں کس درجے کی مزاحمت کا سامنا ہے۔ امریکی کانگریس کے بین الاقوامی تعلقات عامہ کمیشن کے سربراہ سینیٹر جان کیری کا کہنا ہے کہ وہ اس حکمت عملی سے متفق نہیں کہ افغانستان میں مزید فوجیں بھیجی جائیں، کیونکہ زیادہ فوجیں بھی اس جنگ کے خاتمے اور پیش رفت کے لیے مفید ثابت نہیں ہوئیں، بلکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ فوجیوں کی کثرت زیادہ نقصان کا سبب بنتی ہے۔

امریکی اخبار بوسٹن گلوب نے اپنے تازہ شمارہ میں جان کیری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جان کیری جو ماضی میں امریکی فوجیوں میں اضافے کا حامی تھا اور اس حکمت عملی کا دفاع کرتا تھا لیکن اب وہ اس نتیجہ کو پہنچا ہے کہ فوجیوں کے اضافے کے بجائے از سر نو افغان جنگ کا جائزہ لینا ہوگا کیونکہ ابھی تک امریکی فوج' طالبان کو شکست دینے اور انہیں کمزور کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے۔

جان کیری کی اس گفتگو سے چند دن قبل آسٹریلیا کی وزارت دفاع کے ایک اہم افسر نے افغان جنگ میں آسٹریلین فوجیوں کی کثرت ہلاکت پر سخت پشیمانی کا اظہار کیا اور اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ اس وقت تک اپنے ہلاک شدہ فوجیوں کی تفصیلات جاری نہیں کر سکتے جب تک ان کے خاندانوں کو خود اس کا پتہ نہ چلے اور یہ اس لیے کہ تفصیلات کی صورت میں آسٹریلیا میں شورش کا خطرہ ہے اور لوگوں کی نفرت اس جنگ سے بڑھے گی۔

یاد رہے حال ہی میں برسلز میں نیٹو ٹی وی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ مجاہدین کی طرف سے شدید مزاحمت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ امریکی اور مغربی اہلکار سخت حواس باختہ ہیں اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ وہ کس طرح اپنے عوام کے سامنے افغانستان کی اس جنگ کو پیش کر سکیں اور اس جنگ کے نقصانات کو کم کر کے بیان کریں، کیونکہ امریکا اور مغرب کے وہ تمام دعوے غلط ثابت ہوئے ہیں جس میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم افغانستان میں اُس طاقت کے ساتھ لڑ رہے ہیں جو امریکا اور یورپی ممالک کے مفادات کے لیے مستقل خطرہ ہے اور وہاں کے عوام کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

ادھر ایک اور شکست خوردہ ملک ہالینڈ' جس کی فوج گزشتہ سال افغانستان سے ہزیمت اٹھا کر فرار ہو چکی ہے' افغانستان کی کٹھ پتلی فوج اور پولیس کو' دہشت گردی' سے نمٹنے کے لیے تربیت دے گی۔ ہالینڈ کی پارلیمنٹ سے منظور شدہ ۲۲۵ پولیس ٹریز اور ۳۲۰ فوجیوں اور ۴ طیاروں پر مشتمل یہ فوج افغانی پولیس اور فوج کو ٹریننگ دی گی تاکہ وہ مجاہدین سے مقابلہ کرنے کی سکت پیدا کر سکیں۔ یہ بھی ایک عجیب لطیفہ ہے کہ وہ فوج جو اپنے فوجیوں کو ہلاک اور اپاہج کروا کر، مقابلے کی سکت نہ رکھتے ہوئے اور اپنی واضح شکست کو دیکھ کر' اپنے اتحادیوں کو اکیلا چھوڑ کر افغانستان سے فرار ہو گئی تھی' وہی اب افغانی فوج اور پولیس کو تربیت دے گی۔

انڈیا اور جرمنی کے دورے کے بعد کابل میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ کرزئی نے کہا کہ امریکا افغانستان سے' دہشت گردی' کو ختم کرنے کے لیے یہاں مستقل اڈے قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس سے قبل ایک امریکی سینیٹر

گرا ہم سی لینڈ کا کہنا تھا کہ امریکا کو افغانستان میں مستقل اڈے بنانے چاہئیں تا کہ اسے یہاں پر2014 کے بعد بھی رہنے کا جواز مل سکے۔ ذرائع کے مطابق صلیبی قندھار، جلال آباد، بگرام اور شین ڈنڈ (ہرات) میں اپنے مستقل اڈے بنانا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان کا کہنا ہے کہ مجاہدین افغانستان کی مکمل آزادی اور شریعت کے نفاذ تک اپنا جہاد جاری رکھیں گے، مستقل اڈوں کا خواب عالمی استعمار کو خاک میں ملا دے گا (ان شاء اللہ)۔

اس ماہ کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ گوانتاناموبے میں قید طالبان مجاہدین کے ایک کمانڈر معلم اول گل کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گزشتہ دنوں ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ معلم اول گل کے بھائی نذیر گل کا کہنا ہے کہ ان کے بھائی کے جسم پر تشدد کے نشانات تھے اور ان کے سینے کو بھی چیرا گیا تھا۔ وہ گوانتاناموبے میں ۶ سال سے قید تھے۔

قیدیوں کو تشدد کے ذریعے شہید کرنے اور ہر طرف اپنی حیوانیت کے مظاہر بکھیرنے کے باوجود بھی صلیبی اتحاد شکست سے دوچار ہے۔ صلیبیوں کی حواس باختگی کا یہ عالم ہے کہ ذلت آمیز شکست کو سامنے دیکھ کر جھنجھلا گئے ہیں اور کچھ بن نہیں پڑا تو امیر المومنین کی بیماری اور اُن کے عارضۂ قلب میں مبتلا ہونے کا شوشا چھوڑ دیا۔ طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ان بے سروپا خبروں کی کھلے الفاظ میں تردید کی اور کہا کہ امیر المومنین کو ایسی کوئی بیماری لاحق نہیں۔ کفار کے ایسے من گھڑت اور بے بنیاد دعوے تحریک جہاد پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

جنوری میں کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ حامد کرزئی نے افتتاح کے موقع جہاں اپنی پوری تقریر امریکی حمایت میں کی۔ اس نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ صوبہ غزنی میں امریکی فوجیوں کی جانب سے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے باغات اور درختوں کو کاٹنے اور انہیں تباہ کرنے کے عمل کا بھرپور انداز میں دفاع کیا۔ کرزئی کے بقول امریکیوں کے بجائے طالبان مجاہدین اس عمل کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ ان درختوں کی آڑ لے کر امریکیوں پر حملے کرتے ہیں، ایسے میں امریکیوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ وہ لوگوں کے درختوں اور باغات کو تباہ کر دیں۔

امارت اسلامی افغانستان کے ترجمان نے حامد کرزئی کی جانب سے قابض افواج کو افغان عوام کے باغات، فصلوں کے تباہ کرنے کی اجازت اور مجاہدین پر اس الزام 'وہ ان باغات کی آڑ لے کر امریکیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں' کو نام نہاد پارلیمان کے کٹھ پتلی ہونے سے تعبیر کیا ہے۔ افغان عوام اس بات کو جانتے ہیں کہ جب بھی امریکی فوجیوں کی مرضی ہو وہ چھوٹے چھوٹے بہانوں کا سہارا لے کر پورے پورے گاؤں اور بستیوں کو ملیامیٹ کر دیتے ہیں، باغات، فصلوں اور کھیتوں کو تباہ کرنا تو ان کے لیے چھوٹی سی بات ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حامد کرزئی اور امریکیوں کی یہ شیطانی چال قابض افواج اور ان کے حامیوں سے مزید نفرت کا سبب بنے گی اور اس سے کوئی اور نتیجہ برآمد نہیں ہوگا کیونکہ افغان عوام اپنے دینِ اسلام کے دفاع کے لیے اپنے سروں کی فصل کٹوا رہے ہیں، مال ومتاع اور املاک کی قربانی تو معمولی بات ہے۔

افغانستان کی نام نہاد پارلیمنٹ کا ایوان زیریں پانچویں بار اسپیکر کا انتخاب کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۲۴۹ میں سے ۲۰۰ ارکان پارلیمنٹ نے کرزئی کو کہا تھا کہ اس نے پارلیمنٹ کا اجلاس نہ بلایا تو وہ خود ہی اجلاس بلالیں گے۔ ممبران پارلیمنٹ کے اس طرز عمل سے اس نام نہاد پارلیمنٹ اور خود کرزئی کی حیثیت کا بخوبی تعین کیا جا سکتا ہے۔

امریکی صدر اوباما نے سٹیٹ آف دی یونین میں کہا ہے کہ امریکہ افغانستان میں ان (مجاہدین) کو ٹف ٹائم دے رہا ہے۔ جبکہ ایساف کے جنرل پیٹریاس نے ۲۶ جنوری کو نیٹو فوجیوں کو لکھے گئے ایک خط میں کہا ہے کہ 'ہم نے طالبان کو پیچھے دھکیل دیا ہے'۔ صلیبی گماشتے اوباما اور اس کے پالتو پیٹریاس کے ان بیانات کی حقیقت کا پول خود ان کا میڈیا اور صلیبیوں کے کرتا دھرتا وقتاً فوقتاً کھولتے رہتے ہیں۔ ذیل میں گزشتہ تیس دنوں میں صلیبیوں کے افغانستان میں ہونے والے نقصانات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

☆ آسٹریلوی وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ افغانستان میں آسٹریلوی فوجیوں کی بہت زیادہ ہلاکتوں نے فوج میں مایوسی پھیلا دی ہے۔

☆ افغان وزارت دفاع کی ترجمان زمری بشری کہتی ہے کہ ۲۳ سے ۳۰ جنوری تک 'دہشت گردی' کے ۹۳ واقعات ہوئے اور یہ پچھلے ہفتے سے ۳۹ فی صد زیادہ ہیں۔

☆ قندوز، لوگر، میدان وردگ اور ہرات میں مجاہدین نے ۴ ڈرون طیارے تباہ کر دیے۔

☆ ۲ جنوری کو جلال آباد میں ایک مجاہد نے راکٹ سے ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا۔

☆ نصر اللہ نامی ایک فدائی بھائی نے ضلع بولدک کے علاقے ویش بازار کے قریب واقعہ امریکیوں کی ایک پوسٹ پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ۱۸ صلیبی ہلاک وزخمی ہو گئے۔

☆ ۲۲ جنوری کو صوبہ لغمان کے ضلع علی شنگ میں ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا، ۱۴ صلیبی ہلاک۔

☆ کابل کی سپر مارکیٹ میں فدائی حملہ ۸ امریکیوں، غیر ملکی این جی اوکی سربراہ سمیت متعدد صلیبی ہلاک۔

☆ قندھار کا نائب گورنر بم حملے میں ۹ ساتھیوں سمیت ہلاک۔

☆ ۱۲ فروری کو ۵ مجاہدین نے قندھار شہر میں پولیس اسٹیشن پر حملہ کر دیا۔ تھانے میں اس وقت کثیر تعداد میں صلیبی فوجی بھی موجود تھے۔ ۷ گھنٹے طویل اس معرکے میں ۱۰۰ سے زائد صلیبی اور ان کے کٹھ پتلی افغانی فوجی اور سپاہی جہنّم واصل ہو گئے۔ معرکے میں نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سیکورٹی کا چیف بھی ہلاک ہو گیا۔ جبکہ ۱۲ گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔

☆ ۷ فروری کو قندھار میں کسٹم ہاؤس میں بھائی عبدالحلیم کے فدائی حملے کے نتیجے میں امریکی افسر ڈیوڈ ہلمین سمیت چودہ امریکی ہلاک۔ معرکے کے نتیجے میں ۲ مترجم اور دیگر کٹھ پتلی جہنّم واصل۔

☆ ۱ فروری کو ضلع دیلا رام میں ڈرون طیارہ تباہ کر دیا گیا۔

☆ ۲ فروری، ننگرھار میں صلیبی ہیلی کاپٹر تباہ۔ متعدد ہلاکتیں۔

☆ ۵ فروری، کابل میں امریکی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا۔

درجہ بالا اطلاعات مجاہدین کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں کی ایک ہلکی سے جھلک ہے، جس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ کون کسے ٹف ٹائم دے رہا ہے اور پیٹریاس کے اس دعوے کہ طالبان کو پیچھے دھکیل دیا گیا ہے کی قلعی کھل رہی ہے۔

قصہ مختصر اللہ سبحانہ کی نصرت سے افغانستان انگریزوں اور روسیوں کے بعد اب عالم کفر کے لیے قبرستان بن چکا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب امارت اسلامیہ کے دوبارہ قیام کے بعد بدحواسی، خوف اور مایوسی کا شکار عالم کفر میں باذن اللہ عشاق کے قافلے میں اللہ کی وحدانیت اور کبریائی کا علم بلند کریں گے۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

(آخری قسط)

خوش نصیب ہم سفر

ابوہمام

چند دنوں بعد ہی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔اس دوران ارسلان اپنے رشتہ داروں سے ملتا رہا، محاذوں کی باتیں، مجاہدین کی قربانیوں کے واقعات سناتا رہا۔مہاجرین اور انصار کی دنیا کی باتیں سناتا، انصار کی باتیں کہ کس طرح وہ ڈرون حملوں کے خطرات کے باوجود کھلے دل کے ساتھ اپنے گھر مہاجرین کے حوالے کردیتے ہیں۔جبکہ ان کے بیوی بچے بھی ساتھ ہیں، کبھی بھی ڈرون حملہ ہوسکتا ہے، لیکن وہ اس کی پروا کیے بغیر اپنے گھر مہاجرین کے حوالے کردیتے ہیں۔ادھر مہاجرین کی قربانیاں کہ سالوں بیت گئے لیکن پرنور راہوں میں رواں دواں اس قافلے سے ہی منسلک ہیں اور اپنے آرام دہ گھروں کی طرف مڑکر بھی نہیں دیکھتے۔صبح وشام بس ایک ہی دھن ہے، اللہ کی زمین پر شریعت نافذ ہوجائے، ہمارا رب ہم سے راضی ہوجائے اور ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مل جائے۔

جب وہ بینکوں، بازاروں اور عمارتوں والی دنیا سے گزرتا تو سوچتا، ان لوگوں کو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے غم کیوں نہیں ہیں؟ رلیاں اب بھی جاری ہیں۔ اب تو عراق پر بھی کفار مسلط ہیں۔ابوغریب سے میری بہنوں کے خط اِن کو اب بھی میدانِ عمل میں کود پڑنے پر راضی کرنے سے قاصر ہیں۔

....

ایک مہینے بعد اس کی شادی ہوگئی۔دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین بیوی سے نوازا۔ وہ بھی 'اجنبیوں' میں سے تھی۔ان اجنبیوں میں سے جو پرانے چراغوں سے ہی روشنی لینے کو اپنی زندگی سمجھتے ہیں۔شرعی پردہ کرنے والی اور ہردم جہاد کے لیے تیار۔اس نیک عورت نے تو شادی کی پہلی رات سلام کے بعد پہلا سوال ہی یہ پوچھا تھا کہ ''ہم ہجرت کب کریں گے؟''

ارسلان بے حد خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی چاہت کے مطابق اسی کی طرح پرنور راہوں پر چلنے کی مشتاق زوجہ سے نوازا ہے۔دن گزرتے گئے، اور وہ راستوں میں موجود کفار کے نوکروں اور غلاموں کی فوج کی چوکیوں کی صورتحال پتہ کرتا رہا کہ کب موقع ملے اور وہ اپنی اہلیہ کو لے کر ہجرت کی راہوں پر چل پڑے۔

اسے اور اس کی اہلیہ کو دنیا سے بے حد نفرت تھی۔گوکہ وہ امیر خاندان سے تعلّق رکھتے تھے لیکن دنیا کی محبت کبھی ان کے آڑے نہ آئی۔ابھی انتظار کے دن چل ہی رہے تھے کہ دنیا نے ایک بہت اندوہناک خبر سنی۔ڈنمارک میں ایک ملعون مصور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بناڈالے۔لعنۃ اللہ علیہ۔پوری امت پرغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔سب کے دل ٹوٹ چکے تھے۔مسلمانوں کا ایک انبوہ کثیر تھا جو مشرق ومغرب میں سڑکوں پر نکل کر اپنے غم و غصّے کا اظہار کررہا تھا۔ہرایک کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!'' ارسلان تو جیسے ٹوٹ چکا تھا۔اسے عجیب چپ سی لگ گئی تھی۔نمازوں اور مناجات میں اس کی سسکیاں سن کر دیکھنے والوں کو رونا آجاتا۔اس کی بیوی کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ارسلان نے اپنے شہر میں موجود ساتھیوں سے رابطہ کرکے قبائل جانے کے راستوں پر استفسار کیا تو انہوں نے بتایا کہ راستے کھل چکے ہیں۔اسی دن اس نے اہلیہ کے ساتھ بیگ تیار کیا اور اگلے دن جانے کا ارادہ کیا۔

رات کو جب وہ بستر پر لیٹا تو نینداس سے کوسوں دور تھی۔وہ بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتا اور اس توہینِ رسالت کے واقعے کے بارے میں سوچتا اور تڑپ کر رہ جاتا۔اسے وہ واقعہ یاد آیا کہ اس کا ایک ساتھی تھا جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ ہم بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ جیسی محبت کرسکتے ہیں، تو ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، چاروں خلفائے راشدین اور وہ خود ایک گاڑی پر پہاڑی راستوں میں چڑھائی چڑھ رہے ہیں۔یکدم گاڑی خراب ہوجاتی ہے۔وہ ساتھی پریشانی کے عالم میں کہ کہیں گاڑی پیچھے کی طرف نہ چلنا شروع ہوجائے گاڑی سے اتر کر پتھر کی تلاش میں دیوانہ وار ادھر ادھر پھرنا شروع کردیتا ہے۔کچھ دیر بعد جب وہ پتھر لے کر واپس آتا ہے تو ایک عجیب ہی منظر اپنے سامنے دیکھتا ہے۔وہ دیکھتا ہے کہ چاروں خلفائے راشدین نے ایک ایک ٹائر کے پیچھے اپنا سر رکھ کر گاڑی کو روکا ہوا ہوتا ہے۔''یہ واقعہ یاد آتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے ہیں۔

''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' اس کی بیوی نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا۔

''اللہ کی بندی! میں سوچ رہا ہوں کہ توہینِ رسالت کا یہ ظلم جو اس زمین کے اوپر ہوا ہے اگر میں نے اس کا بدلہ نہ لیا تو حوضِ کوثر پر کس منہ سے جاؤں گا؟''

پھر اس نے دل کو سکون وقرار دینے کے لیے کمپیوٹر پر اپنی پسندیدہ نعت لگادی اور اس کے اشعار پر سفر کرتا ہوا چشمِ تصور سے وہیں پہنچ گیا جہاں سے نورِ اسلام کی ابتدا ہوئی تھی۔

میں اپنے نبیؐ کے کوچے میں
چلتا ہی گیا، چلتا ہی گیا
اک خواب سے گویا اٹھا تھا
کچھ ایسی سکینت طاری تھی
حیرت سے ان آنکھوں کو اپنی
ملتا ہی گیا، ملتا ہی گیا!

اس کی زبان پر درود شریف جاری تھا جس کی برکت سے اس کا دل مصفیٰ ہوتا

جا رہا تھا۔ اسے چشمِ تصور میں طیبہ کی وہ پرنور بستی نظر آنے لگی جہاں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چمکتے ستاروں صحابہ کرامؓ کی جھرمٹ میں رہتے تھے۔ اسے غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کا وہ قول یاد آ گیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی قبر پر مٹی ابھی ڈال ہی رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بدر کے میدان سے فتح کی خوشخبری لیے ہوئے ہم تک پہنچا۔

ارسلان آنکھیں بند کیے نعت سنتا جا رہا تھا اور اپنے نبی کے کوچے میں محوِ سفر تھا۔

میں اپنے نبیؐ کے کوچے میں
چلتا ہی گیا، چلتا ہی گیا
طائف کی وادی میں اترا
طالب کی گھاٹی سے گزرا
اک شام نکل پھر طیبہ سے
میدان احد میں جا بیٹھا
واں پیارے حمزہؓ کا لاشہ
جب چشمِ تصور سے دیکھا
عبداللہ کے شہزادے کو
اس دشت میں پھر بسمل دیکھا
یہ سارے منظر دیکھ کے پھر
میں رہ نہ سکا، کچھ کہہ نہ سکا
بس دکھ اور درد کے قالب میں
ڈھلتا ہی گیا، ڈھلتا ہی گیا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر آ گیا کہ ایک کمزور عورت جنگ کی شدت کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جانب سے دفاع کر رہی ہے۔ اور اس نے دیکھا کہ ایک عورت آتی ہے اور جنگ سے پہلے کہتی ہے کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس اپنے اس شیر خوار بچے کے سوا کچھ نہیں، آپ اسے لے جائیں اور جب جنگ کے دوران کبھی تیر آپ کی طرف آئیں تو میرے اس بچے کو اپنی ڈھال کے طور پر سامنے رکھ لیجیے گا۔''

پھر ارسلان کی نظر ان سات انصاری نوجوانوں پر پڑی جو احد کے دن یکے بعد دیگرے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر رہے تھے۔ پھر اس نے ابو طلحہؓ کو دیکھا جن کا ہاتھ تلوار چلا چلا کر شل ہو گیا تھا اور زخموں سے چور تھے۔ اسے مصعب بن عمیرؓ بھی نظر آئے کہ جن کے اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر پہ چادر نہ رہتی اور سر ڈھانپتے تو پاؤں پر چادر نہ رہتی۔ اسے ہر طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ہی جاں نثار نظر آئے جنہوں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جان قربان کر دی۔

پھر اچانک اسے ایک نورانی رستہ نظر آیا۔ وہ اس پر بڑھتا چلا گیا...... بڑھتا چلا گیا۔ راستے میں اسے ایک قافلہ ملا جو کسی منزل کی جانب گامزن تھا۔ کسی کا سینہ نیزے سے چھلنی تھا، کسی کے دونوں بازو کٹے ہوئے تھے، کسی کے تو ٹکڑے ٹکڑے نورانی مخلوق بوریوں میں اٹھائے ہوئے تھی۔ اسے اسی قافلے میں غازی علم دین بھی نظر آئے، عامر چیمہ نظر آئے...... ان کے چہرے اتنے نورانی تھے کہ ارسلان سے دیکھے ہی نہ گئے۔ اس نے نظریں جھکا کر قافلے کے ایک راہی سے پوچھا، ''آپ لوگ کون ہیں؟ اور کہاں جا رہے ہیں؟'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، ''ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکار ہیں اور ہماری منزل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت الفردوس میں اعلیٰ غرفات میں رفاقت ہے۔''

ارسلان نے با آوازِ بلند جوش سے پوچھا کہ ''میں اس قافلے میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں؟''

قافلے کے اگلے سرے سے ایک بارعب آواز آئی، وہ کسی صحابیٔ رسولؐ کی تھی......

'کونوا فداءً لرسول اللّٰہ! اپنی جان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دو!

....

''کہاں غائب ہو گئے آپ؟'' فاطمہ نے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا تو وہ یکدم غنودگی کی کیفیت سے واپس آ گیا۔

''فاطمہ میں نے آج عجیب مناظر دیکھے ہیں۔'' اور پھر اس کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچے کا حال سنانے لگ گیا۔ ''کیا تم میرے ساتھ چلو گی؟'' ارسلان نے محبت بھرے انداز میں پوچھا۔

''کیوں نہیں! میں خود بھی ام عمارہؓ بننا چاہتی ہوں اور یوں بھی آپ کے بغیر رہنے کا تو تصور بھی نہیں کر سکتی۔''

پھر دونوں اجنبیوں نے عجیب فیصلہ کیا اور اگلے دن اس کی تیاری شروع کر دی۔ ارسلان کا حلیہ اب تبدیل ہو گیا، آہستہ آہستہ اس کی داڑھی ختم ہو گئی اور اس کی مخصوص طرز کی شلوار قمیص پینٹ شرٹ میں تبدیل ہو گئی۔ رشتہ دار خوش ہو گئے کہ اب 'نارمل' ہو گیا ہے۔ کچھ دنوں بعد دونوں میاں بیوی نے والدین سے اپنے مستقبل کی بہتری کے لیے اجازت چاہی کہ وہ ڈنمارک جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور وہیں رہائش اختیار کر لیں۔ لوگوں کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کہاں وہ ارسلان جو کہتا تھا کہ کفار کے ممالک میں سکونت اختیار کرنا جائز نہیں اور کہاں اپنی بیوی سمیت وہاں settle ہونے جا رہا ہے۔ کچھ لوگوں نے تو باتوں ہی باتوں میں طنزیہ جملے بھی کہے لیکن بس وہ ان کے جواب میں عربی کا یہ فقرہ پڑھ دیتا الموعد غدا وان غدا لناظرہ بدا۔ اور لوگ اس کا منشا نہ جان پاتے۔

جانے سے پہلے ارسلان اور اس کی اہلیہ سب گھر والوں سے بہت اہتمام سے ملے اور روانہ ہو گئے۔ منزلِ مقصود پر پہنچ کر جلد از جلد انہوں نے جو کچھ کرنے کا ارادہ کیا تھا مقامی ہم خیالوں کی مدد سے اس کی تیاری مکمل کر لی۔ اس دوران رب سے اس قافلے میں شریک ہونے کی توفیق طلب کرتے رہے جو بچپن سے ان کا خواب تھا، جس کے لیے پرنور راہوں پر یہ سفر شروع کیا تھا۔

....

کارروائی والے دن وہ اپنی قیام گاہ سے جب چلے تو دونوں کے دلوں پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ رب سے ملنے کا شوق، اس کے وعدوں پر یقین اور قبولیت کی امید لیے وہ الگ الگ گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ ان کی زبان پر لا الہ الا اللہ اور درود شریف جاری تھا۔ نکلنے سے پہلے ارسلان فاطمہ کے ساتھ اس کی فدائی گاڑی میں بیٹھا اسے ہدف پر پہنچ کر بٹن دبانے کی ترتیب بتا رہا تھا۔

''پہلے یہ بٹن دبانا ہے، پھر یہ ساتھ والا اور جب بالکل عمارت کے ساتھ گاڑی پہنچ جائے تو یہ آخری بٹن دبانا...... اور پھر ان شاء اللہ ہماری ملاقات جنت میں ہوگی، ڈر تو نہیں لگ رہا؟'' ارسلان یہ کہہ کر مسکرا دیا۔

''الحمدللہ! بالکل بھی نہیں، بلکہ دل پر ایسی سکینت طاری ہے جس کو زبان سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔''

''مجھے پتہ ہے میری فاطمہ اللہ کی شیرنی ہے۔ بس یہ سوچ کر پوچھا تھا کہ کہیں تم گھبرا نہ جاؤ اور پھر گرفتار ہو جاؤ...... ہماری امت پر پہلے ہی بہت غم ہیں، کتنے ہی ہمارے بھائی اور بہنیں ہیں جو کفار کے عقوبت خانوں میں قید ہیں۔ کاش ہماری ہزاروں جانیں ہوتیں اور ہم بار بار فدائی حملے کرتے اور اللہ کے دشمنوں پر کاری ضربیں لگاتے، یہاں تک کہ وہ سب لوگ رہا ہو جاتے، اور تمام مسلم علاقوں سے کفار کا قبضہ ختم ہو جاتا، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بے حرمتی کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی...... کاش ہمارے پیچھے ہمارے بھائیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم ان پر کتنا بڑا قرض چھوڑے جا رہے ہیں...... چلو فاطمہ چلو! اب دیر ہو رہی ہے...... مجھے تو گویا جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔''

''مجھے بھی کل تہجد کے وقت سے بار بار خوشبو کے جھونکے آ رہے ہیں۔ سبحان اللہ...... یا لیت قومی یعلمون!''

عشاق اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ گستاخ خاکوں کو شائع کرنے والے اخبار کی عمارت ان کا ہدف تھی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سہارے وہ بڑھتے گئے اور سیکورٹی چیک پوسٹوں نے ان کو روکا تک نہیں۔ پہلے سے طے شدہ مقام پر پہنچ کر ارسلان نے اپنی گاڑی کو سائیڈ پر پارک کیا اور فاطمہ کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا جو اگلی گاڑی میں بیٹھی اس کے اشارے کا انتظار کر رہی تھی۔ ارسلان کا اشارہ پاتے ہی اس اللہ کی بندی نے چیتے کی سی تیزی کے ساتھ عمارت کے ایک حصّے سے گاڑی کو ٹکرا کر دھماکہ کر دیا، اس کے بعد ارسلان نے آگے بڑھ کر عمارت کے بچے کھچے حصّے کو بارودی گاڑی سے اڑا دیا۔ ملعون مصور اپنے تمام معاونین کے ساتھ واصلِ جہنّم ہو گیا۔

وہ دونوں اپنی منزل پا چکے تھے۔ انہوں نے اپنی جان کو سب سے قیمتی قیمت حاصل کرنے کے لیے بیچ ڈالا۔ اور اپنے خون اور جسم کے ٹکڑوں سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ایسا حصار کھینچ دیا جو مظاہروں، ریلیوں اور نعروں سے نہیں کھنچ سکتا، اور اپنے اس فعل سے وہ پوری امت کو یہ پیغام دے گئے کہ کونوا فداء لرسول اللہ!

☆☆☆☆☆

نیٹو کنٹینرز پر کارروائیاں

۲۸ جنوری ۲۰۱۱ء: بلوچستان کے ضلع بولان کے علاقے پنجرہ کے قریب مجاہدین نے دو نیٹو سپلائی ٹینکروں پر شدید فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں آئل ٹینکروں میں آگ بھڑک اٹھی، ہزاروں لٹر تیل ضائع اور آئل ٹینکر تباہ ہو گئے۔

۳۰ جنوری: بلوچستان کے ضلع خضدار میں وڈھ کے قریب مجاہدین نے نیٹو فورسز کو سامان سپلائی کرنے والے دو ٹرالروں کو فائرنگ کے بعد آگ لگا دی۔ اس دوران ایک مزید ٹرالر بے قابو ہو کر پل سے نیچے جا گرا، واقعے میں تینوں ٹرالر تباہ ہو گئے۔

۳۰ جنوری: بلوچستان کے ضلع مستونگ میں فائرنگ اور دستی بم حملے میں نیٹو کے ۴ ٹینکر جل کر خاکستر ہو گئے۔

یکم فروری: بلوچستان کے ضلع مستونگ میں نیٹو آئل ٹینکر پر فائرنگ کے نتیجے میں ڈرائیور ہلاک اور کلینر زخمی ہو گیا۔

۳ فروری ۲۰۱۱ء: کوئٹہ چمن شاہراہ پر مئے زئی اڈہ کے قریب نیٹو سپلائی کنٹینر کے ڈرائیور کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۴ فروری: جمرود میں نیٹو فورسز کا آئل ٹینکر بم دھماکے سے تباہ کر دیا گیا۔

۷ فروری: ڈیرہ مراد جمالی کے علاقے مٹھری کے قریب نیٹو فورس کو تیل سپلائی کرنے والے ۶ آئل ٹینکروں پر فائرنگ کی گئی، جس کے نتیجے میں ۲ ٹینکر مکمل طور پر تباہ جبکہ ۴ کو شدید نقصان پہنچا اور ان میں موجود لاکھوں روپے کا آئل بہہ گیا۔

۸ فروری: پشاور کے علاقے حیات آباد میں کارخانو پیرانو مارکیٹ کے قریب نیٹو افواج کو تیل سپلائی کرنے والے آئل ٹینکر کے ساتھ نصب بم پھٹ گیا، آگ بھڑکنے سے ۵ آئل ٹینکر تباہ ہو گئے۔ ذرائع کے مطابق ایک آئل ٹینکر میں ۴۴ ہزار لٹر تیل موجود تھا جو جل گیا۔

۱۱ فروری: خضدار میں فائرنگ سے نیٹو ٹرالر الٹ گیا جبکہ مجاہدین نے ایک اور نیٹو ٹرالر کو آگ لگا دی۔

۱۴ فروری: لنڈی کوتل کے قریب آئل ٹینکر پر فائرنگ، ٹینکر میں سوار ۲ افراد ہلاک جبکہ ڈرائیور شدید زخمی ہو گیا۔ فائرنگ کے بعد آئل ٹینکر میں آگ بھڑک اٹھی۔

۱۵ فروری: لنڈی کوتل کے علاقے نیکی خیل میں نیٹو آئل ٹینکر پر فائرنگ سے 2 ڈرائیور ہلاک ہو گئے۔

۲۳ فروری: خیبر ایجنسی میں جمرود بائی پاس روڈ پر نیٹو آئل ٹینکر پر راکٹ حملہ کیا گیا، آئل ٹینکر تباہ۔

۲۳ فروری: بلوچستان کے ضلع خضدار میں وڈھ کے قریب نیٹو ٹرالر پر فائرنگ سے ٹرالر ڈرائیور ہلاک اور کلینر زخمی ہو گیا۔

۲۳ فروری: بلوچستان کے ضلع بولان کے علاقے ڈھاڈر میں نیٹو فورسز کو تیل سپلائی کرنے والے ۳ آئل ٹینکروں پر فائرنگ کی گئی، جس کے نتیجے میں تینوں آئل ٹینکروں میں آگ بھڑک اٹھی اور وہ جل کر تباہ ہو گئے۔

۲۴ فروری: پشاور میں کوہاٹ رنگ روڈ پر نیٹو آئل ٹرمینل پر مجاہدین نے حملہ کر دیا۔ اس حملے میں ۴۰ آئل ٹینکر مکمل طور پر تباہ ہو گئے جبکہ فائرنگ سے ۵ ڈرائیور ہلاک ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین:عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل اور درمیانی رنگین صفحات پر صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ پیشِ خدمت ہے،یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جبکہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.shahamat.info/urdu پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

16 جنوری

☆صوبہ ہلمند،ضلع گریشک کے نہر سراج کے علاقے میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں میں مجموعی طور پر9دشمن ہلاک وزخمی ہوئے۔قندھار،ہرات قومی شاہراہ پر کٹھ پتلی ادارے کی فوجی گاڑی کو دھماکہ خیز مواد سے اُڑانے سے2فوجی ہلاک اور2زخمی ہوئے۔امریکی فوجیوں پر ہونے والے ایک حملے میں امریکی فوجیوں کے مارے جانے اور3کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

19 جنوری

☆ صوبہ قندھار کے سرحدی شہر ضلع سپین بولدک میں واقع امریکی فوجی مرکز کے اندر فدائی مجاہد شہید نصرت اللہ تقبلہ اللہ نے ایک ایسے وقت میں شہیدی حملہ کیا کہ جب صلیبی فوجی آپس میں مشورہ کر رہے تھے۔اس کارروائی کے نتیجے میں18فوجی ایک آفیسر سمیت ہلاک ہوئے۔فوجی مرکز منہدم اور وہاں کھڑی متعدد گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب سے کیے گئے بارودی سرنگوں کے دھماکوں میں13امریکی ہلاک جبکہ14زخمی ہوئے۔تفصیلات کے مطابق پہلا دھماکہ خاشو گاؤں کے قریب پیدل دستوں پر کیا گیا۔زخمیوں اور نعشوں کو اُٹھانے کا سلسلہ جاری تھا کہ دوسرا دھماکہ کر دیا گیا۔ان دو دھماکوں میں6امریکی ہلاک جبکہ8زخمی ہوئے۔اسی طرح لوئے مسجد کے علاقے میں امریکی پیدل دستوں پر ہونے والے دھماکے میں4قابضین جہنم واصل جبکہ3زخمی ہوئے۔

21 جنوری

☆ صوبہ ہلمند،ضلع موسیٰ قلعہ کے چغالی کے علاقے میں مجاہدین نے ایک خالی مکان میں جابجا دھماکہ خیز مواد نصب کر رکھا تھا۔جیسے ہی صلیبی فوج کے سپاہی مکان میں داخل ہوئے تو زوردار دھماکہ ہوا۔جس کے نتیجے میں10امریکی موقع پر ہلاک جبکہ11زخمی ہوگئے،جن میں2مترجم بھی شامل ہیں۔

☆ امریکی فوجی قافلہ صوبہ ہلمند،ضلع نوزاد کے سلام بازار کے قریب سرہ علاقے سے گزر رہا تھا کہ مجاہدین کی جانب سے بچھائی گئی بارودی سرنگوں کے زد میں آکر3فوجی ٹینک یکے بعد دیگرے تباہ ہوگئے۔دشمن کے10سپاہی جہنم واصل ہوئے۔

22 جنوری

☆ صوبہ لغمان،ضلع علی شنگ کے میل درہ کے علاقے میں امریکی فوجیوں نے چھاپہ مارا تو اُنہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔اس دوران دشمن کے دو ہیلی کاپٹر فضا میں گشت اور بمباری کر رہے تھے۔مجاہدین نے اینٹی ائیر کرافٹ کے ذریعے ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر کو مار گرایا۔جس سے اس پر سوار8افراد لقمۂ اجل بن گئے۔نیز شدید لڑائی میں ایک مجاہد نے6امریکیوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور آخر کار خود بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔لڑائی اور دشمن کی بمباری کے نتیجے میں6مجاہدین بھی شہید ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

23 جنوری

☆طالبان مجاہدین کی جانب سے نیٹو رسد کے قافلوں پر کیے جانے والے حملوں میں20ملکی و غیر ملکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔صوبہ ہرات ضلع کشک کہنہ میں کیے جانے والے ان حملوں میں بارودی سرنگوں کے ذریعے دشمن کے2ٹینک،1سپلائی گاڑی تباہ ہوئی۔دشمن کی جوابی فائرنگ سے3مجاہدین بھی زخمی ہوئے۔

25 جنوری

☆ صوبہ ننگر ہار،ضلع سرخ رود میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے افغان فوجوں کی گشتی پارٹی پر گھات کی صورت میں حملہ کیا۔ایک گھنٹے تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں3فوجی گاڑیاں راکٹوں اور ہلکے ہتھیاروں کی زد میں آکر تباہ ہوئیں۔مجاہدین ذرائع کے مطابق اس لڑائی میں7فوجی ہلاک اور11زخمی ہوئے۔

27 جنوری

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں امریکی فوجوں کی دو فوجی گاڑیوں کو مجاہدین نے شیر علی کاریز کے علاقے میں بارودی سرنگوں سے تباہ کر دیا۔ان میں سوار فوجی جن کی تعداد16بتائی گئی ہے،ہلاک وزخمی ہوئے۔

28 جنوری

☆ وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے وسط وزیر اکبر خان مینہ کے علاقے سپر مارکیٹ میں بدنام زمانہ امریکی بلیک واٹر کے کارندوں پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے حملہ کیا۔فدائی مجاہد شہید عطاء اللہ تقبلہ اللہ نے بلیک واٹر کے درندوں پر اندھا دھند فائرنگ کی اور بعد میں بارود بھری جیکٹ سے استشہادی حملہ انجام کیا۔حملے میں بلیک واٹر کے سربراہ سمیت کئی اجرتی قاتل ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔واضح رہے کہ حملہ ایسے مقام پر کیا گیا،جہاں صرف غیر ملکی فوجی وغیرہ خریداری کرتے ہیں اور سکیورٹی کے لحاظ سے بھی نہایت موزوں تصور کیا جاتا ہے۔

29 جنوری

☆ کابل انتظامیہ کے نائب صوبائی گورنر قندھار شہر کے خواجک بابا کے علاقے میں فدائی حملے کے دوران ہلاک ہوا۔فدائی حملہ اس وقت کیا گیا جب اسسٹنٹ گورنر عبدالطیف آشنا گھر سے دفتر کی جانب جارہا تھا۔فدائی مجاہد شہید حافظ نجیب اللہ (اللہ انہیں قبول فرمائے) نے بارود بھری موٹر سائیکل اس کی گاڑی سے ٹکرادی۔جس میں نائب گورنر چار پولیس اہلکاروں سمیت موقع پر مارا گیا۔واضح رہے کہ مقتول کا شمار کٹھ پتلی ادارے کے سرکردہ افراد میں ہوتا ہے۔

☆ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہرات میں امریکی جاسوس طیارے کو مار گرایا۔جاسوس طیارے کو جمعہ کو شام کے وقت صوبائی دارالحکومت ہرات شہر کے قریب اس وقت مار گرایا گیا، جب وہ علاقے میں پرواز کر رہا تھا۔

30 جنوری

☆ صوبہ کاپیسا ضلع تگاب میں امریکی جاسوس طیارہ پشہ کری کے علاقے میں پرواز کررہا تھا جسے مجاہدین نے درازکوف گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔ذرائع کے مطابق گرائے جانے والا طیارہ تاحال مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

یکم فروری

☆ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ نیمروز ضلع دلارام کے مرکز کے قریب امریکی ایئرپورٹ کو میزائلوں کا نشانہ بنایا۔جس کے بعد امریکی فوجیوں نے جاسوس طیارہ کو مجاہدین کے زیرِ کنٹرول علاقے میں جاسوسی کی غرض سے روانہ کیا، جسے مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہیوی مشین گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔

2 فروری

☆ صوبہ ہلمند ضلع نادعلی کے علاقوں میں حملوں اور دھماکوں میں سات صلیبی و افغان فوجی ہلاک جبکہ آٹھ زخمی ہوئے۔امریکی فوجوں پر شین گاؤں میں کیے گئے دو حملوں میں 3 امریکی فوجی ہلاک جبکہ 5 فوجی زخمی ہوگئے۔شاول کے علاقے میں صبح کے وقت پولیس پر کیے جانے والے حملے میں 3 پولیس اہلکار کے مارے جانے اور 3 ہی کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

☆ صوبہ ننگر ہار سے موصولہ رپورٹ کے مطابق صبح آٹھ بجے صوبائی دارالحکومت جلال آباد شہر میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر کو راکٹ کا نشانہ بنا کر تباہ کردیا۔ہیلی کاپٹر فرنٹیئر کور کے مرکز میں لینڈنگ کررہا تھا۔جس سے اس میں سوار 11 امریکی فوجی جہنّم واصل ہوئے۔

4 فروری

☆ قندھار شہر میں صوبائی پولیس چیف کے محافظوں پر امارت اسلامیہ کے فدائی جانثار مجاہد نے استشہادی حملہ کیا۔فدائی حملہ مجاہد شہید رحمت اللہ (اللہ انہیں قبول فرمائے) نے جمعہ کے روز قندھار شہر کے لوواالہ کے کے علاقے میں واقع پولیس آئی جی کے گھر کی پچھلی دیوار سے بارود بھرا مزدا ٹرک ٹکرادیا۔شدید دھماکے سے گھر کی دیوار منہدم ہوگئی۔جس سے وہاں قائم چوکیوں میں تعینات 8 پولیس اہلکار ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔اور پارکنگ میں کھڑی بیشتر گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔

5 فروری

☆ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے قریب نیٹو ہیلی کاپٹر کو اللہ تعالیٰ کی مدد مار گرایا۔نیٹو ہیلی کاپٹر ضلع خاک جبار کے کڑوخیل کے علاقے زندان کے مقام پر محوِ پرواز تھا، جسے مجاہدین نے اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنایا۔جس سے اس میں سوار تمام فوجی عملہ ہلاک ہوگیا۔

6 فروری

☆ صلیبی و مقامی مرتد فوجوں اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے درمیان صوبہ بادغیس ضلع مرغاب میں گھمسان کی لڑائی لڑی گئی۔جوئی گنج کے علاقے میں صبح آٹھ بجے شروع ہونے والی لڑائی دوپہر 11 بجے تک جاری رہی۔جس میں ایک امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 فوجی ہلاک ہوئے۔نیز تین گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 4 مرتد فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔

7 فروری

☆ صوبہ قندھار سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق امریکی فوجی بمع ٹینک ایک حکومتی دفتر کے پاس جمع تھے کہ امارتِ اسلامیہ کے جرّی فدائی مجاہد شہید عبدالحلیم (اللہ انہیں قبول فرمائیں) نے اپنی بارودی بیلٹ دشمن کے قریب آکر پھاڑ دی۔شدید دھماکے نے دشمن کے ٹینکوں اور گاڑیوں کے علاوہ دفتر کو بھی نقصان پہنچایا۔اس کارروائی میں 14 امریکی اور اُن کے 2 مترجم ہلاک ہوئے۔الحمد للہ اس ماہ قندھار میں مجاہدین کے حملوں میں اضافہ ہوا ہے، جن میں گذشتہ دنوں قندھار کا ڈپٹی گورنر بھی مارا گیا۔

8 فروری

☆ صوبہ ننگر ہار میں مجاہدین کے 2 بم حملوں میں 9 افغانی فوجی ہلاک جبکہ 14 زخمی ہو گئے۔دونوں دھماکے جلال آباد شہر میں 20 منٹ کے وقفے سے کیے گئے۔پہلا دھماکہ ایک پولیس کو سٹر پر ہوا۔جس میں مرنے اور زخمی ہونے والوں کو اُٹھانے کے لیے جب دیگر مقامی مرتد فوجی آئے تو دوسرا دھماکہ کردیا گیا۔

9 فروری

☆ صوبہ کاپیسا ضلع نجراب میں بم دھماکہ سے 9 فرانسیسی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔صلیبی فوجی رات ایک بجے کاریز کے علاقے میں گشت کررہے تھے کہ یکایک 1 ٹینک اور پیدل دستوں پر خوفناک دھماکہ ہوا۔جس سے ٹینک مکمل تباہ اور اس میں سوار 4 قابض فوجی موقع پر ہلاک ہو گئے۔مجاہدین ذرائع کے مطابق ٹینک کے قریب کھڑے 5 فوجی شدید زخمی ہوئے۔

10 فروری

☆ طالبان مجاہدین نے صوبہ کُنڑ میں امریکی فوجی مرکز پر حملہ کرکے 9 امریکیوں کو مار ڈالا اور متعدد کو زخمی کیا۔مقامی وقت کے مطابق صبح 9 بجے مارٹر، راکٹ اور دیگر ہتھیاروں سے کیے جانے والے حملے میں 9 امریکی مارے گئے۔

12 فروری

☆ قندھار شہر میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کی جانب سے افغان فوجوں اور امریکی فوجیوں پر

ایک شاندار حملہ کیا گیا۔ امارتِ اسلامیہ کے شیر دل مجاہدین (ملاعبداللہ، ملاعبدالقدوس، شیر آغا، ملا ملنگ اوران کے امیر، ملا سید) نے پولیس وردیاں پہنیں، ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس ہوکر صوبائی پولیس مرکز پرحملہ کردیا۔ مجاہدین نے افغان فوج، پولیس اور امریکیوں پر بموں کے حملے بھی کیے۔ حملے کی ابتدا میں مجاہدین نے ایک گاڑی کو ریموٹ کنٹرول سے اُڑا دیا۔ یہ گاڑی پولیس مرکز کی پارکنگ میں کھڑی کی گئی تھی۔ اس کے بعد دوسرا دھماکہ اُن افغان فوجیوں پر کیا گیا کہ جو اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے آرہی تھیں۔ جبکہ تیسرا دھماکہ امریکیوں اور مرتدین پر ہوا۔ یہ لڑائی قریباً 7 گھنٹے جاری رہنے والی اس لڑائی میں مجموعی طور پر قریباً 100 امریکی اور افغان فوج کے سپاہی ہلاک وزخمی ہوئے۔ مرنے والوں میں پولیس مرکز کا افسر بھی شامل ہے۔ اس معرکے میں دشمن کی 12 فوجی اور رسدی گاڑیاں تباہ جبکہ مرکز کو شدید نقصان پہنچا۔ مجاہدین ذرائع کے مطابق اس فدائی حملے میں 5 مجاہدین نے حصّہ لیا، جن میں سے 3 شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہوئے جبکہ 2 مجاہد بحفاظت اپنے مرکز کو واپس لوٹ گئے۔ اللہ شہیدوں کو بہترین اجر سے نوازے۔ آمین۔

☆ صوبہ لغمان کے ضلع علی نگر سے موصولہ اطلاعات میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور غاصب امریکیوں کے درمیان جھڑپ میں 10 امریکی فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔ 4 گھنٹے کی اس لڑائی میں کوئی مجاہد شہید یا زخمی نہیں ہوا۔ الحمدللہ۔

14 فروری

☆ وفاقی دارالحکومت میں گذشتہ روز کابل سٹی سینٹر کے قریب شروع ہونے والی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ فدائین نے وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے شہر نو علاقے میں سٹی سینٹر کے قریب فوجی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا۔ سب سے پہلا استشہادی حملہ مجاہد شہید ذبیح اللہ تقبلہ اللہ نے چیک پوسٹ پر کیا۔ اس کے بعد دو فدائین علم گل اور حمید اللہ ایک مجاہد کی رہنمائی میں عمارت پر چڑھ گئے اور آس پاس سرکاری املاک کو نشانہ بنایا۔ دونوں مجاہدین شدید مزاحمت کے بعد جام شہادت نوش فرماگئے۔ (اناللہ واناالیہ راجعون) عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ شدید دھماکوں اور فائرنگ کے نتیجے میں پولیس اہلکاروں کو بھاری جانی نقصانات کا سامنا ہوا۔ لیکن اس وقت سکیورٹی فورسز نے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے مرنے والوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی۔ واضح رہے کہ حملے ایسے وقت میں کیے گئے جب کابل انتظامیہ اور صلیبی فوجوں نے دعویٰ کیا کہ مجاہدین کی مزاحمت میں کمی آئی ہے۔ لیکن حملوں نے اُن کے دعوے کو غلط ثابت کردیا۔

15 فروری

☆ صوبہ لوگر ضلع چرخ سے آمدہ رپورٹ کے مطابق امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ضلعی مرکز کے قریب ایک مکان میں بارودی سرنگیں نصب کررکھی تھیں۔ جہاں روزانہ امریکی فوجیوں کی آمدورفت ہوتی تھی۔ مقامی وقت کے مطابق صبح آٹھ بجے صلیبی فوجی معمول کے مطابق مکان میں داخل ہوئے، تو شدید دھماکہ ہوا، جس میں 9 صلیبی فوجی ہلاک جبکہ 8 زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

نوائے افغان جہاد کو انٹرنیٹ پر درج ذیل ویب سائٹس پر ملاحظہ کیجیے۔

www.nawaiafghan.blogspot.com

www.muwahhideen.tk

www.ribatmedia.tk,

www.ansar1.info,

www.malhamah.tk

www.jhuf.net

اے نوجوانانِ اسلام!

تمہیں مبارک ہو، تمہیں خوشخبری ہو اس عظیم نعمت پر جس کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی۔ تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے عظیم فضل سے نوازا، آپ فقراء المہاجرین ہیں تم میں سے اگر کوئی فوت ہوجائے اس کی خواہشات اس کے سینے میں رہ جاتی ہیں جن کو پورا نہیں کرپاتا۔ جیسے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: کتنے نوجوان ایسے ہیں جو مخلص متقی، پاک صاف جو دن رات اللہ کی شریعت کے دفاع اور مسلمانوں کی عزتوں کے تحفظ میں کھڑے ہیں اور ان کے مقدس مقامات کا دفاع کرتے ہیں لیکن نہ ان کو کوئی جانتا ہے اور نہ ان کے بارے میں کوئی سنتا ہے ان میں اگر کوئی فوت ہوجاتا ہے اس کی ضروریات اس کے دل میں ہوتی ہیں جسے وہ پورا نہیں کرپاتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلا گروہ فقراء المہاجرین جو ناپسندیدہ مصائب کا شکار ہوئے وہ جنت میں داخل ہوں گے جب انہیں حکم دیا جاتا ہے تو سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔ بس یہی ان کی شرط ہے ایسا ان کا حال ہے اور یہ ان کی صفت ہے ہاں اور جب انہیں حکم دیا جاتا ہے سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔ جو لوگ میرے راستے میں قتال کرتے ہیں اور شہید ہوں گے اور تکلیف دیئے گئے اور میرے راستے میں جہاد کرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ جنت کو آواز دے گا تو جنت اپنی زیب و زینت کے ساتھ آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم اس جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوجاؤ۔ پس فرشتے سجدے کرتے ہوئے حاضر ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کو سجدے کرتے ہوئے فریاد کریں گے اے رب ہم آپ کی رات دن تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو نے ہم پر ترجیح دی۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے میرے راستے میں جہاد کیا اور میرے راستے میں ستائے گئے، فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو جو تم نے صبر کیا پس بہت اچھا انجام ہے آخرت کے گھر والوں کا ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو انہیں میں سے کرے''۔

(شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ)

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن کی تفصیلات بوجوہ ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کرامت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۷ نومبر ۲۰۱۰ء: ایف آر پشاور کے علاقے میں ایف سی پر سنائپر سے فائرنگ میں ۲ اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۵ جنوری ۲۰۱۱ء: درہ آدم خیل میں طالبان مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کی دو گاڑیوں کو جلا دیا، جس میں ۲۰ سے ۲۵ اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۵ جنوری: درہ آدم خیل کے علاقہ سنی خیل میں مجاہدین کے حملے میں ایک سیکورٹی اہل کی ہلاکت کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی جبکہ ایک اہلکار لیفٹیننٹ عامر خان شدید زخمی ہوا۔

۲۷ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل امبار غلجو میں فورسز کے قلعہ گئی کی پوسٹ پر مجاہدین نے مارٹر حملہ کیا، سیکورٹی ذرائع کے مطابق ایک ایف سی اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوگیا۔

۲۷ جنوری: تحصیل صافی کے علاقے کمال خیل میں بارودی سرنگ دھماکے میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی گئی۔ جبکہ ایک اور کارروائی میں ایک افسر سمیت ۳ سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۲۸ جنوری: تحصیل صافی میں لکڑ و چیک پوسٹ پر مارٹر حملے میں اہل کار نور شیر ہلاک ہوگیا۔

۲۹ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے قافلے پر مارٹر گولوں کے حملے کے نتیجے میں ایک اہل کار شدید زخمی ہوگیا۔

۲۹ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑی میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر راکٹ حملے میں ۲ اہل کار ہلاک اور ۵ زخمی ہوگئے۔

۲۹ جنوری: درہ آدم خیل کے نزدیک سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملہ سے ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳۱ جنوری: مہمند کی تحصیل امبار کے علاقے میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۷ سیکورٹی اہلکار ہلاک اور ۵ زخمی ہوگئے۔

۲ فروری: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی میں انارگی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ۳ اہل کار ہلاک اور ۴ زخمی ہوگئے۔

۳ فروری: لوئر اورکزئی کے علاقہ کارغان میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ، سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہلکار کی ہلاکت کی تصدیق کی۔

۴ فروری: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں اغوا کیے گئے حسن خیل نامی ریٹائرڈ ایف سی اہل کار کو ہلاک کر دیا گیا۔

۷ فروری: ہنگو میں مجاہدین نے پولیس وین پر راکٹوں سے حملہ کیا اور فائرنگ کی جس کے نتیجے میں سرکاری ذرائع کے مطابق ۲ پولیس اہل کار ہلاک اور ۶ زخمی ہوگئے۔

۱۰ فروری: شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی میں جاسوسی کا جرم ثابت ہونے پر ۴ جاسوسوں کو قتل کر دیا گیا۔

۱۱ فروری: مہمند ایجنسی کی تحصیل پڑانگ غار میں لیویز چیک پوسٹ پر فدائی حملہ کیا گیا، سیکورٹی ذرائع کے مطابق ایک اہلکار ہلاک اور ایک زخمی۔

۱۲ فروری: بٹ خیلہ میں ایک فدائی کارروائی میں سرکاری ذرائع نے ایک اہل کار کی ہلاکت اور ۳ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۳ فروری: اورکزئی ایجنسی کی اپر تحصیل کے علاقہ ڈبوری میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں سیکورٹی ذرائع نے ۲ اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۳ فروری: مہمند ایجنسی کی تحصیل امبار میں جرگے سے واپسی پر امبار امن کمیٹی کے سربراہ ملک صاب خان کی غاری کے قریب بارودی سرنگ دھماکہ ہوا جس میں ملک صاب خان اور امن کمیٹی کے ۴ رضا کار شدید زخمی ہوگئے۔

۱۴ فروری: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل بازار میں خاصہ داروں پر فائرنگ کی گئی، سرکاری ذرائع نے ایک خاصہ دار کی ہلاکت کی تصدیق کی۔

۱۸ فروری: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی میں غنم شاہ پوسٹ پر مجاہدین نے مارٹر گولوں سے حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ۱ سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۰ فروری: میران شاہ میں جاسوسی کا جرم ثابت ہونے پر ۲ افراد کو قتل کر دیا گیا۔

۲۱ فروری: جنوبی وزیرستان کے علاقے تیارزہ میں مجاہدین نے سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملہ کیا، سیکورٹی ذرائع نے ایک اہل کار کے ہلاک اور ۳ کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۱ فروری: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے علاقے زیارت میں مجاہدین نے ایک چیک پوسٹ پر حملہ کیا، حکومتی کے مطابق ۲ سیکورٹی اہل کار زخمی ہوئے۔

۲۲ فروری: جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا میں ایف ڈبلیو او تارکول پلانٹ پر مجاہدین کے حملے میں خاصہ دار فورس کے ۲ اہل کاروں کی ہلاکت اور ۲ کے شدید زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔ ہلاک ہونے والے اہل کاروں کے نام اقبال اور شاہ محمود بتائے گئے۔

۲۲ فروری: وسطی اورکزئی میں ویگن پر فائرنگ سے ایف سی اہل کار سعید خان ہلاک ہوگیا۔

(بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

القاعدہ پاکستان میں ۲۰۰۱ء کے بعد پہلی مرتبہ دباؤ کا شکار ہے: اوباما

امریکی صدر اوباما نے کہا ہے ''القاعدہ پاکستان میں ۲۰۰۱ء کے بعد پہلی مرتبہ دباؤ کا شکار ہے، القاعدہ کے رہنما اور ارکان میدان جنگ میں پسپا ہو رہے ہیں اور ان کے محفوظ ٹھکانے محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم ہار نہیں مانیں گے اور دنیا بھر میں القاعدہ کے نیٹ ورک کو شکست دیں گے''۔

شاید تھوک کے حساب سے ڈرون حملوں نے اوباما کو اس خوش فہمی میں مبتلا کر دیا ہے کہ مجاہدین دباؤ کا شکار ہو رہے ہیں لیکن اوبامہ کو اپنی خام خیالی دور کرنے کے لیے واشنگٹن پوسٹ کی ایک حالیہ رپورٹ کا صبح شام مطالعہ مفید رہے گا جس میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال کیے گئے ۱۱۸ حملوں میں ۵۸۱ مجاہدین کو شہید کیا گیا جن میں سے صرف ۲ کے نام امریکہ کو انتہائی مطلوب دہشتگردوں کی فہرست میں شامل تھے۔ لیکن بے وقوف اوباما یہ نہیں جانتا کہ اس کے یہ ڈرون حملے مجاہدین کی صفوں میں دباؤ کا نہیں بلکہ فرحت و شادمانی کا سبب بنتے ہیں کیونکہ مجاہدین کی صفوں کا ہر فرد، چاہے وہ قائد ہو یا ایک عام مجاہد شہادت کا اس سے زیادہ متمنی و مشتاق ہے جس قدر یہ کفار زندگی کے مشتاق ہیں۔ گویا وہ امریکہ کو دعوت دے رہے ہیں

؎ادھر آ اے ستمگر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

افغانستان میں طالبان کو پیچھے دھکیل دیا ہے:

افغانستان میں شدت پسندی کی کارروائیوں میں ۷۵ فیصد اضافہ ہوا: پیٹریاس

جنرل پیٹریاس نے کہا ہے کہ افغانستان میں طالبان کو پیچھے دھکیل دیا گیا ہے۔ جنگ میں مصروف فوجیوں کے نام خط میں لکھا ہے کہ'' جنوبی افغانستان میں گزشتہ سال مزاحمت پسندوں کے گڑھ کو قبضے میں لے کر انہیں پسپا کر دیا گیا ہے۔ آپریشن میں درمیانی سطح کے طالبان لیڈروں کو بھاری نقصان پہنچایا گیا ہے، ان کی جانب سے حملوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

کابل میں سفارت کاروں کے ساتھ حالیہ بریفنگ سیشن میں سفیروں کو ایساف کا طالبان کے خلاف کامیابیوں سے متعلق قائل کرنے میں ناکامی کے بعد جنرل پیٹریاس نے تسلیم کیا ہے کہ'' گزشتہ کے مقابلے میں اس موسم سرما میں تشدد کے واقعات میں ۷۵ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ امریکی افواج نے سردیوں میں بھی اس امید کے ساتھ آپریشن جاری رکھا کہ موسمی حالات طالبان کو لڑنے کا موقع نہیں دیں گے تاہم حیران کن طور پر طالبان نے اسی شدت کے ساتھ مقابلہ کیا جس سے تشدد کی کارروائیوں میں اضافہ ہوا''۔

'دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے' کے مصداق صلیبی سپہ سالار خود کو اور اپنی شکست خوردہ قوم کے طفل تسلیاں دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن زمینی حقائق ان کے حق میں اس قدر بھیانک ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے اپنے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ ایک ہی سانس میں وہ طالبان کے خلاف کامیابیوں کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور طالبان کی پیش قدمی کا اعتراف بھی۔

امریکی اخبار نیو یارک ٹائمز کا بھی کہنا ہے کہ طالبان کو پیچھے دھکیل دینے کے پیٹریاس کا دعویٰ وائٹ ہاؤس کی اس حالیہ رپورٹ سے متصادم ہے جس میں افغانستان میں امریکی مشن کی صورت حال نازک بتائی گئی تھی اور اسے قریب قریب شکست تسلیم کیا گیا تھا۔

پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف بیش بہا قربانیاں دیں: پیٹریاس

جنرل پیٹریاس نے کہا ہے کہ'' پاکستان اور اس کی سیکورٹی فورسز نے ملکی سرحدوں کے اندر دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے بہت قربانیاں دیں جس کا انہیں کریڈٹ دیا جانا چاہیے، گزشتہ دو سال سے زائد عرصے کے دوران پاکستانی عوام، فوج اور دیگر سیکورٹی اداروں نے مالاکنڈ، سوات اور اس کے بعد باجوڑ اور مہمند ایجنسیوں سمیت دیگر قبائلی علاقوں میں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ ڈیورنڈ لائن کے ساتھ سرگرمیوں میں پاکستان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں''۔

امریکی فوجیوں کا مکمل انخلا عراق کے لیے مہنگا پڑ سکتا ہے: گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ہے کہ عراق سے امریکی فوجیوں کا مکمل انخلا عراق کے لیے مہنگا پڑ سکتا ہے۔ امریکی فوجیوں کے انخلا سے عراق کو کچھ معاملات میں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ عراق کو نا صرف انٹیلی جنس، لاجسٹک اور دیگر شعبوں میں مشکلات کا سامنا ہوگا بلکہ وہ اپنے ہوائی اڈوں کی حفاظت کرنے کی صلاحیت سے بھی عاری ہے۔

گیٹس کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اردو کا ایک محاورہ ہے 'سستا روئے بار بار، مہنگا روئے ایک بار'، تو اس کے لیے بہتر ہے کہ عراق اور افغانستان سمیت جہاں جہاں بھی اس کے ملک کی فوجوں نے اپنی جان پھنسائی ہوئی ہے وہاں سے ایک ہی دفعہ اپنے فوجیوں کو نکال کر یہ مہنگا سودا برداشت کر لے۔ ورنہ مجاہدین امریکہ کو اس وقت تک ہر روز اپنے نیزوں سے چھیدتے رہیں گے جب تک اس کے اندر جان کی ایک بھی رمق باقی رہے گی۔ (بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

اک نظر ادھر بھی

صبغۃ الحق

باجوڑ اور مہمند میں آپریشن سے ۱۳ہزار سے زیادہ گھر تباہ ہوئے: پاکستانی وزیر برائے سیفران (ریاستیں اور سرحدی علاقے)

پاکستان کے وفاقی وزیر سیفران شوکت اللہ نے کہا ہے کہ باجوڑ اور مہمند ایجنسی میں آپریشن سے باجوڑ میں ۹ ہزار جبکہ مہمند میں ۴ ہزار گھر تباہ ہوئے۔ اور حکومت کی کوشش ہے کہ تباہ شدہ مکانات کے مالکان کو جلد معاوضہ ادا کیا جائے۔

جو اخباری و درباری دانشور صلیبی جنگ کو اپنی جنگ کہتے نہیں تھکتے وہ اب بتانا پسند کریں گے کہ کیا ان تیرہ ہزار گھروں کے رہائشی سب ''غیر ملکی دہشت گرد'' تھے؟ اگر تھے تو اب ان کو معاوضہ دینے کی بات کیوں ہو رہی ہے، جبکہ آپ کے بقول 'بم' نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اور اگر یہ لوگ 'دہشت گرد' نہیں تھے تو پھر انہیں کس جرم بے گناہی کی سزا دی گئی اور آپ نے کمر کس کی توڑی ہے؟

ماسکو فدائی حملے میں ہلاکتیں ۴۲ ہوگئیں

ماسکو حملہ کوہ قاف میں روسی جرائم کا جواب تھا: امیر ڈوکو عمروف

امارت اسلامیہ کوہ قاف کے امیر ڈوکو عمروف نے کہا ہے کہ گزشتہ ماہ ماسکو ایئرپورٹ پر بم دھماکوں کا حکم انہوں نے ہی دیا تھا۔ ۲۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو ماسکو ایئرپورٹ فدائی حملے میں چوبیس افراد ہلاک اور ۱۸۰ زخمی ہوئے تھے۔ عمروف نے کہا کہ ایئرپورٹ پر حملہ قفقاز کے علاقے میں روس کی طرف سے کیے گئے جرائم کا جواب تھا۔ اس طرح کے حملے جاری رہیں گے، ہم قفقاز کے علاقے میں اللہ کے نام کو سربلند کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں اور سینکڑوں مزید بھائی روس کی کافر حکومت سے لڑنے کے لیے اپنی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

ہم امارت اسلامیہ قفقاز اور اس کے مجاہدین کو اس کامیاب کارروائی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اُنہیں اپنی رحمتوں کے سائے میں رکھے اور دنیا بھر کے تمام خطوں میں اللہ کے دین کی سربلندی اور طواغیت کی سرکوبی کے لئے دی جانے والی مجاہدین کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دوبارہ قیام سے اپنے بندوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا فرمائے۔

عالمی ٹھیکے دار امریکہ نے نہر سویز پر قبضے کی دھمکی دے دی

امریکی فوج کے سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل جیمز رائس نے کہا ہے کہ نہر سویز تیل کی سپلائی کا اہم ذریعہ ہے اور مصر میں جس نے بھی اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اسے بند کرنے کی کوشش کی وہ یقیناً ایک بہت بڑی غلطی کرے گا۔ ہم نہر سویز کی بندش پر سفارتی، اقتصادی حتیٰ کہ فوجی طاقت سے جواب دے سکتے ہیں۔

امریکہ کی فوجی اور اقتصادی طاقت کا پول تو اب مجاہدین اسلام کے بالمقابل آکر کھل ہی گیا ہے۔ پوری دنیا کا جو ٹھیکہ امریکا نے اٹھایا ہوا ہے اس کی معیاد بھی عنقریب ختم ہونے کو ہے، کیونکہ اللہ کی سرزمین کے حقیقی وارث مجاہدین اسلام لاالٰہ الااللہ کا پرچم بلند کئے تیزی سے پیش قدمی کر رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب اللہ کی زمیں پر اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلے گا۔ ان شاء اللہ۔

سندھ حکومت نے افغانستان کے لیے نیٹو رسد پر ٹیکس نافذ کردیا۔

سندھ حکومت نے افغانستان میں نیٹو افواج کو تیل اور دیگر اشیا کی فراہمی پر ٹیکس نافذ کردیا ہے۔ یہ ٹیکس کسی بھی شے کی کل قیمت کے 0.80 فیصد کے حساب سے وصول کیا جائے گا، جس سے سندھ حکومت کو سالانہ کم از کم ۵ ارب روپے کی آمدنی متوقع ہے۔

قومے فروختند چہ ارزاں فروختند

امریکہ اور برطانیہ افغانستان میں ناکامی کا اعتراف کرلیں: برطانوی رکن پارلیمنٹ

برطانیہ کی حکمران کنزرویٹو پارٹی سے تعلّق رکھنے والے نہایت بااثر برطانوی ممبر پارلیمنٹ روری اسٹیورٹ نے امریکہ اور برطانیہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس حقیقت کا اعتراف کرلیں کہ وہ افغانستان کے خونریز تنازع کو حل کرنے کی اہلیّت ہی نہیں رکھتے اور ناکام ہو چکے ہیں۔ مغرب شتر مرغ کی طرح سر چھپانے والی پالیسی ترک کردے اور تسلیم کرلے کہ افغانستان کے مسئلے کو نہ تو ڈالر کی تقسیم کر کے اور نہ ہی جنگ کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے۔

شکست کا اعتراف تو کبھی دبے اور کبھی کھلے لفظوں میں امریکی اور برطانوی صلیبی کئی بار کر چکے ہیں، حوالے کے طور پر دو ماہ پہلے برطانوی آرمی چیف کا بیان دیکھا جاسکتا ہے۔ اب تو صلیبیوں کی حالت یہ ہے کہ میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں، کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔

افغان جنگ سے امریکہ پریشان، دفاعی بجٹ میں کمی کی تجویز

امریکی صدر اوباما نے مالی سال ۲۰۱۲ء کے لیے امریکی دفاعی بجٹ میں ۵ فیصد کٹوتی کرتے ہوئے ۶ کھرب ۷۱ ارب ڈالر بجٹ مختص کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ تجاویز میں عراق اور افغانستان جنگ کے لیے ایک کھرب ۲۰ ارب ڈالر کی کمی کی سفارش کی گئی ہے۔ عراق جنگ کے لیے ۴۱.۵ ارب ڈالر کی کمی کے ساتھ ۱۱۷.۸ ارب ڈالر جبکہ

افغانستان میں ۶ ارب ڈالر کی کمی کے ساتھ ۱۰۷.۳ ارب ڈالر مختص کیے جائیں گے۔

انقلاب مصر مشرق وسطیٰ کو جمہوریت کی طرف لے جاسکتا ہے: ٹونی بلیئر

برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے کہا ہے کہ "مصر میں ہونے والے واقعات پورے مشرقِ وسطیٰ کو جمہوریت کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ یہ ایسا لمحہ ہے جس میں پورا مشرق وسطیٰ اپنے محور پر گھومتا ہوا تبدیلی، جدیدیت اور جمہوریت کی طرف جاسکتا ہے جس سے پوری دنیا کو فائدہ ہوگا"۔

بلی کو چھچھڑوں کے خواب کے مصداق ٹونی اب بھی مشرق وسطیٰ میں جمہوریت کے خواب دیکھ رہا ہے، حالانکہ بقول اقبال

جہان نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالم پیر مر رہا ہے

جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ۔

پوری دنیا کو اپنی کٹھ پتلیوں کے ذریعے اپنی انگلیوں پر نچانے کے خوابشمند فرنگیوں کو اب بہت جلد یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اب فقط چہروں کی تبدیلی فائدہ نہیں دے گی۔

۳۰ برس کی 'کمائی'۔ حسنی مبارک دنیا کا امیر ترین شخص بن گیا۔

برطانوی اخبار گارجین کے مطابق حسنی مبارک اور اس کے اہل خانہ کی دولت ایک اندازے کے مطابق ۷۰ ارب امریکی ڈالر ہے۔ حسنی مبارک اور اس کے خاندان کے بیرون ملک متعدد خفیہ اکاؤنٹس ہیں اور بیشتر دولت برطانیہ اور سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں جمع ہے۔ اس کے علاوہ لندن، نیویارک، لاس اینجلس اور مصر میں بحیرہ احمر کے ساحل پر رئیل اسٹیٹ میں سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ حسنی مبارک کو احتجاج کے آغاز ہی سے اپنے اقتدار کے خاتمے کا یقین ہو گیا تھا اسی وجہ سے اُس نے احتجاج کے ۱۸ دن اپنی ۳۰ سالہ کمائی بیرون ملک منتقل کرنے میں گزارے۔

فرعون وقارون کے اس جانشین نے اپنے آباواجداد سے یقینا کچھ سبق نہیں سیکھا ورنہ قران کے اوراق تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں، فاعتبرو یا اولی الابصار

یمن میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ تباہ کر دیا۔

جنوبی یمن کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا جبکہ القاعدہ کے مجاہدین نے طیارے کے ملبے کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

اہم پاکستانی صحافیوں کو امریکہ و برطانیہ لے جا کر "ذہن سازی" کا منصوبہ جاری

"دہشت گردی کے خلاف جنگ" میں امریکی فتح کے لیے "عوامی سفارت کاری" نامی منصوبے کے تحت پاکستانی میڈیا اداروں میں اہم ذمہ داریاں ادا کرنے والے تمام صحافیوں کو امریکہ و برطانیہ لے جا کر خصوصی تربیت دینے کے منصوبے پر تیزی سے عمل درآمد جاری ہے۔ منصوبے کے پہلے مرحلے میں ۲۰۰ سے زائد پاکستانی صحافی امریکہ و برطانیہ میں اس وقت تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اگر یہ پروگرام منصوبے کے مطابق جاری رہتا ہے تو پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک بن جائے گا جس کے تمام صحافتی اداروں کے اکثر اہم افراد امریکہ اور برطانیہ سے "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کے حوالے سے خصوصی تربیت حاصل کر چکے ہوں گے۔

۷۸ فیصد برطانوی فوجی ملازمت سے تنگ آ گئے

برطانوی تنظیم آرمی فیملیز فیڈریشن کی جانب سے کرائے گئے سروے کے مطابق ہر ۵ میں سے ۴ اہل کار اور ان کے اہل خانہ مشکلات کا شکار ہیں، یہ اہل کار نوکری سے جان چھڑانے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں۔ برطانوی اخبار ٹیلی گراف کے مطابق تنظیم کی سربراہ اور رائل فورس کے ایک اہل کار کی بیوی مسز میک کارتھے نے بتایا کہ ۱۲ سے ۱۵ سو اہل کاروں اور ان کے خاندانوں میں کرائے گئے سروے کے مطابق ۸۷ فیصد اہل کار شدید معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

گوانتانا موبے کا قید خانہ دنیا کی بہترین جیل ہے: رمز فیلڈ

امریکی کے سابق وزیر دفاع ڈونلڈ رمز فیلڈ نے گوانتانا موبے کو دنیا کی بہترین جیل قرار دیا ہے جو جیلوں کے عالمی معیار کے مطابق ہے۔ اس نے گوانتانا مو میں قیدیوں کے ساتھ بدسلوکی اور تشدد کے الزامات کو مسترد کیا اور کہا کہ گوانتانا مو کے عملے کو مشکل ترین مقام پر اپنے فرائض کی ادائیگی پر سراہا جانا چاہیے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ رمز فیلڈ کو وہ وقت دکھانے کے لیے زندہ رکھے جب مجاہدین اس کو اور اس کے ساتھی تمام صلیبی مجرموں کو دنیا کی اسی بہترین جیل میں قید کر کے اس کو اس کے جرائم کا مزہ چکھائیں گے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

۲۳ فروری: خیبر ایجنسی میں لنڈی کوتل تحصیل کے ایک دور افتادہ علاقے پڑانگ سنگ کے قریب مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔ سرکاری حکام کے مطابق اس حملے میں حملے میں پانچ اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہو گئے ہیں۔

پاکستانی فوج کی مدد سے امریکی ڈرون حملے

۲۰ فروری: جنوبی وزیرستان میں اعظم ورسک کے علاقے کڑہ پھنگا میں امریکی جاسوس طیاروں سے ایک مکان پر دو میزائل فائر کیے جس کے نتیجے میں ۶ افراد شہید ہو گئے۔

۲۱ فروری: شمالی وزیرستان میں میر علی کے علاقے اسپغلہ میں ایک گھر پر ڈرون طیارے سے ۲ میزائل داغے گئے، ۱۰ افراد شہید ہو گئے۔

۲۴ فروری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گھر پر ۳ میزائل داغے، جس سے ۱۵ افراد شہید ہو گئے۔

۲۴ فروری: شمالی وزیرستان کے علاقے دتہ خیل میں ایک گاڑی پر ۲ میزائل داغے گئے، جس سے ۱۲ افراد شہید ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

چمن کی آبرو

عجب اک شان سے دربارِ حق میں سرخرو ٹھہرے
جو دنیا کے کٹہروں میں عدو کے روبرو ٹھہرے

بھرے گلشن میں جن پر انگلیاں اٹھیں، وہی غنچے
فرشتوں کی کتابوں میں چمن کی آبرو ٹھہرے

اُڑا کر لے گئی جنت کی خوشبو جن کو گلشن سے
اُنھی پھولوں کا مسکن کیوں نہ دل کی آرزو ٹھہرے

وہ چہرے نور تھا جن کا سدا رشکِ مہِ کامِل
رقیب اُن کے ہوئے جو بھی، ہمیشہ سیہ رُو ٹھہرے

اے دانشور! ترے آرام کے ضامن ہیں دیوانے
جو جنگاہوں میں رات اور دن ستم کے دُوبدو ٹھہرے

چلو کہ اب کہیں جا کے یہ اپنے جان و دل واریں
تھمے بھی یہ سفر آخر کہیں تو جستجو ٹھہرے

(احسن عزیز)

موالاتِ کفار کا کوئی شرعی جواز نہیں!!!

موالات کے مفہوم میں قربت اور نزدیکی پیدا کرنے والے تعلقات اور باہمی نصرت و معاونت کے تمام ارتباطات لغوی معنی کے لحاظ سے داخل ہیں۔ پس تمام ایسے معاملات جو ان (کفار) کی معاندانہ طاقت کو بڑھائیں، ایسے تعلقات (فوجی ملازمت وغیرہ) جو مسلمانوں کی ہلاکت اور شوکت اسلامیہ کے مٹانے میں دخل رکھتے ہوں، ایسے روابط جن کی وجہ سے انہیں (یعنی کفار کو) موقع ملے کہ مسلمانوں کی رضامندی پر استدلال کر سکیں، ایسے مراسم جن سے ان (کفار) کے ساتھ محبت والفت کا اظہار ہوتا ہو، براہ راست یا بالواسطہ موالات ممنوعہ محرمہ میں داخل ہیں۔

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو بغور دیکھا جائے۔ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایمانی عینک سے مشاہدہ کیا جائے تو پھر کوئی شبہ واقعہ نہیں ہوسکتا۔ اس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں، اس لیے صرف اس قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ دوسرا شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمان ترک موالات سے تکلیف اور نقصان اٹھائیں گے، اس کے جواب میں بھی مختصراً یہ واقع ذکر کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ جس وقت یہود بنو قینقاع سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میری یہود کی ایسی جماعت سے موالات تھی جن کی تعداد بہت ہے اور طاقت زبردست ہے۔ آج میں ان کی موالات سے دست برداری کرتا ہوں اور اب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرا کوئی مولا نہیں"۔ اس پر عبداللہ بن ابی (منافق) بولا" میں تو یہود کی موالات سے دست برداری نہیں کر سکتا، کیونکہ میری تو ان کے بغیر گذر مشکل ہے"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء(المائدة: ۵۱)

"ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ اور ان سے موالات نہ رکھو"۔

اور منافقین کا یہ قول کہ ہمیں تکالیف اور مصیبتیں پہنچنے کا خوف ہے جوازِ موالات کے لیے کافی نہ ہوا اور ان کو موالات کی اجازت نہ دی گئی۔ بلکہ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت حق تعالیٰ نے فی قلوبھم مرض فرمایا ہے اور ان کے اس قول کا کہ ہمیں تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچنے کا خوف ہے، یہ جواب دیا ہے کہ عنقریب حق تعالیٰ اپنی طرف سے مسلمانوں کی فتح یا اور کوئی مہتم بالشان امر ظاہر کرے گا۔ جس سے یہ تمام ڈرنے والے اپنے نفسانی منصوبوں پر نادم ہو جائیں گے۔

آج بھی ایک میدان عمل آپ کے سامنے ہے۔ ابتلا و امتحان کی کڑی منزل درپیش ہے مگر آپ دور نہ جائیں، صرف اپنے آقائے نامدار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین عرب نے اس قدر تکلیفیں پہنچائیں کہ الامان والحفیظ۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جان گذار تکلیفوں کو نہایت استقامت کے ساتھ برداشت فرماتے رہے اور اپنے فرض کی تبلیغ کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکان چھوڑ کر تشریف لے گئے اور تین دن غار ثور میں رہ کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ وہ زمانہ مسلمانوں کے لیے سخت ابتلا و آزمائش کا زمانہ تھا، مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل اور مالی حالت نہایت تنگی کی تھی۔ مگر ان کے ایمان پختہ اور قلب مطمئن تھے۔ ان کی صداقت و استقامت کی برکت تھی کہ کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور وہ خوار و ذلیل ہو کر مغلوب ہوئے اور اللہ کا نور تمام دنیا میں پھیل گیا۔

(شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ)